هو العلی الاعلیٰ

اقوالِ اہلبیت نبیؐ مختارؐ

یعنی

ترجمہ جلد اوّل بحار الانوار

مترجمہ

سیّد محمد حسین جعفری (بی۔ اے آکسن)
ناظم تعلیمات سرکار عالی (وظیفہ یاب)

(مطبوعہ)

اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹرز حیدرآباد (دکن)

فہرست مضامین

مکتوب

العالم العلامہ المحقق الفہامہ مولانا عبداللہ عمادی مدظلہ العالی

جب اس خاکسار نے ترجمہ شروع کیا اور چند اوراق ختم کئے تو محترمی علامہ عبداللہ عمادی صاحب رکن دارالترجمہ سرکار عالی کی خدمت میں بغرض ملاحظہ پیش کئے اور اس کام کی تکمیل کے متعلق مولانا سے مشورہ کیا۔ مولانا نے اوراق ملاحظہ فرمانے کے بعد جو حوصلہ افزا تحریر روانہ فرمائی وہ درج ذیل کیجاتی ہے۔

مولانا کے متعلق کچھ عرض کرنا خاکسار بے ادبی سمجھتا ہے مگر دلی جذبات سے مجبور ہے۔ کچھ کہے بغیر رہا نہیں جاتا۔ مولانا مدظلہ کی علمیت و قابلیت تو اہل علم پر اظہر من الشمس ہے ناچیز جو کہنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں صاحبان علم و فضل تو بہت ہیں مگر ایسے علماء اور فضلاء کا ہمیشہ قحط رہا جو علم و فضل کے ساتھ دین و دیانت کے حامل بھی پائے جاتے ہوں۔ جب مولانا عمادی صاحب کے اوصاف پر نظر ڈالی جاتی ہے تو علم و فضل کے ساتھ ساتھ آپ ان صفات عالیہ یعنی دین و دیانت کے حامل بھی پائے جاتے ہیں۔ آپ کی طبیعت کی سادگی سنجیدگی۔ متانت اور قناعت کی کیفیت ایسی ہے کہ آپ کے جاننے والوں کو آپ کا گرویدہ اور معتقد کردیتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ مولانا ممدوح کو خدا تادیر ہم میں سلامت رکھے اور آپ کے فیوضات علمیہ اور برکات حمیدہ سے استفادہ کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔

نقلِ مکتوبِ علامہ موصوف

سیّدی ۔ سلام علیکم من اللہ ورحمۃ ورضوانہٗ

جناب والا کے افادات ساطعات سے خاکسار مستفید ہوا۔ لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ تمام دنیا کو اور خصوص اہل اسلام کو سخت ضرورت ہے کہ معصومین علیہم السلام کے مآثر و آثار اور احادیث اور اخبار سے آگاہ ہوں اور بصیرت کے ساتھ ان کی تاسی کریں۔ یہ اسوۂ حسنہ شیعہ و سنی سب کے لئے یکساں رہنمائے ہدایت و ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق بخشے کہ حضرت علامہ مجلسی کی مجلدات ضخیمہ سے آپ اس کی تلخیص کی تکمیل فرمائیں اور ایسے مجموعہ مکارم اخلاق کی نشر و اشاعت سے سرکار عالی ماجور و شاب ہو۔ وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ولکم الشکر والحمد من قبل ومن بعد فقط

عمادی

٢٠ محرم سنہ ١٣٧٢ھ - ١١ اکتوبر سنہ ١٩٥٢ء - شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام برافتہ واکرمنا بالایمان بمنّہ وعرفنا الحق الذی عنہ یوفکون والھمنا النباء الذی ھم فیہ مختلفون والصلوٰۃ والسلام علیٰ مراٰت العقول وجلاء العیون وکنز الاسرار محمد النبی المختار وعلیٰ الہ الاطھار الذین ھم مفاتیح الغیب ومطالع الانوار

اما بعد عرض کرتا ہے السید محمد حسین الجعفری بن السید یاور علی الجعفری کہ اب سے دس سال قبل علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کی مشہور و معروف تالیف بحار الانوار کی چند جلدیں مطالعہ سے گذریں اور ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ کیا اچھا ہو اگر ان جلدوں کا اردو ترجمہ ہو جائے تاکہ حضرات اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی تعلیم (جس سے بحار کی جلدیں بھری ہوئی ہیں) سے ہند کے اردو داں حضرات اور خواتین مستفید ہو سکیں۔

بحار الانوار کی پوری ضخیم جلدوں کے ترجمہ کا کام ایسا نہیں ہے کہ کوئی ایک شخص اس کا بیڑا اٹھا سکے۔ یہ کام متعدد قابل عربی داں۔ فارغ البال مستعد مستقل مزاج افراد کی متفقہ کوششوں سے جو اپنی زندگی کا معتدبہ حصہ اس کام کے لئے وقف کردیں انجام پا سکتا ہے پس مجھ جیسے نااہل۔ بے بضاعت۔ خستہ حال کے لئے اس کا تصور بھی محال تھا

چند سال یوں ہی گذر گئے لیکن اکثر خیال آتا تھا کہ اگر سب جلدوں کا نہیں تو کم از کم چند حدیثیں منتخب کر کے ان کا ترجمہ کروں تو آخر خیال نے بالآخر عزم کی صورت اختیار کی توفیق الٰہی اور حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کی تائید شامل حال ہوئی اور مصمم ارادہ کرلیا کہ جلد اول بحار کا (جو ابواب علم وعقل پر مشتمل ہے اور جس میں علم وعقل کے متعلق ائمہ معصومین علیہم السلام کے ایسے اقوال درج ہیں جن کا تعلق الہٰیات اور اخلاق سے ہے) ترجمہ کروں۔ چنانچہ آج سے سات سال قبل خدا پر توکل کر کے اس کار خیر کی ابتدا کی اور باوجود ملازمت کی کشمکش عدیم الفرصتی۔ پریشانیوں کے تھوڑا تھوڑا کر کے تین سال میں تقریباً دو ثلث کتاب کا ترجمہ ختم کیا اور اس کے بعد جناب مجلسی علیہ الرحمہ کا تذکرہ بھی مرتب کیا۔ مقدمہ لکھنا باقی تھا۔ کہ دفعتاً علیل ہوگیا اور علالت کا سلسلہ تقریباً تین سال جاری رہا۔ باوجود علاج کے صحت نہ ہوتی تھی لیکن اس ارشاد باری سے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ دل کو قوت حاصل ہوتی تھی اور دعا کیا کرتا تھا کہ خدایا بحق محمدؐ وآل محمد علیہم السلام اتنی صحت اور توانائی عطا فرما کہ مقدمہ لکھ کر ترجمہ طبع وشائع کرا دوں تاکہ تین سال کی محنت ٹھکانے لگے۔ عاصی کی دعا قبول ہوئی۔ شافی مطلق اور کافی برحق نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے صحت عطا فرمائی اور یہ مقدمہ لکھ سکا اور کتاب طبع ہوسکی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

اس کام کی تکمیل کا مقصد حقیقی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کی تعلیم کی اشاعت ہو اور موجودہ زمانے کے لوگ واقف ہوسکیں کہ ان مقدس ہستیوں کا علم کیا تھا اور کیا شان تھی اور ان کی تعلیم کس پایہ کی تھی

خون دوڑ ایا۔ ہمارے خیال میں جناب مجلسی علیہ الرحمہ کا اس قدر مختصر لیکن مکمل تذکرہ اس سے قبل تیار نہیں ہوا۔ چیدہ چیدہ حالات مختلف کتب میں درج ہیں۔ ان سب کو جمع کرکے ترتیب دینے اور سلسلہ کے ساتھ پیش کرنے میں کافی وقت صرف ہوا۔

تمنا ہے کہ یہ ناچیز ہدیہ جو کتاب کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ حضور سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اور حضرات اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی بارگاہ میں قبول اور اس عاصی کے لئے باعث نجات اخروی ہوگا۔

اور خدا سے دعا ہے کہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَھْلِ التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ لَکَ وَالتَّصْدِیْقِ بِرَسُوْلِکَ وَالْاَئِمَّۃِ الَّذِیْنَ فَرَضْتَ طَاعَتَھُمْ عَلٰی خَلْقِکَ اٰمِیْنَ۔ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

المرقوم یوم الجمعہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۳ ہجری

۲۰ اکتوبر ۱۹۴۴ عیسوی

سید محمد حسین جعفری

جوبلی ہل۔ حیدرآباد دکن

تذکرہ

رئیس المحدثین خاتم المجتہدین ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۳۷ھ۔ سنہ ۱۱۱۰ھ)

تاریخ ولادت۔ آباء واجداد۔ عزیز واقارب

ملا محمد باقر مجلسی گیارہویں صدی کے اجلّہ مجتہدین میں سے تھے۔ علماء شیعہ نے ان کو رئیس المحدثین کا لقب دیا ہے اور ثقات فقہا اور مجتہدین میں شمار کرتے ہیں۔ یہ ۱۰۳۷ھ میں بہ مقام اصفہان پیدا ہوئے۔[1]

ان کے والد کا نام ملا محمد تقی مجلسی اور دادا کا مقصود علی مجلسی ہے۔ مجلسی ان کا خاندانی لقب تھا اور یہ خاندان کئی پشت سے علم وفضل میں شہرت رکھتا تھا۔

لہ۔ شذرہ العقیان۔

ملا مقصود علی مقدس بزرگ۔ فارسی کے شاعر تھے اور شعر خوب
کہتے تھے تخلص مجلسی تھا جو بعد میں ان کی اولاد کا لقب[1] ہو گیا۔ حکیم
ملا محمدؐ بن سلیمان تنکابانی صاحب قصص العلماء میں تحریر فرماتے ہیں:—

وجہ تسمیہ بہ مجلسی ظاہر اینکہ مجلسی منسوب بقریہ از قریہ ہائے
اصفہان باشد ..... و بعضے گویند کہ پدر ملا محمد تقی کہ
مقصود علی باشد شاعر بود و خود را در اشعار تخلص بہ مجلسی
می نمود لہذا مجلسی اشتہار یافت۔

ملا مقصود علی اور ان کی اولاد کے مجلسی مشہور ہونے کی دوسری
وجہ صاحب قصص العلماء نے جو لکھی ہے درست معلوم ہوتی ہے چنانچہ
اس کی مزید تائید ملا محمد علی بن محمد صادق لکھنوی صاحب نجوم السماء
فی تراجم العلماء کی تحریر سے ہوتی ہے جو یہ ہے۔

والد ملا محمد تقی مجلسی ملا مقصود علی عارف۔ صاحبِ کمال و
مقدس بود و اشعار خوب میفرمود و تخلص بہ مجلسی بود

ملا محمد تقی مجلسی[2] سنہ ۱۰۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۰۷۰ھ میں انتقال
کیا۔ علوم حدیث و فقہ و اصول و کلام کے جید عالم تھے شیخ بہاء الدین
محمد العاملی ملا عبد اللہ الشستری، میر شرف الدین الحسینی جیسے کاملان فن
سے ان علوم کو حاصل کیا تھا۔ آپ نے بہت سے کتب و رسائل تصنیف
کئے ہیں۔ روضۃ المتقین فی شرح اخبار الائمۃ المعصومین[3] کے نام سے عربی

۱۔ نجوم السماء ص ۵۹ ۲۔ روضات الجنات ۱۲۹ نجوم السماء ص ۵۹ ۳۔ کشف الحجب صفحہ ۱۸۹۹

زبان میں "من لایحضرہ الفقیہ" کی شرح لکھی۔ پھر شاہ عباس ثانی (سنہ ۱۰۵۲ھ
سنہ ۱۰۷۷ھ) کی فرمائش سے اس شرح کا فارسی میں ترجمہ کیا اور "لوامع صاحب
قرآنی"[1] اس کا نام رکھا صحیفہ سجادیہ کی شرح بھی لکھی[2] سنہ ۱۰۶۴ھ میں عبادات
کے متعلق ایک ضخیم کتاب تصنیف کی جس کا نام "حدیقۃ المتقین فی معرفۃ
احکام الدین الارتقا معارج الیقین"[3] ہے۔ احکام حج اور رضاع کے متعلق فارسی
زبان میں دو مبسوط رسالے تصنیف کئے[4]۔

ملا محمد تقی کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں:—

(۱) ملا عزیز اللہ (۲) ملا عبد اللہ (۳) ملا محمد باقر۔ ملا عزیز اللہ
اولاد اکبر تھے۔ انھوں نے اپنی والدہ اور دیگر علماء عظام سے تعلیم پائی
اور درس لیا۔ ملا احمد بہبہانی نے "مرأۃ الاحوال" میں ان کے علم و فضل کی
بڑی تعریف کی ہے۔ علم انشا میں آپ اپنی نظیر تھے۔ شیخ الطائفہ محمد بن
حسن بن علی الطوسی المتوفی سنہ ۴۶۰ھ کی تصنیف "تہذیب الاحکام" اور
علامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحلی المتوفی سنہ ۷۲۶ھ
کی تصنیف "مدارک الاحکام" پر حواشی لکھے۔ "انشاء وقائع روم" ان کی
مشہور تصنیف ہے[5]۔ سنہ ۱۰۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا ان کے فرزند میرزا
محمد کاظم معروف بہ ماسی تھے جن سے ملا صاحب کی دوسری دختر منسوب تھیں

۱۔ کشف الحجب ۲۷۱۳ ۲۔ کشف الحجب صفحہ ۱۸۹۴ ۳۔ کشف الحجب نمبر ۱۳۴۰ ۴۔ کشف الحجب نمبر ۱۳۵۶ و ۱۴۱۰ ۵۔ نجوم السماء ص ۱۲۹ مقدمہ بحار الانوار۔

ملا عبداللہ مجلسیؒ کے دوسرے فرزند تھے انھیں بھی علوم دینیہ میں کمال حاصل تھا۔ صاحب ریاض العلماء لکھتے ہیں:۔

عبداللہ بن مولی محمد تقی مجلسی الاصفہانی فقیہہ۔ واعظ

عالم صالح۔ علم رجال کے ناقد۔ محدث۔ مقدس عابد تھے

اور علوم شرعیہ اور عقلیہ کی تعلیم اپنی والدہ سے پائی۔

انھوں نے اپنے والد ملا محمد تقی مجلسی کی کتاب "حدیقۃ المتقین پر تعلیقات لکھے ہیں[1] جس سے ان کا علمی تبحر ظاہر ہوتا ہے۔ ان پر ان کی اولاد کے انتقال کا اس قدر اثر ہوا کہ یہ ہندوستان چلے گئے اور جب تک ہند میں رہے ہمیشہ مغموم و محزون رہے یہاں تک کہ ۱۰۸۴ھ میں ان کا انتقال ہوگیا[2]۔

ان کے دو فرزند تھے ملا محمد نصیر اور ملا زین العابدین۔ ملا محمد نصیر نے اپنے چچا ملا محمد باقر مجلسی کی تصنیفات سے بحار الانوار کی جلد ہشتم کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ "صحیفۃ المتقین" کے نام سے حیوۃ القلوب کا تکملہ کیا اور شرح اللمعہ پر حواشی لکھے۔ ان کے فرزند ملا محمد رضی نے بحار الانوار کی جلد نہم کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

ملا زین العابدین کے متعلق مرآۃ الاحوال میں لکھا ہے کہ زاہد و عابد و متقی تھے اور ہمیشہ تحصیل علم میں مشغول رہتے تھے۔

ملا محمد تقی مجلسی کی صاحبزادی آمنہ بیگم ملا محمد باقر مجلسیؒ کی بڑی بہن تھیں۔

لہ۔ نجوم السماء ص ۱۲۰۔ مقدمہ بحار الانوار ۔ ۲ مقدمہ بحار الانوار

صاحب ریاض العلماء ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

کانت فاضلۃ۔ عالمۃ۔ متقیۃ ورعیۃ یعنی یہ فاضلہ۔ عالمہ متقیہ تھیں

ملا محمد صالح بن احمد المازندرانی سے منسوب تھیں[1]۔ ان کو دو لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئی۔ منجملہ ان کے بڑے فرزند فاضل مقدس علامہ محمد ہادی حدیث فقہ اور اصول کے یگانہ روزگار تھے۔ انھوں نے قرآن مجید، صحیفہ کاملہ، معلم الاصول کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ بیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل پر تعلیقات لکھے[3]۔ علم بیان و معانی میں ایک ضخیم کتاب انوار البلاغہ تصنیف کی[4]۔ اصفہان میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ مشہور شاعر علی حزیں لاہیجانی نے ان سے شیخ الطائفہ محمد بن حسن بن علی الطوسی کی کتاب تہذیب الاحکام پڑھی تھی۔ رجال حدیث اور ان کے اسناد بھی ان ہی سے تحقیق کی تھی[5]۔

ملا محمد ہادی کے دو فرزند تھے۔ محمد مہدی اور محمد علی۔ ملا محمد مہدی شاہ طہماسپ ثانی بن سلطان حسین صفوی ۱۱۰۵ھ ۱۱۳۵ھ کے زمانے میں افاغنہ قندھار کے ہاتھوں شہید ہوئے[6]۔ انھوں نے قاضی عضدالدین عبدالرحمن الایجی المتوفی ۷۵۶ھ کی شرح مختصر الاصول پر حاشیہ لکھا ہے۔

لہ۔ روضات الجنات ص ۳۳۱۔ نجوم السماء ص ۱۰۶۔ مقدمہ بحار الانوار ۲ روضات الجنات ص ۲۳۱ نجوم السماء ص ۱۸۲ ۳ کشف الحجب والاستار ص ۵۹ ۴ کشف الحجب والاستار ص ۳۱۷ ۵ تذکرہ الاحوال طبع لندن ص ۲۶ ۶ نجوم السماء ص ۲۶۵ ۷ تذکرہ المعاصرین ص ۹۸۵۔ نتائج الافکار ص ۶۔

زمانے میں نماز جمعہ کو حرام سمجھتے تھے اور اس کے متعلق ایک رسالہ بھی لکھا[1]۔ ۱۰۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور کسی نے تاریخ کہی کہ "علم علم بزمین افتاد"۔

(۲) علامہ محمد صالح ماژندرانی۔ انھوں نے "کافی" پر شرح لکھی ۱۰۸۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۲) سید الحکما میرزا رفیع الدین محمد بن امیر حیدر الحسینی الطباطبائی النائینی[2] اکابر متکلمین سے تھے۔ انھوں نے اصول تحقیق میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام الشجرہ الالہیہ[3] ہے۔ اصول الکافی شرح مختصر الاصول اور صحیفہ کاملہ پر حاشئے لکھے۔ اس بزرگوار نے پچاسی سال کی عمر میں ۱۰۸۲ھ میں انتقال کیا۔ اور اصفہان میں مدفون ہوئے شاہ سلیمان صفوی نے مزار پر قبہ بنوایا جو اس وقت موجود ہے۔ مقدمہ بحار الانوار میں ان کی تاریخ انتقال شوال ۱۰۹۹ھ بتائی گئی ہے

(۴) ملا محمد بن مرتضیٰ المعروف بہ محمد محسن کاشانی[4] آپ[5] صدرا شیرازی کے شاگرد تھے۔ ۱۰۹۰ھ میں وفات پائی۔ سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں ہیں مثلاً الصافی فی التفسیر۔ الوافی فی الحدیث۔ المعتصم فی الاحکام۔ المفاتیح فی الشرائع۔ الشافی فی العقائد والاخلاق۔ النوادر فی الحدیث وغیرہ۔

۱۔ مقدمہ بحار انوار ص ۱۲ ۔ ۲۔ روضہ الجنات ص ۵۴۰ ۔ مقدمہ بحار انوار ۔
۳۔ کشف الحجب۔ والاستار ص ۱۶۹۷ ۔ ۴۔ روضات الجنات ص ۵۴۲ مقدمہ بحار انوار ۔

(۵) المحدث النحریر السید محمد المشتہر بسید نبیہ الجزائری ابن شرف الدین علی بن نعمت اللہ الموسوی الجزائری۔

(۶) العالم الماہر صاحب المناقب والمفاخر ملا محمد طاہر بن محمد حسین الشیرازی النجفی القمی[1] المتوفی ۱۰۹۸ھ ان کی تصنیفات کثرت سے ہیں مثلاً شرح التہذیب۔ حکمۃ العارفین۔ کتاب الاربعین فی اثبات امامۃ امیر المومنین وائمۃ الطاہرین اس میں چالیس دلائل پیش کئے ہیں۔ کتاب الجامع فی اصول۔ رسالہ فی الصلوۃ والاذکار۔ رسالہ فی صلوۃ الجمعہ رسالہ فی الفرائض۔

(۷) العالم الصالح محمد شریف بن شمس الدین محمد الرویدالاصفہانی[2] یہ حمیدہ کے والد تھے۔ صاحب ریاض العلماء لکھتے ہیں کہ حمیدہ بڑی فاضلہ عالمہ۔ عارفہ تھیں۔ علم رجال میں انھیں کافی بصیرت تھی اور اپنے زمانے کے عورتوں کو درس دیا کرتی تھیں۔

(۸) الشیخ الجلیل علی بن شیخ محمد بن شیخ حسن بن تاج الفقہاء الشہید الثانی[3] ان کی تصنیفیں بہت تھیں۔ مثلاً شرح کافی۔ در المنثور۔ حواشی شرح لمعہ وغیرہ۔ ۹۰ سال کی عمر پائی اور ۱۱۰۳ھ میں انتقال کیا۔

جملہ علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد ملا محمد باقرؒ کو ان کے والد ملا محمد تقی نے روایت حدیث کا اجازہ لکھدیا اس سے ملا محمد باقرؒ کی علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

۱۔ مقدمہ بحار الانوار ص ۱۳ ۔ ۲۔ مقدمہ بحار الانوار ص ۱۳ ۔ ۳۔ بحار الانوار ص ۱۳ ۔

"پس میرا فرزند عزیز تقلید کی پستی سے نکل کر استدلال
کی بلندی پر ترقی پانے والا محمدؐ باقر جب کہ فقہ اور حدیث کی
کتابیں مجھ سے پڑھ چکا خصوصاً تین محمد کی چار کتابیں میرے
درس میں غور و خوض اور تحقیق و تدقیق سے سماعت کر چکا۔
دیگر علمائے کے درس میں شریک ہو کر موجودہ زمانے کے
احادیث کی کتابیں پڑھیں اور سماعت کیں کتنے جیسے عبداللہ
بن جعفر بن الحسین الحمیری کی قرب الاسناد۔ برقی کی مجالس۔
محمد بن حسن الصفار المتوفی ۲۹۰ھ کی کتاب البصایر۔
شیخ صدوق محمد بن بابویہ القمی المتوفی ۳۸۱ھ کی عیون الاخبار
علل الشرائع۔ کتاب الخصال۔ کتاب التوحید۔ کتاب الاصول
اکمال الدین و اتمام النعمہ وغیرہ اور صدوق کی تصانیف
اور ان کی صحت کو حاصل کر لیا تو مجھ سے اجازہ دینے کی
درخواست کی تاکہ وہ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ کلام۔ اصول۔
قرأت وغیرہ کی جو کتابیں اسلام کے خاص و عام نے تصنیف
کی ہیں پڑھائے۔ پس میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے استخارہ
کیا اور اس کو اجازہ دیا کہ علوم مذکورہ کی روایت کرے اور
ان متواتر اسناد کے ساتھ جو ہمارے پیشواوں تک پہنچتی ہیں"
اجازہ کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

فانّ الولد الاعز المترقی من حضیض التقلید الی اوج الاستدلال

محمد باقر مما قراء علی کتب الفقه والاحادیث سیما الکتب الاربعه
للمحمدین الثلاث رضی الله عنهم وسمع منی بالفحص والتدبر والتحقیق
والتدقیق وسمع وقراء علی غیر من الاخبار الموجودة فی هذا الزمان
کقرب الاسناد للحمیری والمجالس للبرقی۔ البصائر الصفار
وعیون اخبار الرضاء وعلل الشرائع والخصال والتوحید والاصول
واکمال الدین واتمام النعمه وغیرها للصدوق وصححها۔ التمس منی
ان اجیز له ما یجوز لروایته من الکتب التفاسیر والاحادیث
والفقه والکلام والقراة وغیرها مما صنف فی الاسلام من الخاصه
والعامه۔ فاستخرت الله تبارک وتعالی واجزت له ان یرویها
بالاسناد المتواترة الی اربابنا۔

(۳) علم و فضل و کمال

علماء اور مورخین ملا محمد باقر مجلسیؒ کو بڑی قدر و منزلت کی
نگاہوں سے دیکھتے تھے اور انھوں نے ان کی دینی خدمات کا شاندار الفاظ
میں اعتراف کیا ہے۔ مثلاً شیخ یوسف بحرانی نے جو مجلسی رحمہ اللہ کے
معاصر اور عراق کے مشہور مصنف ہیں اپنی کتاب لؤلؤة البحرین میں
لکھا ہے۔

الذی لم یوجد له فی عصره ولا قبله ولا بعده قریناً

فی ترویج الدین احیاء شریعۃ سید المرسلین
بالتصنیف والتالیف وقمع المعتدین ومخالفنہ
من اہل الھوی والبدع والمعاندین ۔

یعنی "جنتا مجلسی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف اور تالیفات کے ذریعہ دین کو رواج دیا اور شریعت محمدی کو زندہ کیا اور اہل ہوای اور بدعت کا قلع قمع کیا کسی نے بھی ان کے زمانے میں ان سے قبل یا ان کے بعد اتنا نکر سکا اور اس معاملے میں ان کا قرین نہ بن سکا۔"

ملا محمد باقر خوانساری صاحب روضات الجنات لکھتے ہیں۔

کان اماماً فی وقتہ فی علم الحدیث وسائر العلوم
وھو الذی روّج الحدیث ونشرہ لاسیما فی الدیار
العجمیہ وترجم لھم الاحادیث بانواعھا بالفارسیہ

یعنی "یہ علم حدیث اور جمیع علوم میں اپنے وقت کے امام تھے اور وہ تھے جنھوں نے احادیث کو رواج دیا اور نشر کیا خصوصاً بلاد عجم میں اور احادیث کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔"

المحقق الالمعی الحاج محمد الاردبیلی جو ملا باقر مجلسی کے شاگردوں میں تھے اور ان سے اجازہ حاصل کیا تھا اپنی کتاب جامع الرواہ میں تحریر فرماتے ہیں:

محمد باقر ابن محمد تقی بن المقصود علی المقلب بالمجلسی
مدظلہ العالی استادنا وشیخنا وشیخ الاسلام
والمسلمین خاتم المجتہدین الامام العلامہ

المحقق المدقق جلیل القدر عظیم الشان رفیع
المنزلہ وحید عصرہ فرید دھرہ ثقۃ ثبت عین
کثیر العلم جید التصانیف وامرہ فی علو قدرہ
وعظم شانہ وسمو رتبتہ وتبحر فی العلوم
العقلیّہ والنقلیہ ودقّۃ نظرہ اصابۃ رائہ
وامانتہ وعدالتہ اشھر من ان یذکر وفوق
مایحوم حولہ العبارۃ۔ وبلغ فیضہ وفیض والدہ
دیناً ودنیا باکثر الناس من الخواص والعوام
جزاء اللہ تعالیٰ افضل جزاء المحسنین

یعنی "محمد باقر ابن محمد تقی ابن مقصود علی المقلب بمجلسی مدظلہ العالی ہمارے استاد اور ہمارے شیخ اور شیخ الاسلام والمسلمین۔ خاتم المجتہدین امام علامہ محقق مدقق۔ جلیل القدر عظیم الشان۔ رفیع منزلت۔ وحید عصر۔ فرید دہر۔ ثقہ۔ کثیر علم رکھنے والے۔ صاحب تصانیف کثیرہ۔ ان کی عالی قدری شان وشوکت اور رتبہ ان کا علوم عقلیہ اور نقلیہ میں تبحر ان کی دقیق نظری۔ امانت اور عدالت اس قدر مشہور ہے کہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ان کے اور ان کے والد کے فیض سے کیا بہ حیثیت دینی اور کیا بہ حیثیت دنیوی اکثر خواص وعوام مستفید ہوئے۔ خدا انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔"

صاحب امل الامل لکھتے ہیں۔

مولینا الجلیل محمد باقر بن مولینا محمد تقی المجلسی عالم فاضل ماہر محقق
علامہ فہامہ فقیہہ متکلم محدث جامع للمحاسن والفضائل" محقق شیخ اسد اللہ
الکاظمینی اپنی کتاب مقدمات مقابیس میں ملا صاحب کے والد کے
ذکر کے بعد ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"ومنہا المجلسی ولدہ وتلمیذہ الاجل الاعظم
الاکمل الاعلم منبع الفضایل والاسرار والحکم۔
غواص بحار الانوار۔ مستخرج کنوز الاخبار و
رموز الآثار الذی لم تسمع بمثلہ الادوار و
الاعصار ولم تنظر الی نظیرہ الانظار والامصار"

یعنی" ان میں سے مجلسی (محمد باقر) ان کے فرزند اور ان کے شاگرد
اجل اعظم اکمل واعلم۔ منبع فضائل واسرار وحکم۔ انوار کے سمندروں میں
غوطہ مارنے والے احادیث اور اخبار کے خزانوں کے دریافت کرنیوالے
ایسے کہ نہیں دیکھا زمانوں نے مثل ان کا اور نہیں پائی کسی نے ان کی نظیر
شہر دل میں"۔

ملا مجلسی کے متعلق صاحب نجوم السماء کا بیان ہے۔

"در مدارج اجتہاد و مراتب احتیاط و کمالات علوم و ورع و
تقوی عظمت و جلالت قدر میان سائر اہل زمان خود بلکہ در عرب
تفوق و امتیاز داشت"۔

صاحب قصص العلماء کا خیال ملا مجلسی رحمہ اللہ کے متعلق حسب ذیل ہے

اخوند ملا محمد باقر را بر اسلام و مسلمین حقوق بسیار است چہ انتشار
مذہب شیعہ از تالیفات آن بزرگ شدہ معروف است کہ
چوں آں بزرگوار کتاب حق الیقین را نوشت وآں انتشار یافت
وتا بولایت شام رسیدہ و در اطراف و توابع شام نیز انتشار یافت
ہفتاد ہزار نفر از سنیان شیعہ شدند وآنجناب بسبب ترجمہ کردن
وفارسی نمودن احادیث واخبار ومعجزات وادعیہ ونحو آنرا
باعث زیادتی ومحکم شدن عقائد شیعہ شد۔ وقبل از او جماعت صوفیہ
را کثرت وغلو بود وہمہ آنہا رفع وقمع واصول آں شجرہ را قمع
فرمود۔ ودر امر معروف ونہی از منکر وترویج علم وتدریس
وتالیف اوحد اہل زماں بود۔

پروفیسر براؤن نے بھی اپنی کتاب تاریخ ادب فارسی (ہسٹری آف
پرشین لٹریچر) میں ملا صاحب کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"شاہان صفوی کے دور حکومت میں شیعہ علماء اور مجتہدین مثلاً
ملا محمد تقی مجلسی اور ملا محمد باقر مجلسی نے عظیم الشان یہ کام کیا کہ
شیعہ عقائد اور شیعوں کی تاریخ کو عوام الناس تک پہنچایا۔
یہ لوگ اس بات کو خوب سمجھ گئے کہ عوام کو اپنی طرف متوجہ
کرنے کا صرف ایک ہی احسن طریقہ ہے کہ ان کی زبان میں انھیں
سمجھایا جائے۔ اور وہ بھی آسان زبان میں انھوں نے ایسا ہی
کیا اور انھیں اس کا اچھا پھل ملا یعنی یہ لوگوں کو جو شیعہ بنانے میں

جو شیلے

کامیاب ہوئے۔ جب شاہ اسمٰعیل صفوی نے حکومت کا مذہب تشیع قرار دیا تو اس وقت ملک میں شیعہ مذہب کے متعلق کتب کی بہت قلت تھی ملا محمد تقی مجلسی پہلے وہ عالم و مجتہد تھے جنھوں نے شیعہ احادیث کی اشاعت کی۔ ان کے بعد ان کے لایق و فاضل فرزند ملا محمد باقر مجلسی نے ان کو مشہور و معروف کیا بحار انوار کی عربی میں تالیف کی اور متعدد فارسی کتب لکھیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی المتوفی ۱۲۲۹ھ جنہوں نے مذہب شیعہ کے خلاف ایک ضخیم کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" لکھی ہے۔ اس میں ایک مقام پر ملا صاحب کے متعلق لکھتے ہیں۔

اگر دین شیعہ را دین اخوند باقر مجلسی بگویند رواست زیرا کہ ایں مذہب را او رونق دادہ است و سابق برایں آن قدر نداشت

شاہ صاحب کے اس قول سے کہ دین شیعہ کو دین اخوند باقر مجلسی سمجھیں تو روا ہے۔ کہیں غلط فہمی پیدا نہ ہو کہ یہ دین ملا محمد باقر مجلسی کا ایجاد کردہ ہے۔ دین شیعہ دین محمدی ہے اور یہ وہ دین ہے جس کی تعلیم و تلقین حضرات ائمہ اثنا عشر علیہم السلام نے کی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ملا محمد باقر مجلسی نے حکومت کی سرپرستی اور امداد سے شیعہ مذہب کی تبلیغ کی اور علوم مذہب شیعہ کی تدوین کی۔ کتب سیر و احادیث وغیرہ کا جو ان سے پہلے عربی میں لکھی جا چکی تھیں فارسی میں ترجمہ کیا تا کہ ان کے اہل ملک سمجھ سکیں۔

یہ بھی خیال نہ کیا جائے کہ ملا محمد باقر مجلسی کے قبل شیعہ مذہب کے

متعلق کوئی لٹریچر نہ تھا۔ ملا محمد باقر مجلسی سے صدیوں قبل خود حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے تصانیف ہو چکی تھیں اور ان مقدس ہستیوں کے ارشادات جمع کر لئے گئے تھے اس کے علاوہ متعدد شیعہ جلیل القدر علما اور فضلاء نے بڑی محنت شاقہ اور ریاضت تامہ سے شیعہ علوم کے متعلق ایسی متعدد کتب تصنیف و تالیف کی تھیں کہ جن سے خود ملا مجلسی نے استفادہ کیا۔

ملا باقر مجلسی کے قبل کا زمانہ کم و بیش ہر اسلامی ملک میں ایسا رہا کہ شیعوں کو امن و امان اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنا ممکن نہ تھا۔ علانیہ طور پر اپنے مذہب اور اعتقادات کا اظہار نہ کر سکتے تھے اس لئے علماء وقت مذہب کے متعلق جو کتب تصنیف و تالیف کرتے انھیں خفیہ رکھتے یا صرف اپنے چند معتبر اور معتمد شاگردوں کو بتاتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ان کتب کی جیسے کما حقہ نشر و اشاعت نہیں ہوتی تھی۔

ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ خوش قسمت تھے کہ ان کے زمانے میں ایران میں صفویہ خاندان کی حکومت قائم ہو چکی تھی جس کے بادشاہوں نے مذہب شیعہ اختیار کر لیا تھا۔ اور ان کی پوری اخلاقی اور مالی سرپرستی انھیں حاصل ہوئی اور انھوں نے بلا خوف اطمینان کے ساتھ مذہب کی خدمت کی اگر انصافاً دیکھا جائے تو مجلسی رحمۃ اللہ کے قبل جو علما گذرے تھے وہ ان سے کچھ کم قابل تعریف و تحسین نہیں کہ باوجود نامساعدت زمانہ اور خطرۂ مال و جان انھوں نے تقریر و تحریر کے ذریعہ

مذہب شیعہ کو زندہ رکھا اگر وہ ایسا نکرتے تو مجلسی رحمہ اللہ کو وہ سارا
مواد جس سے ان کی کتب مملوٗ ہیں دستیاب ہی نہ ہوتا۔ شیخ طوسی
اپنی کتاب "فہرست اسماء شیعہ مصنفین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں
شیعہ علماء کی تصانیف سے کسی قدر واقف ہوں اور جس قدر نام مجھے
مل سکے انھیں داخل فہرست کر دیا۔ میں دعوی نہیں کر سکتا کہ کوئی نام
چھوٹا نہیں ہمارے اصحاب (شیعہ) مصنفین اس قدر مختلف شہروں اور ممالک
میں منتشر اور پھیلے ہوئے ہیں کہ ان کی تصانیف کا علم ہونا ممکن نہیں۔

السیّد محسن الامین الحسینی العاملی مجتہد اعظم ملک شام اپنی تصنیف
"اعیان الشیعہ میں لکھتے ہیں"

علماء شیعہ نے جملہ فنون اسلامی کے متعلق اس قدر تالیف و
تصنیف کی ہے کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً تفسیر و حدیث فقہ طہارت
سے دیانت تک۔ مناسک حج۔ فرائض خصوصاً مواریث۔ اصول دین
اصول فقہ۔ درایت حدیث۔ شرح اخبار۔ شرح چالیس حدیث شب و روز
کے اعمال۔ تمام ہفتہ کے اعمال۔ سال تمام اور مہینوں خصوصاً رمضان
کے اعمال مزارات مقدسہ کے اعمال۔ دعوات احتجاج اور رد دہریہ
وغیرہ۔ اخلاق مواعظ و حکم۔ اداب۔ تاریخ۔ مغازی۔ مقاتل۔ انساب
شعر و ادب۔ علم الرجال۔ تراجم۔ فہرست مصنفات اجازات جغرافیہ
تقویم البلدان۔ ہیئت۔ تشریح الافلاک۔ علم نجوم و ہندسہ حساب
جبر و مقابلہ۔ طب۔ منطق۔ طبعیات۔ دینیات۔ مناظرہ۔ اداب متعلمین و معلمین

صرف و نحو۔ بلاغت وغیرہ میں متعدد کتب لکھی ہیں۔

(۴) تلامذہ ملا محمد باقر مجلسی

ملا صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزار سے زیادہ تھی اور اُس
زمانے کے بڑے بڑے علماء۔ فقہاء و مجتہدین ان کی شاگردی پر ناز کرتے
تھے۔ بعض ممتاز شاگردوں کے نام اور مختصر حالات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱)۔ سید نعمت اللہ الموسوی الجزائری

ان کا سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظمؑ تک پہنچتا ہے۔ ان کے والد
کا نام عبداللہ تھا اعمال بصرہ کے قریہ جزائر میں ۱۰۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔
شیراز میں آکر ملا ابراہیم بن ملا صدرا اور دیگر علماء سے علوم متداولہ
کی تحصیل کی۔ اس کے بعد اصفہان آئے۔ چند روز آغا حسین خوانساری
اور ملا محمد محسن کاشانی سے درس لیا پھر ملا صاحب کے تلامذہ میں شامل
ہوئے آٹھ سال ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور اس قدر
تقرب حاصل کیا کہ ملا صاحب سے یک گونہ بے تکلفی ہوگئی۔ اور گھر والوں
میں شمار ہونے لگا۔ بحار الانوار کی ترتیب و تدوین میں ملا صاحب کی
مدد کی چنانچہ اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ،

در تالیف چند مجلد از بحار من اعانت استادم می نمودم و
مرادش از اعانت در تالیف نہ آن است کہ العیاذ باللہ

در تحقیقات وحل مشکلات تلمیذ شریک استاد باشد۔

شاہ سلیمان صفوی (۱۰۷۷ھ تا ۱۱۰۵ھ) کے زمانے میں تستر کی [نیز] [سکونت] اختیار کی بادشاہ ۔ انکو تستر کی صدارت و قضائت نماز جمعہ کی امامت ا[ور] شیخ الاسلام کا منصب حوالہ کیا ۱۱۱۲ھ میں مشہد مقدس کی زیارت سے واپس آتے ہوئے علاقہ لرستان میں بمقام جایدر وفات پائی۔ ان کی تصنیفات کثیر ہیں ۔ بعض مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں ۔

(۱) شرح تہذیب الاحکام (۲) شرح استبصار ۔ (۳) شرح عیون الاخبار (۴) شرح صحیفہ کاملہ ۔ (۵) الانوار النعمانیہ (۶) النوادر الاخبار ۔ (۷) ریاض الابرار ۔ (۸) زہر الربیع ۔

(۲) ۔ ملا بہاء الدین محمد بن تاج الدین الحسن الاصفہانی المقلب به فاضل الہندی ۔[1]

المتولد ۱۰۶۲ھ المتوفی ۱۱۳۵ھ یہ اپنے والد کے ساتھ ہندوستان آئے اور مدت تک یہاں رہے اس لئے فاضل ہندی کے لقب سے مشہور ہوئے ان کی تصانیف سے بعض کتابوں کی تفصیل یہ ہے ۔

کشف الابہام شرح قواعد الاحکام فی مسائل الحلال والحرام ۔ مناہج السویہ فی شرح روضہ البہیہ ۔ نیت الحریص علی فہم شرح التلخیص کتاب الزبدہ وفی اصول الدین ۔

(۳) ۔ العالم العلامہ والمحقق الفہامہ السید امیر محمد صالح بن عبد الواسع

لہ ۔ کشف الحجب والاستار ۔ ۴۶۴ ۔

بن محمد صالح[1]

یہ مجلسی کے داماد تھے اور انھوں نے متعدد کتب تصنیف کیں من لایحضرۃ الفقیہ اور استبصار پر شرح لکھی ۔ کئی رسالے لکھے مثلاً رسالہ تفسیر الحمد ۔ رسالہ اثبات عصمت ۔ رسالہ اسرار الصلوہ وغیرہ ۔ عقائد کے متعلق ایک جامع کتاب لکھی لیکن ختم نکر سکے ۱۱۱۶ھ میں وفات پائی

(۴) ۔ میرزا عبد اللہ بن عیسیٰ بن محمد صالح التبریزی الاصفہانی الشہیر بالافندی ۔[2]

مقدمہ بحار الانوار میں میرزا صاحب کے افندی کے لقب سے مشہور ہونے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ میرزا صاحب حج کو گئے تھے اور زمانہ قیام میں شریف مکہ اور ان سے منافرت ہوگئی اور یہ وہاں سے قسطنطنیہ پہنچے اور سلطان سے شریف کی شکایت کی جس پر سلطان نے شریف کو معزول کر دیا اس وقت سے ان کا لقب افندی ہو گیا ۔ انھوں نے ریاض العلماء کے نام سے ایک تذکرہ لکھا ہے اس میں زمانہ غیبت صغری سے ۱۱۱۹ھ تک مشاہیر کے حالات ہیں اسکی دس جلدیں تھیں الحاج محمد حسن الاصفہانی مقدمہ بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ انھیں پانچ جلدیں ملیں جو مسودہ کی حالت میں خود مصنف کی لکھی ہوئی تھیں اور حاجی صاحب نے بڑی مشکل سے مبیضہ کیا ۔ اب یہ کتاب نادر ہے ۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی بعض ایسی دعائیں جمع کیں جو صحیفہ کاملہ اور صحیفہ ثانیہ میں موجود نہ تھیں ۔

لہ ۔ مقدمہ بحار الانوار ص ۱۴۲ ۔ ۲ مقدمہ بحار الانوار ص ۱۴۱ کشف الحجب والانصار

محدث حر العاملی اپنی کتاب امل آمل میں لکھتے ہیں کہ یہ بڑے فاضل فقیہہ ۔ عارف تھے اور عربی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے شرح نہج البلاغ ابن ابی الحدید کا خلاصہ لکھا ہے ۔ اثبات الرجعہ پر ایک رسالہ اور علم العروض کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے ۔

(۵) منصب نیابت و اجتہاد

ملا صاحبؒ کے زمانے میں شاہانِ صفویہ کی حکومت تھی ۔ یہ پادشاہ امام ہفتم حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور ان کے جد اعلیٰ کا نام شیخ صفی الدین اسحٰق تھا جو اردبیل میں رہا کرتے تھے ۔ علم و فضل اور زہد و ورع کے باعث مرجع خلائق بن گئے تھے ۔ سلطان حیدر اس خاندان کے پہلے شخص تھے جن کے دل میں حکومت کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ اپنے مریدوں کو لیکر حصول سلطنت کے لئے کوشاں ہوئے انھیں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی ۔ لیکن ان کے فرزند اسمٰعیل نے سنہ ۹۰۷ھ میں بمقام تبریز سلطنت صفویہ کی بنیاد ڈالی اور اس کے ایک سال بعد سنہ ۹۰۸ھ میں شاہ اسمٰعیل بہادر خاں کا لقب اختیار کرکے اپنے نام خطبہ و سکہ جاری کیا ۔ ان کے بعد سنہ ۱۱۶۶ھ تک سلطنت قایم رہی اور (۲۵۹) دوسو انسٹھ سال کی مدت میں یکے بعد دیگرے چودہ پادشاہ برسر حکومت رہے ۔

شاہان صفویہ سب شیعہ اثنا عشری تھے شاہ عباس صفوی (۹۸۹ھ تا ۱۰۳۸ھ) اس خاندان میں بڑے جاہ و جلال اور شوکت و اقبال کا بادشاہ ہوا ہے دنیا کے بڑے بادشاہوں میں اس کا شمار ہوتا ہے وہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ (سنہ ۹۶۳ھ تا سنہ ۱۰۱۴ھ) کا معاصر تھا ۔ اس کے عہد میں ایران میں مذہب شیعہ کو خوب ترقی ہوئی ۔ اس نے شیعہ کے علوم دینیہ کو رواج دینے کے لئے غیر معمولی کوشش کی ان کی تعلیم کے لئے بے شمار مدارس قائم کئے ۔ طلبہ کے لئے وظایف جاری کئے جس کے باعث یہ لوگ فکر معاش سے بے نیاز ہو کر دین کی تبلیغ اور علوم کی تعلیم میں مصروف ہوگئے ۔ اس کے جانشینوں نے بھی اس کی تقلید کی شاہان صفویہ کا عقیدہ تھا کہ علمائے کرام حضرت قائم امام غائبؑ کے نائب ہوتے ہیں اور اس کے باعث ان کی بیحد تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے ۔ روضتہ الجنات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ مولانا احمد بن محمد الاردبیلی المتوفی سنہ ۹۹۳ھ نے شاہ عباس کو ایک خط لکھا اور اس میں اس کو یا اخی سے مخاطب کیا یہ خط جب شاہ عباس کے یہاں پہونچا تو تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہوگیا اور اس بات پر فخر کرنے لگا کہ نائب امام نے اس کو بھائی سے مخاطب کیا اور وصیت کی کہ وہ خط اسکے مرنیکے بعد کفن میں رکھدیا جائے ۔ شاہ عباس نے جو سکے مضروب کرائے ان پہ اپنے لئے بندۂ شاہ ولایت' اور کلب آستان علیؑ کے لقب اختیار کئے ۔ یہی القاب اسکے جانشینوں نے بھی اختیار کئے جو آخر تک اس

خاندان میں مروج رہے۔

شاہان صفویہ کی رائے میں نائب امام تخت وتاج کا حقیقی مالک ہوا کرتا تھا۔ بادشاہ کی حیثیت اس کے نائب یا عامل کی تصور کیجاتی تھی جو عالم مجتہد وقت ہوتا نماز جمعہ اور جماعت کی امامت کرتا وہ امام غائب کا نائب سمجھا جاتا اور اس کو شیخ الاسلام کہا کرتے تھے۔

شاہ عباس ثانی (۱۰۵۲ھ-۱۰۷۷ھ) کی عہد میں ملا حسین بن محمد الخوانساری شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے اور انھوں نے شاہ سلیمان صفوی کو تخت نشیں کیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد ملا محمدؒ باقر مجلسی شیخ الاسلام قرار پائے اور انھوں نے شاہ سلیمان کی وفات کے بعد اپنے اختیار سے سلطان حسین (۱۱۰۵ھ-۱۱۳۵ھ) کو تاج شاہی پہنایا میرزا محمد علی اپنی کتاب نجوم السماء میں لکھتے ہیں۔"

سلاطین صفویہ رعایت شرع شریف بسیار داشتند لہذا ہر بادشاہے را مجتہد معظم آنزماں نائب خود کردہ بر تخت سلطنت می نشانید وآں بادشاہ خود را نائب او می شمرد از آں جملہ سلطان حسین صفوی را مولا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ بر سریر سلطنت اجلاس فرمود۔

شیخ یوسف بحرانی نے "لؤلؤۃ البحرین" میں لکھا ہے کہ "ملا صاحب سلطان حسین کے دور حکومت میں دار السلطنت اصفہان کے شیخ الاسلام دین و دنیا کی ریاست کے رئیس جمعہ اور جماعت کے امام تھے۔" سلطان حسین

کم عقل اور کم تدبیر بادشاہ تھا لیکن ملا صاحبؒ کی حسن تدبیر اور اثر و اقتدار کے باعث سلطنت خطرات سے محفوظ و مامون رہی جب ملا صاحب نے انتقال فرمایا تو ملک کے اطراف و جوانب میں انقراض شروع ہوگیا ہر طرف فتنہ و فساد ہونے لگا۔ ملک میں ابتری پھیل گئی۔ یہاں تک حکومت جاتی رہی۔

پروفیسر براون نے اپنی کتاب "تاریخ ادبیات فارسی" میں خیال ظاہر کیا ہے کہ ملا صاحب سخت متعصب تھے اور اپنے زمانے میں انھوں نے حکومت کی مدد سے غیر شیعہ اور صوفیوں کے ساتھ ایسا برا سلوک کیا کہ بدامنی ہوئی۔ ممکن ہے کہ پروفیسر صاحب کا خیال صحیح ہو کیونکہ خواہ کوئی مذہب ہو اس کے پیشوا بالعموم تنگ خیال اور متعصب ہوتے ہیں اور یہ سوائے ان لوگوں کے جو ان کے مذہب کے پیرو ہوں دوسروں سے اچھا سلوک گوارا نہیں کرتے اور یہ چیز ہر دور اور ہر زمانے میں پائی گئی اور آجکل بھی وہی حال ہے۔ کیا اچھا ہو کہ ہمارے علماؑ اور وہ حضرات جو خود کو دین کے پیشوا سمجھتے ہیں قدرے رواداری اور تالیف قلوب کو اپنا شعار بنائیں اور اگر مجادلہ اور مناظرہ کریں تو احسن طریقے سے کریں جیسا کہ ارشاد باری " ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن" تاکہ راہ گم کردہ ان کے طرف مائل ہوں اور ان کی بات سنیں۔ راقم کی رائے میں ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کی پابندی کرے اور آزادی کے ساتھ اس کے

فرائض اور ارکان بجالائے لیکن اس کے لئے یہ چیز جائز اور مناسب نہیں کہ دوسرے مذاہب اور عقائد کے لوگوں کو اس طرح برا بھلا کہے کہ ان کی دل آزاری کا باعث ہو یا یہ کہ ان کے لئے باعث زحمت اور اذیت ہو جائے۔ صاحب کتاب قصص العلماء لکھتے ہیں کہ۔

"تا اخوند ملا محمد باقر زندہ بود بوجود شریف او مملکت
سلطان برقرار و منظم بود چوں اخوند از دار فانی وداع
نمود ولایت قندھار از دست سلطان بدر رفت و رخنہ
در مملکت افتاد تا ایں کہ افغان باصفہان آمدند و
سلطان را کشتند"

(۶) وفات

احمد بن محمد حسینی لاہجانی، جو مجلسی رحمۃ اللہ کے شاگرد تھے فہرس ابواب کتاب لآلی جبیں ان کے فتوے ہیں لکھتے ہیں کہ مجلسی رحمہ اللہ علیہ کی وفات ۲۷۔رمضان ۱۱۱۰ھ کو واقع ہوئی عمر (۷۳) سال تھی تاریخ بھی لکھی ہے جو یہ ہے۔

ماہ رمضان چو بست و ہفتش کم شد
تاریخ وفات عالم عالم شد

ملا حیدر علی مجلسی نے بھی اپنے اجازہ میں یہی تاریخ بیان کی ہے۔

روضات الجنات میں بھی تاریخ وفات ۲۷۔رمضان ۱۱۱۰ھ لکھی ہے۔ برخلاف اس کے شیخ یوسف بحرانی مصنف لؤلؤۃ البحرین نے ۱۱۱۱ھ ملا صاحب کی تاریخ انتقال بتائی ہے اور "غم و حزن" کو مادہ تاریخ بیان کیا ہے جس سے از روئے جمل گیارہ سو گیارہ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔

چو رفت از جہاں شیخ الاسلام دیں ❊ کہ دانش با و عقل دانا فروخت
بفوتش رقم کلک تاثیر زد ❊ دل خلق از فوت آخند سوخت

"فوت آخند" سے جملہ عدد (۱۱۴۱) ہوتے ہیں۔ ان سے لام کے (۳۰) عدد جو کہ خلق کا وسطی حرف ہے حذف کر دئے جائیں تو (۱۱۱۱) باقی رہ جاتے ہیں جو ملا صاحب کا سال انتقال ہے۔

اصفہان میں جامع عتیق سے جانب شمال مغرب مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جس پر عالیشان قبہ بنا ہوا ہے قبہ کے اندر ان کے والد ملا محمد تقی مجلسی اور دونوں بھائی ملا عبداللہ اور ملا عزیز اللہ بھی مدفون ہیں۔

ملا صاحب کے انتقال کے سنہ کے متعلق متعدد تاریخیں لکھی گئیں چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) مقتدائے جہاں زپا افتاد۔

(۲) عالم علم رفت از عالم۔

(۳) رونق از دین برفت۔

(۴) باقر علم شد رواں بجناں۔

(۷) اولاد و احفاد

ملا صاحب کی دو بیویاں اور ایک کنیز تھی۔ پہلی بیوی مرزا

میرزا محمد صالح متلقّب بہ آقائے[1] بزرگ ملقّب

(۸) تصانیف و تالیفات

علامہ مجلسی کے نواسے امیر محمد حسین بن محمد صالح خاتون آبادی نے اپنے نانا کی تصانیف اور تالیفات کی فہرست مرتب کی ہے اور اس میں ہر ایک کتاب کے سطور بھی شمار کئے ہیں اور اندازہ لگایا ہے کہ مجلسی کی تصنیف اور تالیف کا اوسط روزانہ ہزار سطور ہوا کرتا تھا۔ علامہ ازنیقی نے بیان کیا ہے کہ پچاس الفاظ کی ایک سطر ہوتی تھی پچاس سطر کا ایک صفحہ اور چار صفحہ کو کراسہ کہتے تھے اس حساب سے مجلسی رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کا اوسط روزانہ پانچ کراسہ یا ایک ہزار سطور ہوتا تھا۔

میرزا عبداللہ اصفہانی جو مجلسی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اپنے کتاب ریاض العلما میں لکھتے ہیں

زار نا بیت الحرام و ائمتا العراق علیهم السلام
مکرراً و کان یتوجه الی امور معاشه و
حوائج الدنیا فی غایة الانضباط و مع ذالك
بلغ تحریره ما بلغ و ذالك فضل الله یوتیه من یشاء

یعنی مجلسی بار بار حج بیت اللہ اور ائمہ مدفون عراق کے زیارتوں کو

ل‍ه نجوم السماء صفحہ (۳۳۴)

جایا کرتے تھے اور اپنے امور معاشی اور حوائج دنیوی کی تکمیل میں بہت پابندی کے ساتھ منہمک رہتے باوجود اس کے اس قدر تصنیف و تالیف کی جو معلوم و مشہور ہے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا کرتا ہے"۔

صاحب قصص العلماء لکھتے ہیں۔

"تالیفات آنجناب از زمان ولادت تا زمان وفات ہر روز ہزار بیت[1] است"

مجلسی رحمہ اللہ علیہ کی تصنیفوں کو ممالک اسلامی اور خصوصاً شیعہ طبقہ میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور دہ خصوصاً ہندوستان کے شیعہ مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت ثابت ہوین۔

آغا احمد بن آقا محمد علی بن الاستاد اکبر البہبہانی اعلی اللہ مقامہم مراۃ الاحوال میں تحریر فرماتے ہیں کہ "کوئی شہر چاہے مسلمانوں کا ہو یا کفّار کا محمّد باقر مجلسی کی کتابوں سے خالی نہیں۔ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ چند مسلمان کشتی مین سفر کر رہے تھے طوفان آیا باد مخالف چلی اور کشتی ایک جزیرہ کے کنارے جا لگی جہاں کے باشندے سب کفار تھے اور وہاں اسلام کے کچھ بھی آثار نہ تھے۔ اہل کشتی ایک شخص کے پاس مہمان ہوے اور اثناء گفتگو میں معلوم کیا کہ وہ مسلمان ہے۔ ان لوگوں نے اس کے

ل‍ه بیت سے مطلب سطر ہے۔ قدیم زمانے میں کاغذ پر تاگے کا مسطر بناتے تھے بسطر خانوں کے اندر لکھتے تھے اور ان خانوں کو بیت کہتے تھے ہر بیت میں ایک سطر ہوتی تھی۔

مسلمان ہونے کی وجہ دریافت کی وہ شخص گھر میں گیا اور ایک کتاب لائی (لایا)
اور کہا کہ اس کتاب کے ذریعہ وہ مسلمان ہوا۔ وہ کتاب مجلسی رحمۃ اللہ علیہ
کی حق الیقین تھی۔

مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور تالیفات کی فہرست حسب ذیل ہے ان میں جو "عربی" میں لکھی گئی ہیں ان کے محاذی قوسین میں عربی اور جو فارسی میں لکھی ہیں مقابل قوسین میں "فارسی" لکھدیا گیا ہے

(۱)۔ بحار الانوار (عربی)

(۲)۔ مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل رسول (عربی) یہ کلینی کی کافی کی شرح ہے اس کی چار جلدیں ہیں اور ۱۳۲۱ھ میں طہران میں چھپی ہے

(۳)۔ شرح اربعین حدیث (عربی)

مجلسی نے اصول وخطب مواعظ اور فقہ سے متعلق اخبار مشکلہ سے چالیس حدیثیں منتخب کرکے ان کی شرح لکھی ہے یہ کتاب ۱۰۸۹ھ میں ختم ہوئی

(۴)۔ فوائد الطریقۃ فی الصحیفہ (عربی) شرح ہے صحیفہ کاملہ کی چوتھی دعا تک مجلسی کے شاگردوں نے اس کی تکمیل کی ہے۔

(۵)۔ ملاذ الاخیار فی شرح تہذیب الاخبار (عربی) یہ محمد بن حسن بن علی الطوسی المتوفی ۴۶۰ھ کی کتاب تہذیب الاخبار کی شرح ہے۔

(۶)۔ الرسالۃ الوجیزۃ فی علم الرجال (عربی) اس میں علماء کے مختصر حالات ہیں۔

(۷)۔ رسالہ اعتقادیہ۔ اس میں اعتقادات سے بحث کی ہے

(۸)۔ رسالہ فی الاذان (عربی)

(۹)۔ رسالہ فی شکیات الصلوۃ (عربی)

(۱۰)۔ رسالہ فی طول ادم وحوا علیہما السلام۔ (عربی)

(۱۱)۔ رسالہ علی اجوبہ المسائل المتفرقہ (عربی) امیر محمد صالح الحسینی الخاتون آبادی لکھتے ہیں کہ ہندوستان سے مجلسی رحمہ اللہ علیہ کے بھائی مولانا عبداللہ بن مولانا محمد تقی مجلسی سوالات روانہ کرتے تھے اور ملا باقر مجلسی اس کے جوابات دیتے تھے۔ اس رسالہ میں وہ تمام سوالات اور جوابات جمع کئے ہیں

(۱۲)۔ رسالہ فی الاوزان الشرعیہ۔ (عربی)

(۱۳)۔ عین الحیوۃ (فارسی) جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ والہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو محاسن اخلاق اور مکارم اداب کی نسبت وصیت فرمائی ہے مجلسی نے اس کتاب میں اس کی شرح کی ہے

(۱۴)۔ مشکوۃ الانوار (فارسی) عین الحیوۃ کا اختصار ہے جس میں قرآن شریف پڑھنے کے فضائل بیان کئے گئے ہیں اور بعض دعائیں لکھی ہیں اور ان کے پڑھنے کے اداب اور فوائد بتائے ہیں۔

(۱۵)۔ رسالہ فی الاستخارہ اس کا نام مفاتیح الغیب ہے۔ (فارسی) یہ رسالہ ہے جس میں استخاروں کا ذکر ہے کہ کن کن طریقوں سے استخارہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱۶) ۔علیۃ المتقین (فارسی) اس کے متعلق تفصیلی نوٹ آگے دیا گیا ہے۔

(۱۷) ۔حیوۃ القلوب (فارسی) اس کی تین جلدیں ہیں کتاب تکمل نہ ہوسکی۔

(۱۸) ۔تحفۃ الزائر (فارسی) اس میں حضرات چہاردہ معصومین کی زیارات ہیں اور زیارات کے اوقات وغیرہ بتائے گئے ہیں۔

(۱۹) ۔جلاء العیون (فارسی) اس میں آنحضرت اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے احوال ہیں۔

(۲۰) ۔مقباس المصابیح (فارسی) اس میں تعقیبات نماز اور دعائیں درج ہیں۔

(۲۱) ۔ربیع الاسابیع (فارسی) اس میں جمعہ اور شب جمعہ کے اعمال ہیں۔ ۱۰۹۹ھ کی تصنیف ہے۔

(۲۲) ۔زاد المعاد (فارسی) اس میں ہر مہینہ کے اعمال ہیں اس کے چودہ باب اور ایک خاتمہ ہے یہ ایران میں کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔

(۲۳) ۔صراط النجاہ (فارسی) حدیث اعرابی کا ترجمہ ہے۔ ایک اعرابی نے جناب امیر علیہ السلام سے واحد کے معنی دریافت کئے اس کے جواب میں حضرت نے توحید اور اس کے مقدمات اور خدا کے صفات ثبوتیہ اور سلبیہ بیان فرمائے۔

(۲۴) ۔رسالہ فی الدیات والقصاص (فارسی) یہ رسالہ ۱۲۶۴ھ

میں لکھنو میں چھپا ہے۔

(۲۵) ۔رسالہ شکیات نماز۔ (فارسی)۔

(۲۶) ۔کتاب فی اوقات النوافل الیومیہ (فارسی)۔

(۲۷) ۔رسالہ فی الرجعۃ (فارسی) اس میں دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جب امام آخر الزمانؑ کا ظہور ہوگا تو جملہ ائمہ طاہرین اور سب شیعوں کی رجعت ہوگی۔

(۲۸) ۔ترجمہ کتاب علی علیہ السلام الی مالک الاشتر النخعی (فارسی) مالک اشتر رضی اللہ عنہ جب مصر کے گورنر تھے تو جناب امیر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ان کو ایک طولانی خط لکھا۔ جس میں سیاسیات اور عمرانیات کے اسرار بتائے ہیں۔ اور حاکم اور رعیت کے تعلقات اور آداب کا ذکر فرمایا ہے۔ حقیر نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

(۲۹) ۔رسالہ فی اختیارات الساعات والایام والتواریخ (فارسی) اس میں حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال کے مطابق تاریخوں کا نیک و بد ہونا وغیرہ بتایا گیا ہے۔

(۳۰) ۔رسالہ فی حقیقۃ الجنۃ والنار (فارسی)۔

(۳۱) ۔رسالہ فی احکام الجنائز (فارسی) اس میں تجہیز و تکفین صلوۃ جنازہ اور تلقین کے متعلق احکام ہیں۔

(۳۲) ۔رسالہ فی احکام الحج والعمرہ (فارسی)۔

(۳۳) ۔رسالہ فی صیغ العقود والنکاح (فارسی)۔

(۳۴) ۔رسالہ فی احکام النواصب والغواصب (فارسی) ۔

(۳۵) ۔رسالہ فی سہام (فارسی) اس میں میراث کی تقسیم کا بیان ہے۔

(۳۶) رسالہ فی تذکرہ النجف وکربلا (فارسی) اس میں زیارات سے واپس ہونے کے بعد ان مقامات مقدسہ کے حالات بیان کئے ہیں۔

(۳۵) ۔رسالہ فی الکفارات (فارسی) ۔

(۳۸) ۔رسالہ فی الزکوۃ (فارسی) ۔

(۳۹) ۔رسالہ فی صلوٰۃ (فارسی) اس میں نماز کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

(۴۰) ۔رسالہ فی آداب الصلوۃ (فارسی) ۔

(۴۱) رسالہ فی تحقیق وتفسیر آیہ والسابقون الاولون (فارسی)

(۴۲) ۔رسالہ فی الفرق بین الصفات والذات وصفات فعل اللہ تعالیٰ (فارسی) ۔

(۴۳) ترجمہ کتاب المفضل فی التوحید (فارسی) ۔

(۴۴) ۔رسالہ فی تحقیق البداء (فارسی) ۔

(۴۵) ۔رسالہ فی الجبر والاختیار (فارسی) ۔

(۴۶) ۔ترجمہ کتاب التوحید امام الرضا علیہ السلام (فارسی) ۔

(۴۷) ۔رسالہ صواعق الیہود (فارسی) اس میں یہودیوں کا ذکر ہے اور بحث کی گئی ہے کہ آیا یہودیوں کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام۔

(۴۸) ۔رسالہ فی زیارۃ القبور (فارسی) ۔

(۴۹) رسالہ فی ترجمہ الصلوۃ (فارسی) اس میں اصول دین اور نماز کے مسائل بیان کئے ہیں اور مختصر تعقیبات نماز دئیے ہیں۔

(۵۰) ۔رسالہ فی اختیار الساعات (فارسی) ۔

(۵۱) ۔ترجمہ فرحۃ الغری (فارسی) یہ فرحۃ الغری غیاث الدین عبد الکریم بن احمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد الطاؤس الحسینی المتوفی ۶۹۳ھ کی تصنیف ہے اس میں جناب امیر علیہ السلام کے حالات اور مرقد مبارک کے آثار مذکور ہیں۔اس میں دو مقدمے اور پندرہ باب ہیں۔

(۵۲) ۔رسالہ فی انشاء الحدیث (فارسی) ۔

(۵۳) ۔ترجمہ حدیث الرجار بن ضحاک (فارسی) ۔

(۵۴) ۔ترجمہ حدیث ستہ اشیاء لیس للعباد فیہا صنع المعرفہ والجہل والرضاء والغضب والنوم والیقظہ (فارسی) ۔

(۵۵) ۔ترجمہ حدیث عبداللہ بن جندب (فارسی) ۔

(۵۶) ۔ترجمہ دعاء کمیل رحمۃ اللہ علیہ (فارسی) ۔

(۵۷) ۔ترجمہ دعاء السمات (فارسی) ۵۸ ترجمہ رسالہ الغری (فارسی) اس میں ان معجزات اور غرائب کا ذکر ہے جو روضہ مطہر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں واقع ہوئے۔

(۵۹) ۔ترجمہ رسالہ الذہب فی الطب (فارسی) یہ رسالہ امام رضا علیہ السلام نے خلیفہ مامون کے لئے لکھا تھا۔اس میں حفظ صحت کے اصول۔اغذیہ واشربہ وادویہ کے تدابیر۔فصد وحجامت وحمام کے طریقے

مذکور ہیں ۔

(۶۰) ۔ترجمہ زیارت جامعہ (فارسی)

(۶۱) ۔ رسالہ فی الصلوٰۃ والصوم (فارسی) ۔

(۶۲) ۔ رسالہ فی صلوٰہ اللیل (فارسی) ۔

(۶۳) ۔ رسالہ فی علاج التشہواہ النفسانیہ و وسواس الشیطانیہ (فارسی) اس میں کتاب الخصال کی دو حدیثوں کا ترجمہ ہے ۔

(۶۴) ۔ رسالہ فی المتعہ (فارسی) ۔

(۶۵) ترجمہ قصیدہ دعبل الخزاعی

(۶۶) ۔کتاب تذکرہ الائمہ (فارسی) یہ مختصر کتاب ہے جس میں آنحضرت جناب فاطمۃ الزہرا اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے حالات درج ہیں ۔

(۶۷) ۔حق الیقین فی اصول دین (فارسی) علماء کا قول ہے کہ یہ مجلسی رحمہ اللہ علیہ کی آخری تصنیف تھی جو شعبان ۱۱۰۹ھ میں ختم ہوئی اس کے بعد پھر کوئی تالیف و تصنیف نہیں کی شیخ یوسف بن احمد اپنی کتاب لؤلؤۃ البحرین میں لکھتے ہیں کہ حق الیقین کے بعد مجلسی نے کتاب تذکرہ الائمہ لکھی لیکن اکثر علماء کو اس سے اختلاف ہے وہ اس کو ملا محمد باقر مجلسی کی تصنیف نہیں سمجھتے ہم نے آگے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے ۔

مجلسی کی جن تالیفات اور تصانیف کی فہرست دیگئی ہے ان میں سے اکثر و بیشتر ایران میں اور بعض عراق اور ہندوستان میں طبع ہو چکی ہیں اور تلاش سے مل بھی جاتی ہیں۔ مجلسی رحمہ اللہ علیہ کی جلد

ان کتابوں کو جو فارسی میں لکھی گئیں زیادہ شہرت اور اشاعت حاصل ہوئی ان کی عربی تصانیف سے بعض کتابیں مفقود ہو گئیں چنانچہ الحاج محمد حسن الاصفہانی نے بحار کے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا ہے ۔ جو عربی کتب موجود ہیں ان میں سے سوائے بحارالانوار کے اور کوئی کتاب مطبوعہ نہیں ملتی ۔

بعض اہم تصنیفات

مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سب سے اہم اور جلیل القدر کتاب بحار الانوار ہے جس میں سب علوم جمع ہیں ۔شعیہ مذہب کی کتابوں میں اس کی برابر جامع کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی ۔

الامیر محمد حسین الخاتون آبادی اپنی تالیف مناقب الفضلاء میں اپنے استاد اور ان کے بزرگوں کی تالیفات اور تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے

واشرفہا بل اشرف الکتب المولفہ فی طریق الامامیہ کتاب بحار الانوار لعمری لم یولف الی الآن کتاب جامع مثلہ فانہ مع اشتمالہ علی الاخبار وضبطہا و تصحیحہا محتوء علی فوائد غیر محصورۃ وتحقیقات متکثرۃ ولم یوجد مسئلہ الا وفیہا ادلتہا ومبادیہا وتحقیقہا وتنقیحہا مذکورۃ

علی الوجهه الالیق"

یعنی مذہب امامیہ کے متعلق جتنی کتابیں لکھی گئیں ان میں کتاب بحار الانوار اشرف ہے۔ میری جان عزیز کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسی جامع و مانع کتاب ابتک نہیں لکھی گئی۔ اس میں احادیث جمع کی گئیں ہیں۔ ان کی تصحیح اور تحقیق بھی کی گئی ہے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کے متعلق اس میں احادیث اور دلائل موجود نہیں اور اس کے متعلق اطمینان بخش طریقہ پر تحقیق و تفتیش اور تنقیح کی گئی ہے۔

بحار الانوار کی ترتیب و تالیف میں مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی ریاضت شاقہ کی ہے اور آپنے شاگردوں سے بہت کام لیا ہے۔ اس کتاب کی تالیف کس طرح ہوئی اس پر سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:—

"در تالیف چند ار مجلد از بحار من اعانت استادم می نمودم و مرادش از اعانت در تالیف نہ آن است کہ العیاذ باللہ در تحقیقات وحل مشکلات تلمیذ شریک استاد باشد۔ طریقہ علامہ آں بود کہ مثلا مسئلہ نزول باراں و رعد و برق بخواست تحقیق نماید بیکی شاگردان می گفت کہ آیات متعلق بہ باراں و رعد و برق را جمع کن پس آں تلمیذ آیات را جمع میکرد و در زیر او کاغذ سفید می گذاشت تا آخوند ملا در زیر آں بیانات و تحقیقات را بنویسد و بہ تلمیذ دیگر می گفت کہ اخبار یکہ در

ایں عنوان از فلاں کتاب و فلاں کتاب جمع کن و بنویس و بیار پس آں اخبار را آں تلمیذ جمع می کرد و خبر را می نوشت و تحت آں خبر کاغذ سفید می گذاشت کہ اگر آخوند بخواہد بیان و تحقیق بنویسند پس آخوند بسا بود کہ چیزی نمی نوشت زیرا کہ آں خبر محتاج بیان نبود نسخہ اصل بحار الانوار بہ ہمین نسق است کہ مذکور شدہ۔

الحاج محمد حسن الاصفہانی الامین (جن کے کوشش سے اور جن کی نگرانی میں سلطان ناصر الدین قاجار کے زمانے میں پہلی دفعہ بحار الانوار ایران میں ۱۳۰۲ھ طبع ہوئی) مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والد اور دادا سے سنا کہ جب مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بحار الانوار کی تالیف کا ارادہ کیا تو قدیم کتب جمع کرنے لگے اور جہاں سے جو کتاب ملتی حاصل کر لیتے چنانچہ انھیں اطلاع ملی کہ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "مدینۃ العلم" یمن کے کسی شہر میں ہے۔ انھوں نے بادشاہ وقت سے خواہش ظاہر کی وہ کتاب منگوا دے۔ بادشاہ نے بہت تحائف کے ساتھ اپنا سفیر یمن کو روانہ کیا اور سفیر وہ کتاب لے آیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت کی کسقدر سرپرستی حاصل تھی۔ کہ جس کی وجہ وہ سکون اطمینان کے ساتھ اسقدر تصنیف و تالیف کا کام انجام دے سکے۔

بحار الانوار کے پچیس جلدیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

جلد (۱)۔ فی العقل والعلم والجہل

جلد(۲) - فی التوحید -

جلد(۳) - فی اخبار العدل والمعاد -

جلد(۴) - فی الاحتجاجات والمناظرات -

جلد(۵) - فی النبوۃ وقصص الانبیاء علیہم السلام -

جلد(۶) - فی تاریخ نبینا علیہ السلام -

جلد(۷) - فی الامۃ واحوال الائمۃ الطاہرین علیہم السلام -

جلد(۸) - فی الفتن وفیما وقع من الجور والظلم والعدوان علی آئمہ الدین واہل بیت سید المرسلین بعد وفاتہ -

جلد(۹) - فی بیان فضائل امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

جلد(۱۰) - فی تاریخ سیدہ النساء فاطمہ الزہرا والحسن والحسین علیہم السلام

جلد(۱۱) - فی تاریخ امام المتقین ابو الحسن علی زین العابدین ومحمد بن علی الباقر وجعفر بن محمد الصادق وموسی الکاظم صلوات اللہ علیہم -

جلد(۱۲) - فی تاریخ ائمۃ الہدی ابو الحسن علی بن موسی رضا ومحمد بن علی الجواد وعلی بن محمد الہادی وحسن بن علی العسکری صلوات اللہ علیہم -

جلد(۱۳) - فی تاریخ صاحب العصر والزمان محمد بن حسن المہدی صلوات اللہ علیہ -

جلد(۱۴) - کتاب السماء والعالم

جلد(۱۵) - فی بیان الایمان ومکارم الاخلاق -

جلد(۱۶) - فی الاداب والسنن والاوامر والنواہی -

جلد(۱۷) - کتاب الروضہ فی المواعظ والحکم والخطب -

جلد(۱۸) - فی الطہارہ والصلوۃ -

جلد (۱۹) - فی القرآن والدعاء -

جلد (۲۰) - فی الزکوۃ والصدقہ والخمس والصوم والاعتکاف -

جلد (۲۱) - فی الحج -

جلد (۲۲) - کتاب المزار فی زیارات النبی والائمہ علیہ السلام -

جلد(۲۳) - فی بیان احکام العقود والایقاعات

جلد(۲۴) - فی الاحکام -

جلد (۲۵) - فی الاجازات -

یہ سب جلدیں ضخیم ہیں مثلاً جلد اول میں جس کے احادیث واقوال کا حقیر نے ترجمہ کیا ہے (۱۶۹) صفحے ہیں ہر ایک صفحہ (۱۳×۸) انچ کا ہے۔ ہر صفحہ میں (۳۵) سطریں اور ہر سطر میں تقریباً (۲۵ یا ۳۰) حروف ہیں۔ مجلسی رحمہ اللہ علیہ کی زندگی تک بحار کی اکثر جلدیں مسودہ کی صورت میں رہیں چند جلدوں کا مبیضہ ہوا تھا۔ مقدمہ بحار الانوار میں حاجی محمد حسن الامین الاصفہانی لکھتے ہیں کہ ملا سید عبد اللہ جو سید نعمت اللہ جزائری رحمہ اللہ علیہ کے نواسے تھے اپنے استاد سید نصر اللہ بن الحسین الموسوی الحائری الشہید کے سوانح میں لکھتے ہیں کہ ان کو کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا ایک دفعہ انہوں نے اصفہان کے بازار میں چند کتابیں خریدیں اور اس میں مکمل جلدیں بحار الانوار کی تھیں جن میں سوائے کتاب العلم والعقل کے باقی سب مسودہ کی

شکل میں تھیں اس کے بعد حاجی محمد حسن الامین نے مقدمہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک صاحب مسمی میرزا عبداللہ بن عیسی الافندی نے سب جلدوں کا مبیضہ کیا۔ واقعہ یہ بتاتے ہیں کہ میرزا عبداللہ اور مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک وارث سے کہ جنہیں ورثہ میں بحار الانوار کی جلدیں مسودہ کی حالت میں ملی تھیں بہت دوستی تھی۔ میرزا نے یہ جلدیں ان سے مستعار لیکر بڑی محنت سے ان کا مبیضہ کیا اور اصل واپس کردی۔ میرزا عبداللہ مبیضہ شدہ جلدوں کو اپنی زندگی میں چھپائے رکھے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد جلدیں ان کے کسی وارث کو بطور ورثہ ملیں۔ حاجی محمد حسن الامین کو جب ان جلدوں کا پتہ چلا تو انہوں نے میرزا کے وارث سے خریدنے کی کوشش کی لیکن فروخت کرنے سے انھوں نے انکار کیا اور حاجی صاحب نے جلدیں مستعار لیکر نقل کرائیں اور وہی نقل ناصر الدین شاہ کے دور میں طبع ہوی۔

صاحب نجوم السماء لکھتے ہیں کہ متقدمین کی کتابوں سے بعض حدیثیں بحار الانوار میں درج ہونے سے رہ گئی تھیں اور ان کو بحار میں شریک کرنا مشکل تھا کیونکہ ان کی وجہ سے کتاب میں جابجا تغیر کرنا پڑتا تھا اس لئے مجلسی نے ان احادیث کو ایک علیحدہ کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام "مستدرک البحار" رکھا اور اس کو بحار الانوار کا تکملہ قرار دیا اگر اس کو بھی بحار الانوار کی ایک جلد سمجھ لیا جائے تو اس کی جملہ چھبیس جلدیں ہوتی ہیں۔

ملا محمد تقی بن محمد باقر نے ۱۲۷۶ھ میں بحار الانوار کی تلخیص کی اور جامع الانوار فی مختصر البحار" اس کا نام رکھا یہ ۱۲۹۷ھ میں طہران میں طبع ہوئی۔ بحار الانوار کی بعض جلدوں کے ذیل علماء نے لکھے ہیں منجملہ ان کے دو ذیل مشہور

ہیں اور ۱۳۰۱ھ میں چھپ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ذیل جلد سوم کا ہے۔ جس کو نور الدین محمد بن مرتضیٰ نے "دُرَرُ البحار" کے نام سے لکھا ہے، دوسرا ذیل جلد ہفدہم کا ہے جس کے مصنف ملا حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی ہیں اور اس کا نام "معالم الصغیر" ہے۔

بحار کی بعض جلدوں کا فارسی میں ترجمہ ہوا ہے۔ ملا نصیر بن عبداللہ بن ملا محمد تقی مجلسی اور ملا محمد مہدی شفیع الاسترابادی المتوفی ۱۲۵۹ھ نے جلد ہشتم کے دو علیحدہ ترجمے کئے ہیں۔ ملا محمد مہدی کے ترجمہ کا نام مجاری الانہار ہے۔ ملا محمد رضی بن محمد نصیر بن عبداللہ بن ملا محمد تقی مجلسی نے جلد نہم کا ترجمہ کیا۔ سید محمد عباس اور میرزا محمد علی المازندرانی اور شیخ حسن نے جلد دہم کے علیحدہ علیحدہ ترجمے کئے ہیں۔ محمد علی مازندرانی شمس آباد میں رہتے تھے جو اصفہان کا ایک محلہ تھا۔ سلطان نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کے عہد میں بادشاہ بیگم کے ایما سے جلد سیزدہم ترجمہ ہوئی۔ میرزا علی اکبر ساکن آذربائیجان نے بھی اس جلد کا ترجمہ کیا ہے مقدمہ بحار الانوار میں اسکا ذکر ہے۔

ملا محمد تقی بن محمد باقر صاحب "جامع الانوار فی مختصر البحار" نے جلد ہفدہم کا ترجمہ کیا اور "حقایق الاسرار" اس کا نام رکھا جو ۱۳۹۹ھ میں بمبئی میں طبع ہوا۔

(۲) حیات القلوب

بحار الانوار کی تصنیف کے بعد مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی میں یہ کتاب لکھی اس کے مضامین تین جلدوں پر منقسم ہیں۔

جلد اول۔ در احوال انبیاء علیہم السلام۔

جلد دوم - دراحوال سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
جلد سوم - درتحقیق امامت واحوال ائمۃ الہدی علیہم السلام۔
جلد دوم ۲۵ - ذالحجہ ۱۰۸۷ھ[۱] کو تمام ہوئی ہے۔ جلد سوم ناتمام رہ گئی تھی ملا محمد رضی بن ملا محمد نصیر المجلسی نے سلطان حسین (۱۱۰۶ھ تا ۱۱۳۵ھ) کے عہد میں اس کا تکملہ لکھا اور صحیفۃ المتقین نام رکھا۔ ایک مقدمہ اور ایک سو اٹھائیس ابواب میں اس کے مضامین تقسیم کئے۔ حیات القلوب ایران اور ہندوستان کی مقبول عام کتاب ہے۔ اور ان ممالک میں متعدد مرتبہ طبع ہوئی ہے۔
مولوی سید مجتبی حسین جائسی نے تینوں جلدوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ جو شفاء الصدور والکروب ترجمہ حیات القلوب کے نام سے ۱۳۰۸ھ میں مطبع دبدبہ احمدی لکھنؤ میں طبع ہوا۔ ریورینڈ میزیرک MEZRICH نے جلد دوم کا انگریزی میں ترجمہ کیا جو ۱۸۵۰ء میں باسٹن میں چھپا ہے۔

(۳) جلاء العیون۔

یہ کتاب بحار الانوار اور حیاۃ القلوب کے بعد ضبط تحریر میں آئی ہے ایک مقدمہ اور چودہ باب ہیں۔ باب اول میں جناب سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال، باب ثانی میں جناب سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کا تذکرہ اور بقیہ بارہ ابواب میں ائمہ اثنا عشر صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہیں۔ یہ کتاب محرم ۱۰۸۹ھ میں اختتام کو پہنچی۔ اس میں مجلسی رحمہ اللہ علیہ نے وہ روایتیں لی ہیں جو شیخ صدوق محمد بن علی بن موسی

۱۔ کشف الحجب والاستار۔

بن بابویہ قمی المتوفی ۳۹۳ھ کی سند سے مروی ہیں۔ یہ کتاب طہران اور بمبئی میں چھپی ہے۔ مولوی سید مجتبی حسین جائسی ساکن وزیانگرم نے ۱۲۹۷ھ میں اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور ۱۳۰۲ھ میں لاہور میں چھپوایا۔ السید محمد رضا الحسینی الشبیری نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔

(۴) تذکرۃ الائمہ۔

اس میں ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کا تذکرہ ہے ثبوت نبوت وامامت کے لئے کتب یہود و نصاری مجوس وہنود سے حجج اور دلائل اخذ کئے ہیں صاحب لؤلؤۃ البحرین۔ ڈاکٹر ریو اور مسٹر اسٹوری نے اس کو ملا محمد باقر مجلسی رحمہ اللہ علیہ کی تصانیف میں شمار کیا ہے۔ صاحب لؤلؤۃ البحرین لکھتے ہیں کہ مجلسی کی یہ آخری تصنیف تھی جو ۱۱۰۹ھ میں ختم ہوئی اس کے بعد مجلسی نے کوئی تالیف اور تصنیف نہیں کی۔ لیکن اکثر علماء کی رائے ہے کہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز بیان اور طرز عبارت سے اس کتاب کو کوئی مناسبت نہیں اس لئے یہ اس کو ان کی تصنیف تسلیم نہیں کرتے۔ الحاج امیر محمد حسین الامین نے مقدمہ بحار الانوار میں مجلسی کی تصانیف کی جو فہرست دی ہے اس میں اس کو شامل نہیں کیا اور لکھا ہے کہ مجلسی رحمہ اللہ علیہ کے داماد نے انکی تصنیفات اور تالیفات کی فہرست لکھی ہے۔ لیکن اس فہرست میں "تذکرۃ الائمہ" کو شامل نہیں کیا جس سے ظاہر ہے کہ یہ مجلسی کی تصنیف نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں کہ مجلسی رحمہ اللہ علیہ کے ہم عصر ایک صاحب تھے جن کا نام اور ولدیت وہی تھی جو مجلسی کی تھی یعنی محمد باقر بن محمد تقی لاہیجی جو علم و فضل

میں مجلسی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے تھے ممکن ہے کہ تذکرۃ الائمہ انکی تصنیف ہو اور نام ایک ہونے کی وجہ سے لوگوں نے اس کو مجلسی کیطرف منسوب کر دیا۔

علامہ السید اعجاز حسین نیساپوری کنتوری اپنی کتاب کشف الحجب والاستار میں لکھتے ہیں۔

تذکرۃ الائمۃ فی احوال الائمہ الاثنی عشر بالفارسیہ لا ادری من مصنفہ وقد ذکر فی اولہ ان مصنفہ محمد باقر بن محمد تقی ولیس ھو مولانا المجلسی رحمۃ اللہ کما یظھر لمن تامل فی عباراتہ ومقالاتہ۔

یعنی تذکرہ الائمہ کا کون مصنف ہے معلوم نہیں اگرچہ شروع کتاب پر لکھا ہے کہ اس کے مصنف محمد باقر بن محمد تقی ہیں لیکن طرز عبارت اور انداز بیان پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مصنف مجلسی علیہ الرحمۃ نہیں ہو سکتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب

فضل العقل وذم الجھل

عقل کی فضیلت اور جہل کی مذمت

(۱) العطار عن ابیہ عن سھل عن محمد بن عیسیٰ عن البزنطی عن جمیل عن الصادق جعفرؑ بن محمدؑ قال کان امیر المؤمنین یقول اصل الانسان لبہ وعقلہ دینہ ومروتہ حیث یجعل نفسہ والایام دول والناس الی آدم شرع سواء۔

(۱) جناب امیر علی بن ابی طالب علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کا اصل جز اس کا دماغ ہے اور اس کی عقل اس کا دین ہے اور اس کی جوانمردی اس جگہ ہے جہاں وہ اپنے آپ کو لگا دیتا ہے اور زمانہ انقلابات کا نام ہے اور لوگ آدم تک برابر ہیں۔

(بیان) مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان کی فضیلت دوسرے انسانوں پر اس کے ذاتی جوہر یعنی عقل و فہم اور دوسرے صفات حسنہ کی وجہ قائم ہوتی ہے نہ کہ حسب و نسب کی وجہ عقل ہی منشاء شرافت ہے

کیونکہ اس کے ذریعہ انسان دین حق کو اختیار کرتا ہے اور پھر اس دین کو کملات ایمان کے ذریعہ کامل کرلیتا ہے۔ یوں تو زمانہ بدلتا رہتا ہے لوگ پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں اور آدم سے لے کر اب تک سب انسان ایک ہیں یعنی اولاد آدم کی حیثیت سے برابر ہیں۔ مترجم کا یہ خیال ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے اس ارشاد سے کہ آدم سے اب تک سب انسان برابر ہیں یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وہ نومولود جو ایک شریف اور اعلیٰ خاندان میں پیدا ہو صرف اپنے حسب ونسب کی وجہ شریف اور شائستہ انسان نہیں ہوسکتا بلکہ اُس کے لئے عقل وفہم اور تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ بالطبع سب بچے ایک حال پر ہوتے ہیں چاہے اعلیٰ خاندان سے ہوں یا ادنیٰ سب کی کیفیت اور حالت ایک ہوتی ہے۔ اب آیندہ ان کا اچھا برا ہونا ان کے ماحول صحبت اور تعلیم پر منحصر ہوتا ہے)۔

(۲) ابن ادریس عن ابیه عن ابن هاشم عن ابن مرار عن یونس عن ابن سنان عن الصادق جعفر بن محمد قال خمس من لم یکن فیه کثیر مستمتع قیل وماهن یابن رسول الله قال الدین والعقل والحیاء وحسن الخلق وحسن الادب وخمس من لم یکن فیه لم یهنئا العیش الصحة والامن والغنی والقناعه والانیس الموافق۔

(۲) فرمایا جناب امام جعفر الصادق علیہ السلام نے کہ جس انسان میں پانچ صفات نہ ہوں وہ دنیا میں زیادہ مفید ثابت نہیں ہوسکتا اس پر سائل نے سوال کیا کہ یابن رسول اللہ وہ پانچ صفات کیا ہیں فرمایا دیندار ہو عقلمند ہو۔ صاحب حیا ہو۔ حسن خلق اور حسن ادب رکھتا ہو۔ پھر فرمایا اور پانچ چیزیں جسے حاصل

نہ ہوں اسکی زندگی راحت سے بسر نہ ہوگی صحت۔ امن۔ استغنا۔ قناعت اور ہم مذاق اور ہم طبیعت دوست۔

(۳) ابیه عن سعد عن ابن یزید عن اسمٰعیل بن قتیبه البصری عن ابی خالد العجمی عن ابیعبد الله خمس من لم یکن فیه لم یکن فیه کثیر مستمتع الدین والعقل والادب والحریة وحسن الخلق۔

(۳) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس انسان میں ذیل کی پانچ صفات نہ ہوں وہ زیادہ مفید ثابت نہ ہوگا یعنی دین۔ عقل ادب۔ کمال اور حسن ادب

(بیان) حسن ادب سے مراد معاملات اور امور دینوی کے تصفیہ میں قانون شرع کا لحاظ رکھنا ہے۔ مخلوق سے کوئی حاجت نہ رکھنا حقیقی استغناء ہے۔ حریت سے مراد شہوات نفسانیہ سے نجات حاصل کرنا اور وساوس شیطانیہ سے بچنا بھی ہوسکتا ہے۔

(۴) ابن موسی عن محمد بن یعقوب عن علی بن محمد بن عبد الله عن ابرهیم بن اسحق الاحمر عن محمد بن سلیمان عن ابیه قال قلت لابی عبد الله الصادق فلان من عبادته ودینه وفضله کذا وکذا فقال کیف عقله فقلت لا ادری فقال ان الثواب علی قدر العقل۔

(۴) محمد بن سلیمان کے باپ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص کی عبادت دین اور فضل کی یہ حالت ہے۔ یہ سنکر امام علیہ السلام نے سوال کیا کہ اس کی عقل کیسی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا مجھے علم نہیں بس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ثواب بقدر عقل حاصل ہوتا ہے۔

(بیان) امام علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ "ثواب بقدر عقل ملتا ہے" بہت جامع

اور ہر معنی ہے اس سے کثیر مطالب اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ اجمالاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ معرفت ربانی اور نور ایمان رکھتے ہوئے اگر عبادت کیجائے تو مفید ہو گی اور معرفت اور ایمان مرد عاقل ہی کو حاصل ہو سکتے ہیں جاہل کی عبادت بیکار اور لاحاصل ہے۔

(۵) قال الصادقؑ قال رسول اللہؐ انا معاشر الانبیاء امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولهم۔

(۵) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ "ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے ان کی عقول کا لحاظ رکھتے ہوئے گفتگو کریں"۔

(شرح) اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ ہر انسان سے اس کی سمجھ کے موافق بات کہی جائے (مترجم)

(۶) ابن البرقی عن ابیه عن جده عن عمرو بن عثمان عن ابی جمیلة عن ابن طریف عن ابن نباتة عن علی ابن ابی طالبؑ قال هبط جبرئیل علی آدم فقال یا آدم انی امرت ان اخیرك واحدة من ثلث فاختر واحدة ودع اثنتین فقال آدم وما الثلث یا جبرئیل فقال العقل والحیاء والدین قال آدم فانی اخترت العقل فقال جبرئیل للحیاء والدین انصرفا ودعاه فقالا له یا جبرئیل انا امرنا ان نکون مع العقل حیث ما کان قال فشانکما وعرج۔

(۶) فرمایا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ جبرئیل حضرت آدم کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس امر پر مامور کیا گیا ہوں کہ آپ سے عرض کروں کہ آپ تین چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کریں پس ایک چیز کو اختیار کر لیجئے۔

حضرت آدم نے فرمایا کہ بیان کرو وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ عقل حیا اور دین۔ حضرت آدم نے عقل کو اختیار کیا پس جبرئیل نے حیا اور دین سے کہا کہ واپس چلے جاؤ۔ حیا اور دین نے جبرئیل سے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم عقل کے ساتھ رہیں جہاں بھی وہ رہے جبرئیل نے کہا تمہیں اختیار ہے۔ اس کے بعد جبرئیل چلے گئے۔

(بیان) امام علیہ السلام کا یہ ارشاد بطور استعارہ تمثیلیہ کے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صاحبِ عقل لازماً حیادار اور بادین ہوگا۔ بے حیائی اور بے دینی کم عقل انسان کا شیوہ ہوگی۔

(۷) الدقاق عن الاسدی عن احمد بن محمد بن صالح الرازی عن حمدان الدیوانی قال قال الرضاؑ صدیق کل امرئٍ عقله وعدوه جهله۔

(۷) فرمایا جناب امام رضا علیہ السلام نے کہ ہر انسان کا بڑا دوست اس کی عقل ہے اور سب سے بڑا دشمن اس کا جہل ہے۔

(۸) عن ابی عبد اللہ قال من کمل عقله حسن عمله۔

(۸) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جس شخص کی عقل کامل ہوئی اسکا عمل درست ہوا۔

(۹) المفید عن الحسین بن محمد التمار عن محمد بن قاسم الانباری عن احمد بن عبید عن عبد الرحیم بن قیس الهلالی عن العمری عن ابی حمزة السعدی عن ابیه قال اوصی امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ الی الحسنؑ بن علیؑ فقال فیما اوصی به الیه یا بنی لا فقر اشد من الجهل ولا عدو

اور پر معنی ہے اس سے کثیر مطالب اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ اجمالاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ معرفت ربانی اور نور ایمان رکھتے ہوئے اگر عبادت کیجائے تو مفید ہو گی اور معرفت اور ایمان مرد عاقل ہی کو حاصل ہو سکتے ہیں جاہل کی عبادت بیکار اور لاحاصل ہے۔

(۵) قال الصادقؑ قال رسول اللہ انا معاشر الانبیاء امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم۔

(۵) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ صلعم نے کہ "ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے ان کی عقول کا لحاظ رکھتے ہوئے گفتگو کریں"۔

(شرح) اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ ہر انسان سے اس کی سمجھ کے موافق بات کہی جائے (مترجم)

(۶) ابن البرقی عن ابیہ عن جدہ عن عمرو بن عثمان عن ابی جمیلہ عن ابن طریف عن ابن نباتہ عن علی ابن ابی طالبؑ قال ھبط جبرئیل علی آدم فقال یا آدم انی امرت ان اخیرك واحدۃ من ثلث فاختر واحدۃ ودع اثنتین فقال آدم وما الثلث یا جبرئیل فقال العقل والحیاء والدین قال آدم فانی اخترت العقل فقال جبرئیل للحیاء والدین انصرفا ودعاہ فقالا لہ یا جبرئیل انا امرنا ان نکون مع العقل حیث ما کان قال فشانکما وعرج۔

(۶) فرمایا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ جبرئیل حضرت آدم کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس امر پر مامور کیا گیا ہوں کہ آپ سے عرض کروں کہ آپ تین چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کریں پس ایک چیز کو اختیار کر لیجئے۔

حضرت آدم نے فرمایا کہ بیان کرو وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ عقل حیا اور دین۔ حضرت آدم نے عقل کو اختیار کیا پس جبرئیل نے حیا اور دین سے کہا کہ واپس چلے جاؤ۔ حیا اور دین نے جبرئیل سے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم عقل کے ساتھ رہیں جہاں بھی وہ رہے جبرئیل نے کہا تمھیں اختیار ہے۔ اس کے بعد جبرئیل چلے گئے۔

(بیان) امام علیہ السلام کا یہ ارشاد بطور استعارہ تمثیلیہ کے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صاحبِ عقل لازماً حیادار اور بادین ہوگا۔ بے حیائی اور بے دینی کم عقل انسان کا شیوہ ہوگی۔

(۷) الدقاق عن الاسدی عن احمد بن محمد بن صالح الرازی عن حمدان الدیوانی قال قال الرضاؑ صدیق کل امرئٍ عقلہ وعدوہ جھلہ۔

(۷) فرمایا جناب امام رضا علیہ السلام نے کہ ہر انسان کا بڑا دوست اس کی عقل ہے اور سب سے بڑا دشمن اس کا جہل ہے۔

(۸) عن ابی عبد اللہ قال من کمل عقلہ حسن عملہ۔

(۸) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جس شخص کی عقل کامل ہوئی اسکا عمل درست ہوا۔

(۹) المفید عن الحسین بن محمد التمار عن محمد بن قاسم الانباری عن احمد بن عبید عن عبد الرحیم بن قیس الھلالی عن العمری عن ابی حمزۃ السعدی عن ابیہ قال اوصی امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ الی الحسن بن علیؑ فقال فیما اوصی بہ الیہ یا بنی لا فقر اشد من الجھل ولا عدو

اشدّ من عدم العقل ولا وحدة ولا وحشة اوحش من العجب ولا حسب کحسن الخلق ولا ورع کالکف عن محارم اللّٰہ ولا عبادة کالتفکر فی صنعة اللّٰہ عزوجل۔ یا بنی العقل خلیل المرء والحلم وزیرہ والرفق والدہ والصبر من خیر جنودہ۔ یا بنی انہ لابد للعاقل من ان ینظر فی شانہ فلیحفظ لسانہ ولیعرف اھل زمانہ۔ یا بنی ان من البلاء الفاقہ و اشدّ من ذالک مرض البدن و اشد من ذالک مرض القلب وان من النعم سعة المال وافضل من ذالک صحة البدن وافضل من ذالک تقوی القلوب۔ یا بنی للمومن ثلاث ساعت ساعة یناجی فیھا ربہ وساعة یحاسب فیھا نفسہ وساعہ یخلو فیھا بین نفسہ ولذتھا فیما یحل یحمد ولیس للمومن بدّ من ان یکون شاخصا الا فی ثلاث مرمہ المعاش او خطوة لمعاد او لذة فی غیر محرّم۔

(۹) جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک دفعہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو وصیت فرمانے لگے اور دوران تقریر میں ارشاد فرمایا۔ اے میرے فرزند جہل سے بدتر کوئی فقر نہیں۔ کمی عقل سے بڑھکر کوئی افلاس نہیں کوئی تنہائی اور کوئی وحشت خود بینی اور اترانے کی وحشت سے بدتر نہیں حسن خلق سے بہتر کوئی کمال نہیں۔ محارم اللہ سے بچنے سے بہتر کوئی پرہیزگاری نہیں۔ اللہ عزوجل کے صنایع پر غور و فکر کرنے سے بہتر کوئی عبادت نہیں۔ اے میرے فرزند انسان کی دوست اسکی عقل ہوا کرتی ہے حلم اس کا وزیر ہوتا ہے۔ رفق اس کا باپ اور صبر اُس کا بہترین لشکر ہوتا ہے۔ اے میرے فرزند ہر عقلمند کو چاہئے کہ اپنی حالت کا

صحیح اندازہ کرے اور اپنی زبان پر قابو رکھے اور اہل زمانہ کے رنگ کو دیکھتا رہے۔ اے میرے فرزند فقر ایک بلا ہے۔ لیکن اس سے سخت تر بلا مرض بدن ہے اور اس سے سخت تر بلا مرض قلب ہے۔ خدا کی نعمتوں میں سے مالی خوش حالی ایک بڑی نعمت ہے لیکن اس سے افضل صحت جسمانی ہے اور اس سے افضل قلوب کا پاک و پاکیزہ ہونا ہے۔ اے میرے فرزند۔ ہر مومن کے لئے تین اوقات ہوتے ہیں۔ ایک وقت وہ ہے کہ جب کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں مناجات کرتا ہے ایک وقت وہ ہے جبکہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور ایک وقت ایسا ہے کہ اپنے نفس کو حلال اور محمود لذتوں میں مصروف رکھتا ہے۔ مومن کو نہ چاہئے کہ وہ گھر سے نکلے مگر تین امور کے لئے یعنی اِصلاح معاش۔ درستی معاد اور ایسی لذت حاصل کرنے کیلئے جو حرام نہ ہو۔

(بیان) عجب۔ خود بینی کو کہتے ہیں۔ خود بیں انسان کی نظر صرف اپنے اعمال پر رہتی ہے اپنے ہر فعل و قول کو اچھا سمجھتا اور ان پر اتراتا رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس سے متنفر ہو جاتے اور اس سے دوری اختیار کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ وہ تنہا ہو جاتا ہے اسی چیز کو جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اس قول میں کہ کوئی تنہائی اور کوئی وحشت عجب کی وحشت سے بدتر نہیں ظاہر فرمایا ہے۔

شاخصا۔ یہ لفظ شخوص سے مشتق ہے۔ شخوص کے معنی ہیں ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانا یا ممالک ارضی کی سیر کرنا۔ یہاں مراد گھر سے باہر جانا ہے۔

(۱۰) ابن الولید عن الصفار عن احمد بن محمد عن ابن محبوب عن بعض اصحابہ عن ابی عبد اللّٰہ قال دعامہ الانسان العقل ومن العقل الفطنة والفھم والحفظ والعلم فاذا کان تائید عقلہ من النور

كان عالما حافظا ذكيا فطنا فهما وبالعقل يكمل وهو دليله ومبصره و مفتاح امره۔

(۱۰) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ انسان کی پشت وپناہ اسکی عقل ہے اور عقل ہی سے فطانت فہم اور حفاظت کا مادہ اور علم حاصل ہوتا ہے۔ جب انسان کی عقل کو نور الٰہی سے تائید ملجاتی ہے تو انسان پھر عالم۔ ذکی۔ صاحب فطانت اور فہیم ہوجاتا ہے۔ انسان عقل ہی سے کامل ہوتا ہے اور عقل ہی ہر انسان کی رہنما اور مبصر ہوتی اور اس کے امور کی کنجی ہوتی ہے۔

(بیان) دعامۃ کے لغوی معنی عماد البیت ہیں یعنی گھر کا ستون جیسا کہ گھر کا قیام اور اس کا استحکام ستون پر منحصر ہوتا ہے ویسا ہی انسان کی بقا اور سلامتی کے لئے عقل کا وجود لازم ہے پس اسی لئے امام علیہ السلام نے عقل کو دعامۃ الانسان فرمایا۔

فطنۃ۔ معاملات کی زود فہمی اور مسائل کے متعلق صحیح نتائج کا اخذ کرنا۔

نور۔ یعنی وہ روشنی جو اللہ سبحانہ کی طرف سے عارفین اور صالحین کے قلوب پر پڑتی ہے جس کے ذریعہ حقایق اور معارف کا انکشاف انھیں ہوجاتا ہے اور مشکل امور بھی ان کے لئے آسان ہوجاتے ہیں۔ نور کا اطلاق علم۔ ارواح ائمہ معصومین اور رحمت الٰہی پر بھی ہوتا ہے۔

(شرح) مفتاح امرہ۔ اس کا لفظی ترجمہ میں نے امور کی کنجی کیا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ عقل ہی کے ذریعہ انسان معاملات کی پیچیدگیوں کو رفع کرسکتا اور مشکلات کی گتھیوں کو سلجھا سکتا ہے۔ (مترجم)

(۱۱) ابی عن احمد بن ادریس عن الاشعری عن محمد بن حسان عن

ابی محمد الرازی عن الحسنین بن یزید عن ابراهیم بن بکر بن ابی سماک عن الفضل بن عثمان قال سمعت اباعبد الله يقول من كان عاقلا ختم له بالجنة انشاء الله۔

(۱۱) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ عاقل کا انجام انشاء اللہ جنت ہے۔

(۱۲) عن ابی محمد عن ابن عمیرہ عن اسحاق بن عمار قال قال ابوعبد الله من كان عاقلا كان له دين ومن كان له دين دخل الجنة۔

(۱۲) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص عاقل ہوگا دیندار ہوگا اور جو دیندار ہوگا جنت میں داخل ہوگا۔

(۱۳) بعض اصحابنا رفعه قال قال رسول الله ما قسم الله للعباد شيئاً افضل من العقل فنوم العاقل افضل من سهر الجاهل وافطار العاقل افضل من صوم الجاهل واقامة العاقل افضل من شخوص الجاهل ولا بعث الله رسولا ولا نبيا حتى يستكمل العقل ويكون عقله افضل من عقول جميع امته وما يضمر النبي في نفسه افضل من اجتهاد المجتهدين وما ادى العاقل فرائض الله حتى عقل منه ولا بلغ جميع العابدين في فضل عبادتهم ما بلغ العاقل ان العقلاء هم اولوا الالباب الذين قال عزوجل انما يتذكر اولوا الالباب۔

(۱۳) حضرت ختمی مرتبت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کوئی چیز عقل کی نعمت سے افضل عطا نہیں فرمائی۔ پس عاقل کا سونا جاہل کے

جاگنے سے افضل ہے۔ عاقل کا کھانا پینا جاہل کے روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ عاقل کا گھر میں بیٹھا رہنا جاہل کے چلنے پھرنے سیر و سیاحت سے افضل ہے۔ اللہ سبحانہ نے کسی نبی و رسول کو اسکی عقل کامل ہونے تک مبعوث نہیں فرمایا اور ہر رسول اور نبی کی عقل تمام امتوں کی عقلوں سے کہیں افضل ہوتی ہے۔ جو چیز نبی کے دل میں پوشیدہ ہوتی ہے وہ مجتہدین کے اجتہاد سے کہیں افضل ہوتی ہے۔ عقلمند فرائض اللہ کو سمجھ کر ہی ادا کرتا ہے۔ عبادت گذاروں کو ان کی عبادت کا ثواب اس قدر حاصل نہیں ہوتا جتنا کہ عاقل کو حاصل ہوتا ہے تحقیق کہ عقلاء صاحبان فہم و عقل ہیں جن کی شان میں اللہ عزوجل نے فرمایا "انما یتذکر اولوا الالباب" یعنی عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

(بیان) شخوص الجاھل۔ یعنی جاہل کا اپنے وطن اور شہر سے نکلنا اور خوشنودی خدا اور رسول کی طلب میں دوسرے شہروں کا سفر اختیار کرنا مثلاً حج اور جہاد کے لئے نکلنا۔ مایضمر النبی فی نفسہ۔ نبی کے نفس میں جو امور پوشیدہ رہتے ہیں یعنی۔ نیات صحیحہ تفکرات کاملہ اور عقائد یقینیہ۔

(۱۴) قال الصادق علیہ السلام الجہل صورۃ رکبت فی بنی آدم اقبالھا ظلمۃ و ادبارھا نور والعبد متقلب معھا کتقلب الظل مع الشمس۔ الا تری الی الانسان تارۃ تجدہ جاھلا بخصال نفسہ حامدا لھا عارفا بعیبھا فی غیرہ ساخطا و تارۃ تجدہ عالما بطباعہ ساخطا لھا حامدا لھا فی غیرہ فھو متقلب بین العصمۃ والخذلان فان قابلتہ العصمۃ اصاب وان قابلہ الخذلان اخطاء ومفتاح

الجھل الرضاء والاعتقاد بہ ومفتاح العلم الاستبدال علی اصابۃ موافقۃ التوفیق وادنی صفۃ الجاھل دعواہ العلم بلا استحقاق واوسطہ جھلہ بالجھل واقصاہ جحودہ العلم۔

(۱۴) جہل ایک تصویر ہے جو بنی آدم میں بٹھائی گئی ہے اس کا آنا ظلمت اور جانا نور ہے۔ اس کے ساتھ انسان کی حالتوں میں ایسا ہی انقلاب ہوتا ہے جیسا کہ سایہ کا آفتاب کے ساتھ چنانچہ تم اسے دیکھو گے کہ کبھی وہ اپنے ذاتی خصائل کے عیوب سے جاہل رہکر انکو سراہتا ہے وہی خصائل غیروں میں دیکھتا ہے تو ان کو عیوب جانکر ان سے ناخوش رہتا ہے اور کبھی وہ اپنی سرشت سے واقف ہوکر اپنے آپ پر نفرین کرتا ہے وہی بات غیروں میں پاتا ہے تو اس کو سراہتا ہے عصمت اور خذلان (خدا کی حفاظت و عدم حفاظت) کے درمیان ہیں اس پر گوناگوں انقلاب آئے ہیں جب عصمت اس کے سامنے ہوتی ہے تو وہ ٹھیک راستے پر لگتا ہے اور خذلان سے اس کا مقابلہ ہوتا ہے تو بھٹک جاتا ہے اور اس سے راضی رہنا اور اس کا اعتقاد رکھنا جہل کی کنجی ہے توفیق ایزدی کے موافق اعمال صالحہ کے ساتھ اپنی حالت کو بدلتے جانا علم کی کنجی ہے۔ جاہل کی ادنی صفت بلا استحقاق علم کا دعوی کرنا ہے اور درمیانی صفت اپنی جہالت کو نہ جاننا ہے۔ اور انتہائی صفت علم سے انکار کرنا ہے

(۱۵) عن ابی محمدؑ قال قال علی ابن الحسینؑ من لم یکن عقلہ اکمل ما فیہ کان ھلاکہ من ایسر ما فیہ۔

(۱۵) جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا انسان میں جتنی

چیزیں ہیں ان سب میں زیادہ کامل اس کی عقل نہ ہو تو اسکی معمولی لغزش سے
اس کی ہلاکت ہو جاتی ہے۔

(۱۶) قال امیر المومنین صدر العاقل صندوق سرہ ولا غنیٰ
کالعقل ولا فقر کالجهل ولا میراث کالادب ولا مال اعود من العقل
ولا عقل کالتدبیر۔

(۱۶) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ مرد عاقل کا سینہ اُس کے
راز کا صندوق ہے اور عقل سے زیادہ کوئی دولت نہیں اور جہل سے بڑھکر کوئی
فقر نہیں ادب سے بہتر کوئی میراث نہیں۔ عقل سے زیادہ مفید یا نفع بخش کوئی مال
نہیں حسن تدبیر سے زیادہ کوئی عقلمندی نہیں۔

(۱۷) روی عن ابن عباسؓ انه قال قال امیر المومنینؑ اساس
الدین بنی علی العقل و فرضت الفرائض علی العقل و ربنا یعرف بالعقل
ویتوسل الیه بالعقل و العاقل اقرب الی ربه من جمیع المجتهدین
بغیر عقل ولمثقال ذرة من بر العاقل افضل من جهاد الجاهل الف عام

(۱۷) ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ
دین کی بنیادیں عقل پر رکھی گئیں (یا دین کی بنیاد عقل ہے) اور عقل کی وجہ ہی سے فرائض
کی ادائی واجب ہوئی۔ خدا کی معرفت اور اس سے توسل عقل ہی کے ذریعہ حاصل
ہوتا ہے۔ خداوند عزوجل کے پاس جملہ کم عقل مجتہدین سے کہیں زیادہ قربت
ایک عاقل کو حاصل ہے۔ عاقل کی ایک چھوٹی سی نیکی جاہل کے ہزار سال جہاد سے افضل ہے

(۱۸) قال الصادقؑ اذا اراد الله ان یزیل من عبد نعمة کان اول

ما یغیّر منه عقله

(۱۸) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب
کسی بندے سے اپنی نعمت کو زائل کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے جس چیز
کو بدلتا ہے وہ اس کی عقل ہوتی ہے۔

(۱۹) قال الصادقؑ یغوص العقل علی الکلام فیستخرجه من
مکنون الصدر کما یغوص الغائص اللولوء المستکنة فی البحر۔

(۱۹) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ کلام کے لئے انسان
کی عقل غوطہ زن ہوتی ہے اور اس کو سینے کے چھپے ہوئے مقام سے نکال لاتی ہے
جیسا کہ غوطہ زن چھپے ہوئے موتیوں کو نکال لانے کے لئے دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔

(۲۰) قال امیر المومنین الناس اعداء لما جهلوا۔

(۲۰) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ لوگ اس چیز کے دشمن ہیں جسے
وہ نہیں جانتے۔

(۲۱) قال امیر المومنین علیه السلام اربع خصال یسود بها
المرء العفة والادب والجود والعقل۔

(۲۱) جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں انسان کو سید
(سردار) بناتی ہیں عفت۔ ادب۔ سخاوت اور عقل۔

(۲۲) قال امیر المومنین لیس الرویة علی الابصار و قد
تکذب العیون اهلها ولا یغش العقل من انتصحه۔

(۲۲) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ حقیقی بصیرت آنکھوں کے

ذریعہ حاصل نہیں ہوتی کیوں کہ بسا اوقات انسان کو آنکھیں دھوکہ دیتی ہیں جو شخص عقل سے کام لیگا دہوکا نہ کھائے گا۔

(٢٣) قال امیر المومنین علی علیہ السلام الحلم غطاء ساتر والعقل حسام باتر فاستر خلل خلقك بحلمك وقاتل هواك بعقلك۔

(٢٣) جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حلم پردہ ہے چھپانے والا اور عقل تلوار ہے کاٹنے والی۔ پس تو اپنی کمزوریوں کو حلم کے ذریعہ چھپائے رکھ اور اور اپنے خواہشات نفسانی کو عقل کی تلوار سے قتل کر۔

(٢٤) قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لکل شئ آلة وعدة و آلة المومن وعدته العقل ولکل شئ مطیّة ومطیة المرء العقل ولکلّ شئ غایة وغایة العبادة العقل ولکل قوم راع وراعی العابدین العقل ولکل تاجر بضاعة وبضاعة المجتهدین العقل ولکل خراب عمارة وعمارة الآخرة العقل ولکل سفر فسطاط یلتجئون الیه وفسطاط المسلمین العقل۔

(٢٤) فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ ہر شے کے لئے آلہ حفاظت اور مدافعت کا سامان ہوتا ہے مومن کی حفاظت کا آلہ اُس کی عقل ہوتی ہے۔ ہر چیز کے لئے ایک سواری ہوتی ہے مرد کی سواری عقل ہے۔ ہر چیز کی ایک غایت ہوتی ہے عبادت کی غایت عقل ہے۔ ہر قوم کا ایک نگہبان ہوتا ہے۔ عابدوں کا نگہبان ان کی عقل ہے۔ ہر تاجر سرمایہ رکھتا ہے مجتہدین کا سرمایہ عقل ہے۔ ہر ویرانہ کے لئے آبادی ہے۔ آخرت کی آبادی عقل ہے۔ ہر سفر کے لئے (فسطاط) ایک شہر ہوتا ہے جہاں مسافر پناہ لیتے ہیں۔ مسلمانوں کا (فسطاط) انکی عقلیں ہیں۔

(شرح) فسطاط کے اصلی معنی خیمہ کے ہیں یہاں اس کا ترجمہ خیمہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ سفر کے بعد مسافر خیمہ میں پناہ لیتا ہے۔ (مترجم)

(٢٥) قال امیر المومنین علیہ السلام لا عدة انفع من العقل ولا عدة اضر من الجهل وقال زینة الرجل عقله۔

(٢٥) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ کوئی مال واسباب عقل سے زیادہ نفع بخش نہیں اور کوئی ساز و سامان جہل سے بڑھ کر نقصان پہنچانے والا نہیں۔ مرد کی زینت اُس کی عقل ہے۔

(٢٦) قال امیر المومنین علی علیہ السلام قطیعة الجاهل تعدل صلة العاقل۔

(٢٦) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ جاہل سے قطع تعلق کرنا عاقل سے ملنے کے برابر ہے۔

(٢٧) قال علی علیہ السلام العقول ائمة الافکار والافکار ائمة القلوب والقلوب ائمة الحواس والحواس ائمة الاعضاء۔

(٢٧) جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ عقول ائمہ ہیں افکار کے اور افکار آئمہ ہیں قلوب کے۔ قلوب ائمہ ہیں حواس کے اور حواس آئمہ ہیں اعضاء کے۔

(شرح) ائمہ سے یہاں مراد ہادی یا رہنما ہے سارے قول کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ عقل کے ذریعہ انسان تفکر و تدبر کرسکتا ہے اور حسنِ تفکر سے قلوب کی صفائی ہوتی ہے اور جب قلوب صاف ہوں تو حواس بجا ہوں گے اور جب حواس بجا ہوں تو اعضاء درست ہوں گے (مترجم)۔

(۲۸) قال رسول اللہ استرشدوا العقل ترشدوا ولا تعصوہ فتندموا۔

(۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے عقول کو رہنما بناؤ تاکہ تم کو رشد حاصل ہو۔ عقل کی نافرمانی نہ کرو ورنہ پشیمان ہوگے۔

(۲۹) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاعمال فی الدارین العقل ولکل شئی دعامہ ودعامہ المؤمن عقلہ فبقدر عقلہ تکون عبادتہ لربہ۔

(۲۹) فرمایا آنحضرتؐ نے کہ بہترین اعمالِ دنیا وآخرت عقل سے کام لینا ہے۔ ہر چیز کے لئے ایک پشت وپناہ ہے۔ انسان کے لئے اس کی عقل پشت وپناہ ہوتی ہے انسان اپنی عقل کے موافق خدا کی عبادت کرتا ہے۔

(۳۰) قال علی علیہ السلام العقول ذخائر والاعمال کنوز۔

(۳۰) فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ عقول ذخیرے ہیں اور اعمال خزانے ہیں۔

باب (۲)

حقیقۃ العقل وکیفیتہ وبدء خلقتہ

حقیقت عقل اور اس کی کیفیت اور ابتدائے خلقت

(۱) فی سوالات الشامی عن امیر المومنین علیہ السلام

اخبرنی عن اول ما خلق اللہ تبارک وتعالی فقال النور۔

(۱) "سوالات شامی" میں لکھا ہے کہ شامی نے جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا کہ مجھے خبر دیجئے کہ سب سے پہلے کونسی چیز اللہ تعالے نے پیدا کی حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے نور کو خداوند تعالے نے پیدا کیا۔

(۲) قال النبی اول ما خلق اللہ نوری وفی حدیث آخر انہ قال اول ما خلق اللہ العقل۔

(۲) آنحضرت صلعم نے فرمایا پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ عقل تھی۔

(۳) قال الصادق علیہ السلام خلق اللہ العقل من اربعۃ اشیاء من العلم والقدرۃ والنور والمشیۃ بالامر فجعلہ قائما بالعلم دائما فی الملکوت

(۳) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو چار چیزوں سے پیدا کیا علم۔ قدرت۔ نور اور مشیت امر سے پھر اس کو قائم کیا علم کے ساتھ اور دوام عطا کیا عالم ملکوت میں۔

(۴) ابن الولید عن الصفار عن ابن عیسی عن البزنطی عن ابی جمیلہ عمن ذکرہ عن ابی جعفرؑ قال ان الغلظۃ فی الکبد والحیاء فی الریح والعقل مسکنہ القلب۔

(۴) فرمایا جناب محمد باقر علیہ السلام نے کہ غلظت جگر میں پیدا ہوتی ہے،

اور حیا یح (ہوا) میں اور عقل کا مسکن قلب ہے۔

(بیان) ان الغلظة فی الکبد یعنی غلظت جگر میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہا گیا کہ جگر میں بعض اخلاط کی تولید سے غلظت پیدا ہوتی ہے مثلاً خون۔ سودا اور صفرا۔

ریح۔ بعض اخبار سے ظاہر ہے کہ ریح سیاہ پتا ہے بعض نے اس کو روح حیوانی کہا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ ریح بدن کا ایک جزء ہے جو اخلاط اربعہ معروفہ کے سوائے ہے۔

قلب۔ قلب کا اطلاق نفس انسانی پر ہوتا ہے کیونکہ اس کا تعلق روح حیوانی سے ہے۔

باب (۳)

احتجاج اللہ تعالیٰ علی الناس بالعقل وانہ یحاسبہم علی قدر عقولہم

اللہ تعالیٰ لوگوں سے ان کی عقل کے ذریعہ حجت کرے گا اور ان سے ان کی عقلوں کے مطابق حساب لیگا

(۱) ابی عن علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسیٰ عن ابن ابی عمیر عن یزید الرزّاز عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قال ابوجعفرؑ یا بنیّ اعرف منازل الشیعة علی قدر روایتہم ومعرفتہم فان المعرفة ھی الدرایہ للروایة وبالدرایات للروایات یعلو المومن الی اقصیٰ

درجات الایمان انی نظرت فی کتاب لعلیٰ فوجدت فی الکتاب ان قیمة کل امرئ وقدرہ معرفتہ ان اللہ تعالیٰ یحاسب الناس علی ما آتاھم من العقول فی دار الدنیا۔

(۱) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ اے میرے فرزند شیعوں کے درجات کو ان کی معرفت اور روایت کے مطابق پہچان۔ روایت کی درایت کی قابلیت سے معرفت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ مومن اعلیٰ درجہ ایمان پر اسی وقت فائز ہوتا ہے جب کہ روایات کی درایات کی قابلیت اس میں ہو جائے تحقیق کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے ایک صحیفہ میں یہ لکھا ہوا پایا کہ ہر مرد کی قدر و قیمت اسکی معرفت کی مناسبت سے ہوتی ہے اور یہ کہ خداوند تعالےٰ روز جزاء بندوں سے ان کے عقول کے مطابق حساب لیگا جو دنیا میں انھیں دیگئی ہیں۔

باب (۴)

علامات العقل وجنودہ

علامات عقل اور اس کے لوازم

(۱) ابی عن سعد عن البرقی عن ابیہ رفعہ قال قال رسول اللہ قسم العقل علی ثلاثة اجزاء فمن کانت فیہ کمل عقلہ ومن لم تکن فیہ فلا عقل لہ حسن المعرفة باللہ عزوجل وحسن الطاعة لہ وحسن الصبر علی امرہ۔

(۱) فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ عقل تقسیم کی گئی ہے تین اجزاء پر پس جس میں یہ تینوں اجزاء پائے جائیں اُس کی عقل کامل ہوگی اور جس میں یہ نہ ہوں اُسکو عقل نہ ہوگی۔ تین اجزاء یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی حسن معرفت۔ اُسکی حسنِ اطاعت اور حکم خدا کے بجالانے میں حسن صبر۔

(بیان) شاید ان چیزوں کو جو عقل کے آثار ہیں عقل کے اجزاء میں توسعاً اور مبالغۃ اور مجازاً شمار کیا ہے کیونکہ یہ چیزیں عقل سے جدا نہیں ہوتیں۔

(۲) احمد بن محمد بن عبد الرحمٰن المروزی عن محمد بن الجعفر المقریٰ الجرجانی عن محمد بن الحسن الموصلی عن محمد بن عاصم الطریفی عن عیاش بن یزید بن الحسن علی الکحال مولیٰ زید بن علی عن ابیہ عن موسیٰ بن جعفرؑ عن ابیہ جعفرؑ بن محمدؑ عن ابیہ محمد بن علیؑ عن ابیہ علی ابن الحسینؑ عن ابیہ الحسین بن علیؑ عن ابیہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ ان اللہ خلق العقل من نور مخزون مکتون فی سابق علمہ الذی لم یطلع علیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب فجعل العلم نفسہ والفہم روحہ والزھد راسہ والحیاء عینیہ والحکمۃ لسانہ والرافۃ ھمہ والرحمۃ قلبہ ثم حشاہ وقواہ بعشرۃ اشیاء بالیقین والایمان والصدق والسکینہ والاخلاص والرفق والعطیۃ والقنوع والتسلیم والشکر ثم قال عزوجل ادبر فادبر ثم قال لہ اقبل فاقبل ثم قال لہ تکلم فقال الحمد للہ الذی لیس لہ ضد ولا ند ولا شبیہ ولا کفو ولا عدیل ولا مثل الذی کل شی لعظمۃ خاضع

ذلیل فقال الرب تبارک وتعالیٰ وعزتی وجلالی ما خلقت خلقاً احسن منک ولا اطوع لی منک ولا ارفع منک ولا اشرف منک ولا اعز منک بک اُوحد وبک اعبد وبک ادعی وبک ارتجی وبک ابتغی وبک اخاف وبک احذر وبک الثواب وبک العقاب فخر العقل عند ذالک ساجدا فکان فی سجودہ الف عام فقال اللہ تبارک وتعالیٰ ارفع راسک وسل تعط واشفع تشفع فرفع العقل راسہ فقال الٰہی اسئلک ان تشفعنی فیمن خلقتنی فیہ فقال اللہ جل جلالہ للملائکتہ اشھدکم انی قد شفعتہ فیما خلقتہ فیہ۔

(۲) ارشاد فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا عقل کو نور سے جو مخزون اور پوشیدہ تھا اس کے علم میں اور جس سے نہ کوئی نبی مرسل مطلع تھا اور نہ ملک مقرب۔ پس قرار دیا علم کو نفس اس کا فہم کو روح اس کی۔ زہد کو سر اس کا حیا کو دونوں آنکھیں اس کی۔ حکمت کو زبان اس کی رحمت کو قلب اس کا پھر اس کو پُر کیا اور قوی کیا دس چیزوں کے ذریعہ یعنی یقین۔ ایمان۔ صدق۔ اطمینان۔ اخلاص۔ رفق۔ قناعت۔ تسلیم اور شکر سے پھر فرمایا خدائے عزوجل نے عقل سے کہا پیچھے جا وہ پیچھے گئی پھر فرمایا سامنے آ سامنے آئی۔ پھر فرمایا بات کر تو کہا شکر ہے اس اللہ کا جس کا کوئی ضد نہیں اور جس کا کوئی مثل نہیں اور جس کا کوئی مشابہ نہیں جس کا کوئی ہمسر نہیں اور جس کا کوئی ہم مرتبہ نہیں۔ ہر شئے اس کی عظمت کے سامنے ذلیل اور خضوع کرنیوالی ہے

پس ارشاد باری ہوا کہ میری عزت و جلال کی قسم میں نے نہیں پیدا کی کوئی مخلوق تجھ سے بہتر اور نہ تجھ سے زیادہ میری اطاعت گذار اور نہ تجھ سے زیادہ ارفع واشرف اور نہ تجھ سے زیادہ عزیز۔ تیرے ہی ذریعہ سے میری توحید کا اقرار کیا جائے گا میری عبادت کی جائے گی اور مجھے پکارا جائے گا اور مجھ سے اُمید رکھی جائے گی اور مجھ سے چاہا جائے گا اور تیرے ہی سبب سے مجھ سے خوف کیا جائے گا تیرے ہی ذریعہ ثواب ہو گا اور عذاب ہو گا۔ یہ سنکر عقل سجدہ میں گر پڑی اور ہزار سال تک حالت سجدہ میں رہی پس فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہ سر اٹھا اور جو چاہے مانگ تجھے دیا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہو گی پس عقل نے اپنا سر اٹھایا اور کہا الٰہی میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ جس شخص میں تو مجھے پیدا فرمائے اُس کی شفاعت کا حق مجھے عطا فرما۔ پس فرمایا اللہ جل جلالہ نے ملائکہ سے کہ تم سب گواہ رہو کہ میں نے عقل کو اُس شخص کے متعلق حق شفاعت بخشا جس میں اس کو پیدا کروں۔

(بیان) نور۔ نور وہ چیز ہے جو سبب ہوتی ہے کسی شئے کے ظہور کا اور عقل انوار خدا سے ایک شئے ہے جس کو اُس نے خلق فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ مخلوق پر اپنے معارف کا انکشاف کرے۔

سجود۔ عقل کا سجدہ کرنا کنایۃ ہے۔ مطلب اس کا یہ ہو سکتا ہے کہ صاحبان عقل ہمیشہ اپنے پروردگار کی اطاعت و بندگی کیا کریں گے۔

مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ اس قول کے اکثر اجزاء کا تعلق ائمہ طاہرین علیہم السلام سے ہے اور یہی بزرگ ہستیاں مقصود ہیں یہی وہ انوار

مقدسہ ہیں جن کی عقل کامل۔ جن کی عبادات مشہور زمانہ تھیں اور جو الکان شفاعت میں

(۳) ابی عن سعد عن احمد بن ہلال عن امیہ بن علی عن ابن المغیرۃ عن ابن خالد عن ابی جعفر قال قال رسول اللہ لم یعبد اللہ عز و جل بشئی افضل من العقل ولا یکون المومن عاقلا حتی یجتمع فیہ عشر خصال الخیر منہ مامول والشر منہ مامون۔ یستکثر قلیل الخیر من غیرہ ویستقل کثیر الخیر من نفسہ ولا یسئم من طلب العلم طول عمرہ ولا یتبرم بطلاب الحوائج قبلہ الذل احب الیہ من العز والفقر احب الیہ من الغنی نصیبہ من الدنیا القوت والعاشرہ لا یری احداً الا قال ہو خیر منی واتقی انما الناس رجلان فرجل ہو خیر منہ واتقی وآخر ہو شر منہ و ادنی فاذا رای من ہو خیر منہ واتقی تواضع لہ لیلحق بہ واذا لقی الذی ہو شر منہ وادنی قال عسی خیر ہذا باطن وشرہ ظاہر و عسی ان یختم لہ بخیر فاذا فعل ذالک فقد علا مجدہ وساد اہل زمانہ۔

(۳) فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے عقل سے افضل کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کے ذریعہ خدا کی عبادت کیجا سکے اور کوئی مومن عقلمند نہیں کہا جا سکتا جب تک اس میں دس خصلتیں موجود نہ ہوں۔ اس سے خیر کی لوگ امید رکھیں اور اس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں۔ اگر کوئی شخص اس سے تھوڑی بھی نیکی کرے تو اس کو بہت سمجھے اور اگر خود کسی سے کتنی ہی نیکی کرے اسے

کم سمجھے۔ مدت العمر طلب علم سے نہ تھکے۔

طالبان حوائج جو اُس کی جانب آئیں تو اُن سے ملول نہ ہو۔ عزت سے زیادہ ذلت اُسے محبوب ہو۔ خوش حالی سے زیادہ فقر کو دوست رکھے اور دنیا سے بقدر ضرورت قوت حاصل کرے۔ کسی کو نہ دیکھے مگر یہ کہے کہ وہ مجھ سے بہتر اور پرہیزگار تر ہے۔ لوگ صرف دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ شخص ہوگا جو اس سے بہتر اور پرہیزگار تر ہوگا اور ایک وہ ہوگا جو اس سے خراب اور ادنیٰ۔ پس جب مرد مومن اپنے سے بہتر اور پرہیزگار تر شخص سے ملیگا تو تواضع کرے گا تا اس کے مثل ہو جائے اور جب اپنے سے خراب اور ادنیٰ شخص سے ملاقات کرے گا تو کہے گا کہ ممکن ہے کہ یہ شخص باطن میں اچھا ہو اگرچہ ظاہر اس کا خراب ہے اور ممکن ہے کہ خدا اس کا خاتمہ بخیر کرے۔ پس جب مرد مومن نے ایسا کیا تو اُس کا مرتبہ بلند ہوگا اور اہل زمانہ کا وہ سردار رہے گا۔

(۴) سئل الحسن بن علیؑ فقیل لہ ما العقل قال التجرع للغصۃ حتی تنال الفرصۃ

(۴) امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ عقل کیا ہے۔ فرمایا غصے کا گھونٹ کر کے پی جانا اور موقع کا منتظر رہنا۔

(بیان) حضرت کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کو غصہ آجائے یا اس پر مصائب نازل ہوں تو صبر کرے اور تحمل سے کام لے اور اس وقت تک مدافعت کا خیال نہ کرے جب تک کہ کامیابی کا یقین نہ ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اپنے مخالف پر مدافعت یا منافرت کیلئے ایسی حالت میں

حملہ کرے گا جب کہ وہ (مخالف) زبردست یا قوی ہو یا حالات اس کے موافق ہوں تو نتیجہ شکست ہوگا اور خود اس کی فضیحت اور بلاء میں اضافہ ہوگا اور مصائب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

(۵) فی اسولۃ امیر المومنین عن الحسن یا بنیّ ما العقل قال حفظ قلبك ما استودعہ قال فما الجہل قال سرعۃ الوثوب علی الفرصہ قبل الامکان منہا والامتناع عن الجواب ونعم العون الصمت فی مواطن کثیرہ وان کنت فصیحا۔

(۵) جناب امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے چند سوالات کئے۔ پوچھا اے میرے فرزند عقل کیا ہے؟ امام حسن علیہ السلام نے جواباً عرض کی آپ کے دل کی حفاظت ہے جب تک کہ وہ آپ کے پاس امانت ہے۔ پھر پوچھا جہل کیا ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ انتقام کیلئے جھپٹ پڑنا ایسی حالت میں کہ موقع پر پورا قابو نہ پایا ہو اور جواب دینے سے رکا رہنا با اوقات خاموشی بہترین مددگار ہوتی ہے اگرچہ آپ فصیح ہی کیوں نہ ہوں۔

(۶) قال شمعون سالت رسول اللہ اخبرنی عن علامۃ العالم۔ قال رسول اللہ فاربعۃ العلم باللہ والعلم بمحبتہ والعلم بمکارھہ والحفظ لہا حتی تودی۔

فقال شمعون اخبرنی عن علامۃ الصادق فقال رسول اللہ اربعۃ یصدق فی قولہ ویصدق وعد اللہ و وعیدہ ویوفی بالعہد

ویجتنب العذر۔

فقال شمعون اخبرنی عن علامة الصابر فقال رسول اللہ اربعة یصبر علی المکارہ والعزم فی اعمال البر والتواضع والحلم۔

قال شمعون اخبرنی عن علامة الظالم فقال رسول اللہ اربعة یظلم من فوقه بالمعصیة ویملك من دونه بالغلبة ویبغض الحق و یظهر الظلم۔

قال شمعون اخبرنی عن علامة الفاسق فقال اربعة اللهو واللغو والعدوان والبهتان۔

قال شمعون اخبرنی عن علامة الجائر فقال اربعة عصیان الرحمن واذی الجیران وبغض القرآن والقرب الی الطغیان۔

فقال رسول اللہ یا شمعون ان لك اعداء یطلبونك ویقاتلونك لیسلبوا دینك من الجن والانس فاما الذین من الانس فقوم لاخلاق لهم فی الآخرة ولا رغبة لهم فیما عند اللہ انما همهم تعییر الناس باعمالهم لا یعیرون انفسهم ولا یحاذرون اعمالهم ان راوك صالحا حسدوك وقالوا مراء وان راوك فاسدا قالوا لاخیر فیه۔

(٦) شمعون کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ علامات عالم مجھے بتائیے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ چار ہیں۔ اللہ کا علم اور اس کی محبت کا علم۔ مکروہات الٰہی کا علم اور مکروہات سے بچنا اور ان کا یاد رکھنا یہاں تک کہ ان سے تو پوری طرح سے محفوظ ہو جائے۔

پھر شمعون نے پوچھا صادق کی کیا علامات ہیں مجھے خبر دیجئے۔ پس

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار ہیں۔ صادق القول ہو۔ خدا کے وعدہ اور اس کی دھمکی کی تصدیق کرے۔ عہد کو پورا کرے عذر خواہی سے پرہیز کرے۔

پھر شمعون نے کہا کہ علامات صابر سے مجھے مطلع فرمائیے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار ہیں۔ طبیعت کے خلاف امور ظاہر ہوں تو ان پر صبر کرے اعمال نیک کے بجا لانے میں مستقل مزاج ہو۔ متواضع ہو۔ حلیم ہو۔

پھر شمعون نے کہا کہ ظالم کی علامات ارشاد فرمائیے رسول اللہ نے فرمایا چار ہیں۔ اول یہ کہ اپنے مافوق کی نافرمانی کر کے اس پر ظلم کرے دوم یہ کہ اپنے ماتحت پر تحکمانہ حیثیت سے حکومت کرے سوم یہ کہ حق بات سے بغض رکھے چہارم یہ کہ ظلم ظاہر کرے۔

پھر شمعون نے عرض کی کہ علامات فاسق سے مجھے باخبر فرمائیے۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ چار ہیں۔ لہو و لعب۔ لغو۔ عدوان۔ بہتان۔

(شرح) فاسق وہ ہے جس کا وقت لہو و لعب میں گذرے۔ لغو باتیں کیا کرتا ہو۔ لوگوں سے عداوت رکھتا اور خواہ مخواہ برائی کے درپے رہتا ہو اور بہتان لینے کا عادی ہو (مترجم)۔

پھر شمعون نے عرض کی کہ علامات جائر ارشاد فرمائیے۔ فرمایا چار ہیں۔ خدا کی نافرمانی کرنا۔ ہمسایہ کو ایذا پہنچانا۔ قرآن سے بغض رکھنا۔ سرکشی سے قریب رہنا۔

(شرح) اصل عبارت میں لفظ طغیان ہے اس کے معنی یہاں احکام الٰہی سے

سرکشی کرنا لٹے جا سکتے ہیں (مترجم) اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ شمعون انسانوں اور جنوں میں تیرے دشمن ہیں جو تیری گھات میں لگے رہتے اور تجھ سے جنگ کرتے ہیں تا تجھ سے تیرے دین کو سلب کر لیں انسانوں سے جو ہیں وہ ایسے ہیں جنھیں آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور جو اللہ کے پاس ہے اس سے انھیں رغبت نہین وہ لوگوں کے اعمال کو معیوب ٹہرا لیتے ہیں وہ اپنے نفوس کو معیوب نہیں ٹھراتے اور اپنے برے اعمال سے نہیں ڈرتے اگر تجھے دیکھتے ہیں کہ تو مرد صالح ہے تو تجھ سے رشک و حسد کرتے ہیں اور تجھے ریاکار کہتے ہیں اور اگر تجھے فاسد پاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مرد میں کوئی نیکی نہیں۔

(انتباہ) اصل کتاب میں یہ حدیث بہت طولانی ہے لیکن زمانے کے مذاق کے لحاظ سے حقیر نے چند چیزیں منتخب کر لیں (مترجم)۔

(۷) قال النبیؐ صفة العاقل ان یحلم عمن جهل علیه ویتجاوز عمن ظلمه ویتواضع لمن هو دونه ولیسابق من فوقه فی طلب البر و اذا اراد ان یتکلم تدبر فان کان خیرا تکلم فغنم وان کان شرا فسکت فسلم واذا عرضت فتنه استعصم بالله وامسك یده ولسانه واذا رای فضیلة انتهز بها لا یفارقه الحیاو ولا یبید ومنه الحرص فتلك عشر خصال یعرف بها العاقل وصفة الجاهل ان یظلم من خالطه ویتعدی علی من هو دونه ویتطاول علی من فوقه۔ کلامه بغیر تدبر ان تکلم اثم وان سکت سها وان عرضت له فتنة سارع الیها فاردته وان رای فضیلة اعرض وابطاعنها لا یخاف ذنوبه القدیمه ولا یرتدع

فیما بقی من عمرہ من الذنوب یتوانی عن البر ویبطئ عنه غیر مکترث لما فات من ذالك وضیعه فتلك عشر خصال من صفة الجاهل الذی حُرِم العقل۔

(۷) جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا عاقل وہ ہے جو جاہل کے مقابلے میں حلم سے کام لے اور اپنے ظالموں کے گناہ سے درگذر کرے۔ اپنے سے کم درجے کے لوگوں سے تواضع کرے۔ نیکی کی طلب میں اپنے سے اعلیٰ درجے کے لوگوں سے بڑھنے کی کوشش کرے۔ بات کرنا چاہے تو پہلے سوچ لے اگر وہ بات اچھی ہے تو اُسے کہے اور غنیمت جانے اور اگر بری بات ہے تو خاموش ہو جائے اور سلامت رہے۔ اگر کوئی فتنہ درپیش ہو تو اللہ سے مدد چاہے اور اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لے اور اگر کوئی فضیلت کی بات دیکھے تو اس کو حاصل کرے۔ حیا سے جدا نہ ہو اور حرص اس سے ظاہر نہ ہو۔ یہ دس خصلتیں ہیں جن سے عاقل پہچانا جاتا ہے۔ جاہل کی صفات یہ ہیں کہ اپنے ہم نشیں پر ظلم کرے اور اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر تعدی کرے اور اپنے سے مافوق لوگوں پہ دست درازی کرے۔ بات کرے تو اسکی بات بے سوچے سمجھے ہو اور اگر خاموش رہے تو سہواً رہے اگر اس کے سامنے فتنہ آئے تو جلد اس میں مبتلا ہو جائے کہ اس کو وہ ہلاک کر دے اور اگر کوئی فضیلت کی بات دیکھے تو اس سے منہ پھیر لے اور اس سے درنگ کرے اپنے سابقہ گناہوں سے نہ ڈرے اور آیندہ گناہوں سے نہ رُکے۔ نیکی کرنے میں سستی اور دیری کرے۔ تلافی مافات میں لاپرواہو۔ پس یہ دس خصلتیں جاہل کی ہیں جو عقل سے محروم رہتا ہے۔

(۸) العوسی عن ابی جعفر الجوری عن ابراهیم بن محمد الکوفی رفعه قال سئل الحسن بن علیؑ عن العقل قال التجرع للغصة ومداهنة الاعدآء۔

(۸) جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ عقل کی علامت کیا ہے فرمایا غصہ کو پی جانا اور دشمنوں کے مقابلے میں تقیہ سے کام لینا۔

(۹) عن امیر المومنین مثله وزاد فیه مدالاة الاصدقآء۔

(۹) جناب امیر المومنین علیہ السلام کا بھی اسی قسم کا ارشاد ہے لیکن اس میں دوستوں سے مدارات (تلطف) کا اضافہ ہے۔

(شرح) حافظ شیرازی نے لکھا ہے۔ آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا۔ حافظ کا یہ قول اسی ارشاد امام کا ترجمہ ہے۔ (مترجم)۔

(۱۰) قال الصادق العاقل من کان ذلولا عند اجابة الحق منصفا بقوله جموحاً عند الباطل خصماً بقوله یترك دنیاه ولا یترك دینه ودلیل العاقل شیئان صدق القول وصواب الفعل والعاقل لا یتحدث بما ینکره العقل ولا یتعرض للتهمه ولا یدع مداراة من ابتلی به ویکون العلم دلیله فی اعماله والعلم رفیقه فی احواله والمعرفه یقینه فی مذاهبه والهوی عدو العقل ومخالف الحق وقرین الباطل وقوة الهوی من الشهوة واصل علامات الشهوة من اکل الحرام والغفلة عن الفرائض والاستهانه بالسنین والخوض فی الملاهی۔

(۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا عقلمند وہ ہے جو امر حق کے قبول کرنے میں سریع الاطاعۃ ہو۔ اس حال میں کہ وہ اپنے قول میں

منصف ہو باطل کے مقابلے میں سرکش ہو اس حال میں کہ اپنے قول سے باطل کا دشمن ہو۔ تارک الدنیا ہو تارک الدین نہ ہو۔ عاقل کی دلیل دو چیزیں ہیں۔ قول کی صداقت اور فعل کی بہتری۔ عاقل ایسی بات نہیں کرتا عقل جس کا انکار کرے اور وہ تہمت کے مقامات میں پیش نہیں ہوتا اور وہ اس شخص کی مدارات کو نہیں چھوڑتا جس صحبت کی بلا میں وہ پھنسا ہو۔ وہ علم کو اپنے عمل کا رہنما بناتا ہے اور جملہ حالتوں میں حلم اس کا رفیق ہوتا ہے اس کے راستوں میں معرفت اس کی مددگار ہوتی ہے۔ نفسانی خواہش عقل کی دشمن حق کی مخالف اور باطل کی قریں ہوتی ہے۔ خواہش نفسانی کی قوت شہوت سے ہے۔ شہوت کی اصل علامت حرام کی کمائی کھانا۔ فرائض سے غافل رہنا۔ حضرت نبی صلعم کی سنتوں کو حقیر جاننا اور لہو ولعب میں ڈوب جانا ہے۔

(۱۱) عن امیر المومنین عن النبیؐ انه قال ینبغی للعاقل اذا کان عاقلا ان یکون له اربع ساعات من النهار ساعة یناجی فیها ربه وساعة یحاسب فیها نفسه وساعة یاتی اهل العلم الذین ینصرونه فی امر دینه وینصحونه وساعة یخلی بین نفسه ولذتها من امر الدنیا فیما یحل ویحمد۔

(۱۱) جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ ہر مرد عاقل کے لئے سزاوار ہے کہ اپنے دن کے اوقات چار حصوں پر تقسیم کرے۔ ایک وقت تو وہ درگاہ رب عزت میں مناجات کرے۔ ایک وقت وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ ایک وقت اُن علماء کے پاس جائے جو اس کو امور دینی میں مدد کریں اور نصیحت کریں اور ایک وقت وہ نفس کو لذت ہائے دنیا سے مستفید کرے جو حلال اور محمود ہوں۔

(شرح) اس قول کا آخری حصہ قرآن مجید سے مقتبس ہے۔ ومن حرّم زینة الله التی اخرجها علی الناس (مترجم)

(۱۲) عن الصادق علیه السلام قال کمال العقل فی ثلث التواضع لله وحسن الیقین والصمت الّا من خیر وقال الجهل فی ثلث الکبر وشدة المراء والجهل بالله فاولیك هم الخاسرون وقال یزید عقل الرجل بعد الاربعین الی خمسین وستین ثم ینقص عقله بعد ذالك وقال اذا اردت ان تختبر عقل الرجل فی مجلس واحد فحدّثه فی خلال حدیثك بما لایکون فان انکره فهو عاقل وان صدقه فهو احمق وقال لا العاقل من جحر مرتین۔ ۔ ۔ ۔

(۱۲) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عقل کا کمال تین چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ کے مقابلے میں متواضع رہنا حسن یقین رکھنا اور سوائے کار خیر کے زبان نہ ہلانا۔ پھر فرمایا کہ جہل تین چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ تکبر کرنا اور زیادہ فضول جھگڑا کرنا اور جہل باللہ اور ایسے جاہل یقیناً نقصان میں رہیں گے۔

پھر ارشاد ہوا کہ انسان کی عقل چالیس سال کے بعد بڑھنے لگتی ہے اور اس کا سلسلہ پچاس یا ساٹھ سال تک جاری رہتا ہے اس کے بعد پھر اس میں نقص پیدا ہونے لگتا ہے اور فرمایا کہ اگر تو کسی شخص کی عقل کی آزمائش ایک ہی صحبت میں کرنا چاہے تو اس کے سامنے ایک ناقابل وقوع واقعہ بیان کر۔ اگر انکار کیا تو عاقل ہے اور اگر تصدیق کی تو احمق ہے اور فرمایا کہ مرد عاقل ایک

سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جاتا۔

(۱۳) وصیة موسیٰ بن جعفر لهشام بن الحکم وصفة العقل قال علیه السلام یا هشام ان الله تبارك وتعالی بشر اهل العقل الفهم فی کتابه فقال بشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولائك الذین هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب۔

(۱۳) جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وصیت ہشام بن الحکم کو اور آپ کا عقل کی صفات بیان فرمانا۔

فرمایا۔ اے ہشام اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاحبان عقل وفہم کو اپنی کتاب میں خوشخبری دی ہے۔ فرماتا ہے۔

"خوشخبری دے اے رسول میرے ایسے بندوں کو جو قول کو سنتے اور پھر سب سے زیادہ اچھے قول کا اتباع کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے یہ ہدایت کی ہے اور یہی صاحبان عقل ہیں۔

(بیان) صاحب بحار لکھتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ قول سے مراد قرآن ہو سکتا ہے یا مطلق وعظ ونصیحت۔

(۱۴) یا هشام ان الله عزوجل اکمل للناس الحجج بالعقول وافضی الیهم بالبیان ودلهم علی ربوبیته بالادلة فقال والهکم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحیم ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار والفلك التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل الله من السماء من ماء احیا به الارض من بعد موتها وبثّ فیها من کل

دابہ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون

(۱۴) اے ہشام تحقیق کہ خداعزوجل نے عقول کے ذریعہ حجتوں کو کامل کر دیا اور ان کے سامنے اسرار پنہاں کو منکشف کیا اور انھیں اپنی ربوبیت کا راستہ دلیلوں کے ذریعہ سے بتایا اور فرمایا۔ "اللہ تمہارا ایک ہے اور سوائے اس کے کوئی اللہ نہیں۔ وہ رحمٰن رحیم ہے تحقیق کہ خلقت آسمان و زمین۔ اختلاف لیل و نہار۔ اور کشتی جو سمندر میں چلتی ہے جس سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ پانی جو اللہ آسمان سے نازل کرتا ہے جس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے اور اس میں چوپایوں کو پھیلا دیا اور ہواؤں کا ایک جانب سے دوسری جانب پلٹانے اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہے البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو عقل رکھتی ہو۔

یاھشام قد جعل اللہ جل وعز دلیلا علی معرفتہ بان لھم مدبرا فقال وسخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون وقال حٰم والکتاب المبین انا جعلنا قرانا عربیا لعلکم تعقلون وقال من آیاتہ یریکم البرق خوفاً وطمعاً وینزل من السماء ماء فیحیی بہ الارض بعد موتھا ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون۔

اے ہشام اللہ بزرگ و برتر نے اپنی معرفت کے لئے رہنما مقرر کیا جو ان (لوگوں) کے لئے مدبر ہو اور فرمایا "مسخر کیا تمہارے لئے دن اور رات کو

اور آفتاب و مہتاب اور ستارے اور یہ مسخر کئے گئے اس کے حکم سے تحقیق کہ اس میں نشانیاں ہیں صاحبان عقل کے لئے" اور فرمایا "حم اور کتاب مبین تحقیق کہ قرآن کو ہم نے عربی میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ سکو" اور "اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ دکھاتا ہے تم کو برق جیسی ~~اور~~ خوف سے اور طمع سے اور آسمان سے پانی برساتا ہے کہ مردہ زمین زندہ ہو جائے۔ تحقیق کہ یہ کھلی نشانیاں ہیں صاحبان عقل کے لئے۔

یاھشام ثم وعظ اھل العقل ورغبھم فی الآخرۃ فقال وما الحیوۃ الدنیا الا لعب ولھو ولدار الآخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون وقال وما اوتیتم من شئ فمتاع الحیوۃ الدنیا وزینتھا وما عند اللہ خیر وابقی افلا تعقلون۔

اے ہشام پھر اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی صاحبان عقل کو اور رغبت دلائی اور فرمایا "دنیا کی زندگی لہو و لعب ہے اور آخرت کا گھر اچھا ہے ان لوگوں کے لئے جو متقی ہوں پس کیا تم اتنی بات نہیں سمجھ سکتے اور فرمایا "جو کچھ تم کو دنیا میں دیا گیا اس کا تعلق حیات دنیا اور اس کی زینت سے ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ کیا تم اتنا نہیں سمجھ سکتے۔

یاھشام ثم ذم الکثرۃ فقال وان تطع کثیر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ وقال اکثر الناس لا یعقلون واکثرھم لا یشعرون۔

اے ہشام پھر مذمت فرمائی خدا نے کثرت کی اور فرمایا "اگر تو اطاعت کرے گا بہت سے لوگوں کی جو روئے زمین پر ہیں تو یہ خدا کے راستہ سے تجھے گمراہ کر دیں گے اور فرمایا بہت سارے انسان سمجھتے نہیں اور ان میں سے اکثر کوئی

شعور نہیں رکھتے۔

یا ھشام ثم مدح القلۃ فقال وقلیل من عبادی الشکور وقال وقلیل ماھم وما اٰمن معہ الا قلیل۔

اے ہشام پھر خدا نے مدح فرمائی قلت کی اور فرمایا "یعنی میرے بندوں میں سے بہت ہی تھوڑے شکر گذار ہیں اور فرمایا" وہ بہت تھوڑے ہیں اور نہیں ایمان لائے ساتھ اس کے (رسول کے) مگر بہت تھوڑے۔

یا ھشام ثم ذکر اولی الالباب باحسن الذکر وحلاھم باحسن الحلیہ فقال یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وقال ما یذکر الا اولوا الالباب وقال لقد آتینا لقمن الحکمۃ۔

اے ہشام پھر ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے صاحبان عقل کا نہایت عمدگی کے ساتھ اور ان کو بہترین زیور سے آراستہ فرمایا اور فرمایا "خدا حکمت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جس کو حکمت دیجاتی ہے اسے خیر کثیر دیا جاتا ہے اور فرمایا" نہیں نصیحت قبول کرتے مگر صاحبان عقل اور فرمایا" "دی ہم نے لقمان کو حکمت۔

یا ھشام ثم خوف الذین لا یعقلون عذابہ فقال ثم دمرنا الاخرین وانکم تمرون علیہم مصبحین وباللیل افلا تعقلون

(ترجمہ) اے ہشام پھر اس نے خوف دلایا اپنے عذاب کا ان لوگوں کو جو سمجھتے نہیں اور کہا کہ پھر ہم نے ہلاک کیا پچھلوں کو اور تحقیق کہ تم ان پر گزرتے ہو صبح میں اور شام میں۔ کیا تم سمجھتے نہیں۔

یا ھشام ثم بین ان العقل مع العلم فقال وتلک الامثال نضربہا

للناس وما یعقلہا الا العالمون۔

اے ہشام پھر ظاہر فرمایا کہ عقل علم کے ساتھ ہوتی ہے اور فرمایا "یہ امثال ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے لیکن انھیں نہیں سمجھتے مگر وہ جو عالم ہیں۔

یا ھشام ثم ذم الذین لا یعقلون فقال واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آبائنا اولو کان آباؤھم لا یعقلون شیأ ولا یھتدون وقال ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون وقال ولئن سألتھم من خلق السمٰوات والارض لیقولن اللہ قل الحمد للہ بل اکثرھم لا یعقلون۔

اے ہشام پھر مذمت فرمائی خدا نے ان لوگوں کی جو سمجھتے نہیں اور فرمایا" جب انہیں کہا گیا کہ اس چیز کی اتباع کرو جو خدا نے نازل فرمائی ہے تو کہا انھوں نے کہ ہم اپنے باپ دادا کو جس چیز پر پایا ہے اس کی اتباع کریں گے کیا ان کے آبا و اجداد بھی مثل ان کے نہ تھے کہ نہ کچھ سمجھتے تھے اور نہ ہدایت یافتہ تھے اور فرمایا "یعنی" برے چوپائے اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں اور جو عقل نہیں رکھتے ہیں اور فرمایا" اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہیں گے اللہ۔ تم کہو کہ حمد خدا ہی کیلئے ہے لیکن ان میں سے اکثر سمجھتے نہیں۔

یا ھشام ان اللہ یقول ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب یعنی العقل قال ولقد آتینا لقمن الحکمۃ قال والعقل۔

اے ہشام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اس میں (قرآن میں) نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو قلب رکھتا ہو" یعنی عقل رکھتا ہو اور فرمایا" دی ہم نے لقمن کو

حکمت" امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں حکمت سے مراد عقل اور فہم ہے۔

یاھشام ان لقمن قال لابنه تواضع للحق تکن اعقل الناس یا بنیّ ان الدنیا بحر عمیق قد غرق فیه عالم کثیر فلتکن سفینتك فیھا تقوی الله وحشوھا الایمان وشراعھا التوکل وقیمھا العقل و دلیلھا العلم وسکانھا الصبر۔

اے ہشام لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ حق کے سامنے سر جھکا تا کہ تو اعقل الناس سمجھا جائے اور میرے پیارے فرزند دنیا ایک عمیق سمندر ہے کہ جس میں ایک عالم کثیر غرق ہو چکا ہے۔ پس تو اس سمندر کے لئے خوف خدا کو اپنی کشتی بنالے اور ایمان کو پل اس کا اور توکل پردہ اس کا (جس سے کشتی چلتی ہے) اور عقل کو کشتی بان اور علم کو دلیل یعنی معلم اس کا اور صبر کو لنگر اس کا۔

(شرح) امام ہمام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ دنیا مقام ابتلاء و امتحان ہے پس انسان کو چاہیئے کہ عقل و علم سے رہنمائی حاصل کرے اور تقوی اختیار کرے۔ ایمان پر قائم رہے۔ صبر اور توکل سے کام لے تا دنیا سے ناجی جائے۔ (مترجم)۔

یاھشام لکل شیٔ دلیل و دلیل العاقل التفکر و دلیل التفکر الصمت۔ ولکل شیٔ مطیة و مطیة العاقل التواضع وکفی بك جھلا ان ترکب ما نھیت عنه۔

اے ہشام ہر چیز کے لئے ایک دلیل ہوتی ہے عاقل کی دلیل تفکر ہے تفکر کی دلیل خاموشی ہے اور ہر چیز کے لئے ایک سواری ہے۔ عاقل کی

سواری تواضع ہے۔ تیرے جہل کو ظاہر کرنے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ منہیات کا مرتکب ہو۔

یاھشام لو کان فی یدك جوزة وقال الناس لؤلؤة ما کان ینفعك وانت تعلم انھا جوزة لو کان فی یدك لؤلؤة وقال الناس انھا جوزة ما ضرك وانت تعلم انھا لؤلؤة۔

اے ہشام اگر تیرے ہاتھ میں اخروٹ ہو اور لوگ اس کو موتی کہیں تو تجھے کیا فائدہ کیوں کہ تجھ کو تو یقین ہے کہ وہ اخروٹ ہے اور اگر تیرے ہاتھ میں موتی ہو اور لوگ اسکو اخروٹ کہیں تو تیرا کیا بگڑے گا کیونکہ تو جانتا ہے کہ موتی ہے۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا تعلق لوگوں کی مدح و ذم سے ہے یعنی اہل دنیا کی مدح نہ اس قابل ہے کہ اس پر اعزاز و افتخار کیا جائے اور نہ ان کی مذمت قابل توجہ ہے۔

یاھشام ما بعث الله الانبیاء و رسله الی عبادہ الا لیعقلوا عن الله فاحسنھم استجابة احسنھم معرفة الله واعلمھم بامر الله احسنھم عقلا واعقلھم ارفعھم درجة فی الدنیا والاخرة۔

(ترجمہ) اے ہشام اللہ تعالی نے انبیاء اور رسولوں کو اپنے بندوں کی طرف نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ وہ خدا کی معرفت حاصل کریں پس جس کو جتنی معرفت خدا کی حاصل ہوگی اتنا ہی وہ سب سے اچھا مقبول بندہ ہوگا اور سب سے زیادہ جو عقل سلیم رکھے گا وہ خدا کے حکم کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوگا اور سب سے زیادہ عاقل ہوگا اس کا درجہ دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ بلند ہوگا۔

یاھشام مامن عبد الا وملك اخذ بناصیتہ فلایتواضع

اللہ ولایتعاظم الا رفعہ اللہ ولایتعاظم الا وضعہ اللہ

(ترجمہ) اے ہشام نہیں ہے کوئی بندہ مگر ایک فرشتہ اس پر مسلط ہے

پس تواضع نہیں کرتا کوئی مگر اللہ اس کو بلند کرتا ہے اور جو اپنی بڑھائی کرتا ہے

اللہ اس کو پست کر دیتا ہے۔

یاھشام ان للہ علی الناس حجتین حجۃ ظاھرۃ وحجۃ باطنۃ

فاما الظاھرۃ فالرسل والانبیاء والائمہ واما الباطنۃ فالعقول

(ترجمہ) اے ہشام اللہ نے انسان کے لئے دو حجتیں رکھی ہیں ایک

حجت ظاہرہ اور دوسری حجت باطنہ۔ انبیاء رسل و ائمہ اس کی حجت ظاہرہ

ہیں اور عقول حجت باطنہ ہوتی ہیں۔

(بیان) امام علیہ السلام نے اس ارشاد میں اس امر کو واضح فرمایا

خداوند متعال نے انسان کو اپنی معرفت کی تعلیم دینے کے لئے ایک طرف انبیاء

اور ائمہ مقرر کئے کہ صحیح تعلیم دیں دوسری طرف عقل عطا فرمائی کہ انسان اس کے

ذریعہ خدا کو پہچانے اور انبیاء اور ائمہ کی تعلیم سے فائدہ حاصل کرے اگر خدا

ایسا نہ کرتا اور پھر عذاب کرتا تو معاذ اللہ ظالم قرار پاتا (مترجم)

یاھشام ان العاقل الذی لایشغل الحلال شکرہ ولا یغلب الحرام صبرہ

اے ہشام مرد عاقل وہ ہے کہ حلال اس کے شکر کو نہیں چھینتا اور حرام

اس کے صبر پر غالب نہیں آتا۔

(شرح) یعنی خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں مثلاً منافع تجارت وا

وحصول اموال کے سنسار میں جو بطریق جائز حاصل ہوں مشغول ہو کر خدا کے شکر کے

ادا کرنے سے غافل نہیں رہتا اور وہ امور جن کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اگرچہ کہ انہیں

خواہشات نفسانی ہیں لیکن ان کے مقابلہ میں صبر کی قوت سے کام لیتا ہے اور حرام کی

خواہشیں اس کے صبر کی قوت پر غالب نہیں آتیں (مترجم)۔

یاھشام من سلط ثلاثا علی ثلث فکانما اعان ھواہ علی ھدم

عقلہ من اظلم نور فکرہ بطول املہ و محا طرائف حکمتہ بفضول کلامہ

واطفاء نور عبرتہ بشھوات نفسہ فکانما اعان ھواہ علی ھدم عقلہ ومن

ھدم عقلہ افسد علیہ دینہ و دنیاہ۔

اے ہشام جس نے تین چیزوں کو تین چیزوں پر مسلط کر دیا گویا اس نے

اپنی عقل کے منہدم کرنے پر اپنی خواہش نفسانی کی مدد کی۔

(۱) جس نے اپنی فکر کے نور کو اپنے طول امل سے تاریک بنا دیا۔

(۲) جس نے اپنی فضول کلامی سے اپنی حکمت کے نادر اقوال کو مٹا دیا۔

(۳) جس نے اپنی غیرت کے نور کو اپنی نفسانی خواہشوں کی ہوا سے

بجھا دیا پس گویا اس نے عقل کو منہدم کرنے میں ہوائے نفسانی کی مدد کی اور

جس نے عقل کو منہدم کیا اپنے دین اور دنیا کو بگاڑ دیا۔

یاھشام کیف یزکو عند اللہ عملك وانت قد شغلت عقلك

عن امر ربك واطعت ھواك علی غلبۃ عقلك۔

اے ہشام تیرا عمل درگاہ باری میں کس طرح مقبول ہو سکتا ہے جب کہ

تو نے اپنی عقل کو خلاف حکم خدا عمل کرنے میں مشغول کر لیا ہوا اور خواہش نفس کی

اطاعت میں عقل کو نظر انداز کر دیا ہو۔

(بیان) امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جو انسان عقل سے کام نہ لے اور خواہشات نفس کا بندہ بنجائے اس کا کوئی عمل بھی درگاہ رب ایزدی میں مقبول نہ ہوگا۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد سے ہم یہ رائے بھی قایم کر سکتے ہیں کہ جب انسان تزکیہ نفس کر کے عقل کی رہنمائی سے خواہشات نفس پر قابو حاصل کر لیتا ہے تو اس کی نمازیں روزے اور حج صحیح معنوں میں ادا ہوتے ہیں "الصَّلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر" کا مصداق وہی نماز ہے جو نماز تزکیہ کے ساتھ ہوتی ہے (مترجم)

یا ھشام الصبر علی الوحدۃ علامۃ قوۃ العقل فمن عقل عن اللہ تبارک وتعالی اعتزل اھل الدنیا والراغبین فیھا ورغب فیما عند ربہ وکان انسہ فی الوحشۃ وصاحبہ فی الوحدۃ وغناہ فی العیلۃ وعزیزہ فی العشیرۃ۔

تنہائی میں صبر کرنا قوت عقل کی علامت ہے۔ جس کو خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے تو وہ اہل دنیا اور دنیا سے رغبت رکھنے والوں سے دوری اختیار کرتا ہے اور ان چیزوں کے طرف رغبت کرتا ہے جو خدا کے پاس ہیں اور جب ایسا کرتا ہے تو پھر خدا وحشت میں اُس کا مونس تنہائی میں اس کا ساتھی اور تنگدستی میں اس کی تونگری کا باعث اور اس کے کنبے میں اس کا عزیز ہو جاتا ہے۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں: عقل عن اللہ یہ ہے کہ معرفت ذات وصفات واحکام وشرائع الہٰی حاصل ہو اور امور کا علم ہونا ایسے علم کے

ذریعہ جو اللہ پر منتہی ہو اور یہ علم ایسا ہے جو انبیاء اور ائمہ کو بواسطہ یا بلاواسطہ حاصل ہو سکتا ہے جو ان مقدس ہستیوں کو بلا کسب کے خدا کی جانب سے عطا ہوتا ہے۔

یا ھشام نصب الحق لطاعۃ اللہ ولا نجاۃ الا بالطاعۃ والطاعۃ بالعلم والعلم بالتعلم والتعلم بالعقل یعتقد ولا علم الا من عالم ربانی ومعرفۃ العالم بالعقل

اے ہشام مخلوق پر اللہ کی طاعت واجب کی گئی ہے اور بغیر اطاعت الہٰی نجات ممکن نہیں اور اطاعت علم کے ساتھ ہوتی ہے اور علم تعلیم سے حاصل ہوتا ہے اور تعلیم عقل کی وجہ مضبوط ہوتی ہے اور علم حقیقی وہی ہے جو عالم ربانی کی جانب سے عطا ہو اور عالم کو جو معرفت حاصل ہوتی ہے وہ عقل کی وجہ ہوتی ہے۔

(شرح) لا علم الا من عالم ربانی) علم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہبی اور دوسرا علم کسبی۔ علم وہبی وہ ہے جو منجانب اللہ عطا ہو جیسا کہ انبیاء اوصیاءؑ اور ائمہ کو دیا گیا۔ علم کسبی وہ ہے جو عامۃ الناس تعلیم کے ذریعہ دوسروں سے سیکھتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے اس فقرہ میں علم وہبی کا ذکر فرمایا ہے کہ جو بلا دنیوی تعلیم کے خدا کی جانب سے عطا ہوتا ہے اور وہی علم حقیقی اور کامل ہو سکتا ہے (مترجم)۔

یا ھشام ان العاقل یرضی بالدون من الدنیا مع الحکمۃ ولم یرض بالدون من الحکمۃ مع الدنیا فلذالک ربحت تجارتھم۔

اے ہشام مرد عاقل تھوڑی سی دنیا پر راضی رہتا ہے اگر اسے کثیر حکمت حاصل ہو جائے اور راضی نہیں ہوتا تھوڑی حکمت پر اگرچہ بہت کچھ دنیا اسے حاصل ہو جائے پس اسی وجہ سے ان کی تجارت سودمند ہوئی۔

(شرح) امام علیہ السلام کے اس قول کا مطلب یہ ہے ہو سکتا ہے کہ مرد عاقل کے لئے حکمت کے مقابلہ میں دنیا کوئی چیز نہیں۔ حکمت کی طلب دنیا کے حصول سے زیادہ اسے عزیز ہوتی ہے (مترجم)

یاهشام قلیل العمل من العاقل مقبول مضاعف وکثیر العمل من اهل الهوی والجهل مردود۔

(ترجمہ) اے ہشام عاقل کا تھوڑا عمل مقبول اور مضاعف ہوتا ہے اور جاہل اور نفس پرست کا عمل کثیر مردود ہوتا ہے۔

(شرح) عمل سے مراد عبادت ہے (مترجم)

یاهشام ان العقلاء ترکوا فضول الدنیا فکیف الذنوب وترک الدنیا من الفضل وترک الذنوب من الفرض۔

اے ہشام عقلمندوں نے دنیا کی فضول چیزوں کو چھوڑ دیا تو گناہوں کو کس طرح نہ چھوڑیں گے اور دنیا کو چھوڑنا فضیلت کی بات ہے اور گناہوں کو چھوڑنا فرض ہے۔

یاهشام ان العقلاء زهدوا فی الدنیا ورغبوا فی الآخرة لانهم علموا ان الدنیا طالبة ومطلوبة فمن طلب الآخرة طلبته الدنیا حتی یستوفی منها رزقه ومن طلب الدنیا طلبته الآخرة فیاتیه الموت فیفسد علیه دنیاه وآخرته

اے ہشام عقلاء تارک دنیا ہو گئے اور انہوں نے آخرت کی طرف رغبت کی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی جو شخص طالب آخرت ہوتا ہے تو دنیا اس کی طالب بنتی ہے حتیٰ کہ وہ دنیا سے اپنا پورا رزق حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص طالب دنیا ہوتا ہے تو آخرت اس کی طالب

بنتی ہے حتیٰ کہ اس کے پاس موت آتی ہے اور اس کی دنیا اور آخرت کو بگاڑ دیتی ہے۔

(بیان) کافی میں مرقوم ہے کہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی اسی طرح آخرت طالب بھی ہے اور مطلوب بھی۔ دنیا انسان کی طالب اس لئے بنتی ہے کہ اس کا رزق مقدر اس کو پہنچا دے اور مطلوب اس طرح بنتی ہے کہ وہ اپنے مقدر سے زیادہ حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اور آخرت انسان کی طالب بنتی ہے کہ اس کے پاس اس کی اجل مقدر پہنچا دے اور مطلوب اس طرح بنتی ہے کہ سعادت آخروی کا طالب اعمال صالحہ سے اس کا طلبگار رہتا ہے۔

یاهشام من اراد الغنی بلا مال وراحة القلب من الحسد والسلامة فی الدین فلیتضرع الی الله فی مسئلته بان یکمل عقله فمن عقل قنع بما یکفیه ومن قنع بما یکفیه استغنی ومن لم یقنع بما یکفیه لم یدرک الغنی ابدا۔

اے ہشام جو شخص بلا مال و زر کے غنی ہونے کی خواہش کرے اور اپنے قلب کو حسد کی آگ سے محفوظ رکھنا چاہے اور سلامتی دین کا طالب ہو اسے چاہیئے کہ خدا کی درگاہ میں گڑگڑا کر دعا کرے کہ اس کی عقل کامل کر دی جائے۔ جس کی عقل درست ہوگی وہ بقدر کفاف مال و زر دنیا پر قناعت کرے گا اور جو ایسا کرے گا وہ غنی ہو جائے گا اور جو بقدر کفاف مال و زر پر قناعت نہ کرے گا تو وہ کبھی مستغنی نہ ہوگا۔

(شرح) فمن عقل الی آخرہ اس کا ترجمہ تو اوپر لکھا گیا مطلب اس کا یہ ہے کہ مرد عاقل اپنی ضروریات زندگی کو محدود کرتا ہے اور مال و زر دنیا سے

اتنا ہی حاصل کرتا ہے جو اس کی ان محدود ضروریات کی تکمیل کے لئے کافی ہو اور اس عمل سے وہ غنی ہو جاتا ہے اس کے برعکس جو شخص اپنی ضروریات کو محدود کرنے کے بجائے آئے دن ان میں اضافہ کرتا رہے اس کو دنیا کی تمام دولت بھی ملجائے تو وہ کبھی مستغنی نہوگا اور ہمیشہ محتاج رہے گا۔

شیخ سعدی نے خوب کہا ہے کہ "آنانکہ غنی تراند محتاج تراند" یہ وہی اغنیا ہیں جو بظاہر مالدار نظر آتے ہیں لیکن ان کا مال و متاع ان کے روزانہ کے بڑھتے ہوئے ضروریات زندگی اور تکلفات کے لیے کافی نہیں ہوتا اور یہ ہمیشہ محتاجی کے شاکی رہتے ہیں۔ (مترجم)۔

یا ھشام ان اللّٰہ عزوجل حکیٰ عن قوم صالحین انہم قالوا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ حین علموا ان القلوب تزیغ وتعود الی عماھا وردٰھا انہ لم یخف اللّٰہ من لم یعقل عن اللّٰہ ومن لم یعقل عن اللّٰہ لم یعقد قلبہ علی معرفۃ ثابتۃ یبصرھا ولم یجد حقیقتہا فی قلبہ ولا یکون احد کذالک الا من کان قولہ بفعلہ مصدقا وسرہ وعلانیتہ موافقا لان اللّٰہ لا یدل علی الباطن الخفی من العقل الا بظاھر منہ وناطق عنہ۔

اے ہشام اللہ عزوجل نے گروہ صالحین کی حکایت بیان فرمائی کہ انھوں نے کہا "اے ہمارے پروردگار مت پلٹ دے ہمارے قلوب کو راہ حق سے بعد ہماری ہدایت فرمانے کے اور تیری رحمت ہم پر نازل فرما تحقیق کہ تو بڑا ہی بخشنے والا ہے" گروہ صالحین نے یہ دعا اس لئے مانگی کہ انھیں معلوم تھا کہ بسا اوقات

قلوب حق سے پلٹ جاتے ہیں اور اپنے سابقہ اندھے پن اور گمراہی پر عود کر جاتے ہیں۔ جو اللہ کو نہیں پہچانتا تو اس کا قلب خدا کی معرفت ثابتہ سے وابستہ نہیں ہوتا۔ اس کو دیکھتا ہے اور اس کی حقیقت اپنے دل میں نہیں پاتا اور کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا مگر وہ جس کا قول اس کے فعل کی تصدیق کرے اور جس کا ظاہر اس کے باطن کے موافق ہو کیونکہ خدائے تعالیٰ نہیں بتاتا عقل کے باطن اور مخفی پہلو کو مگر اس کے بولتے حصے کے ذریعہ۔

(بیان) زیغ۔ حق سے پلٹ جانا۔

ردا۔ ہلاکت اور گمراہی۔

من کا قولہ لفعلہ مصدقا۔ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ انسان جو بات کہے وہ کر کے دکھائے۔

لان اللّٰہ الیٰ اخرہٖ یعنی عقل انسان میں مخفی ہوتی ہے اور اس کا ظہور انسان کے اعمال و افعال سے ہوتا ہے۔ اگر اعمال حسنہ اس سے ظاہر ہوں تو صاحب عقل کہا جاتا ہے اور برے اعمال کا مرتکب ہو تو جاہل سمجھا جاتا ہے (مترجم)۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ اس جملے میں عقل سے مراد معرفت بھی ہو سکتی ہے۔

یا ھشام من صدق لسانہ زکیٰ عملہ ومن حسنت نیتہ زید فی رزقہ ومن حسن برہ باخوانہ واھلہ مُدّ فی عمرہٖ۔

اے ہشام جس کی زبان سچی ہوگی اس کا عمل پاک ہوگا جس کی نیت اچھی ہوگی اس کا رزق بڑھے گا جو اپنے بھائیوں اور اہل سے نیکی اور صلہ رحم کریگا

اس کی عمر دراز ہوگی۔

یاهشام لا تمنحوا الجهال الحکمة فتظلموها ولا تمنعوها اهلها فتظلموهم۔

اے ہشام مت سکھاؤ تم حکمت جہال کو کہ تم حکمت پر ظلم کروگے اور نہ روکو تم اس کو اہل سے کہ ظلم کروگے تم ان پر۔

(شرح) امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ نااہل انسان کو علم و حکمت کی تعلیم دینا ظلم ہے اور اہل شخص کو علم و حکمت سے جاہل اور لاعلم رکھنا ظلم ہے (مترجم)۔

یاهشام کما ترکوا لکم الحکمة فاترکوا لهم الدنیا۔

اے ہشام (جہلا نے) تمہارے لئے حکمت چھوڑ دی ہے تو تم بھی ان کے لئے دنیا کو چھوڑ دو۔

یاهشام لا دین لمن لا مروة له ولا مروة لمن لا عقل له وان اعظم الناس قدرا الذی لا یری الدنیا لنفسه خطرا اما ان ابدانکم لیس لها ثمن الا الجنة فلا تبیعوها بغیرها۔

اے ہشام جس میں انسانیت نہیں ہوتی اس کو دین نہیں ملتا اور جس میں عقل نہیں ہوتی اس کو انسانیت نصیب نہیں ہوتی۔ تحقیق کہ سب سے زیادہ قابل قدر وہ انسان ہے جو دنیا کو اپنے حظ نفس کیلئے حاصل نہ کرے۔ آگاہ ہو کہ تمہارے بدنوں کی قیمت سوائے جنت کے اور کچھ نہیں تم ان کو جنت کے سوائے کسی اور چیز کے معاوضہ میں نہ بیچو۔

(بیان) مروت۔ مروت سے مراد انسانیت ہے۔

خطرات سے مراد خطر نصیب۔ قدر و منزلت ہے۔

(شرح) امام علیہ السلام کے اس زرین ارشاد پر کہ جس کو انسانیت نہیں اس کو دین نہیں وہ ہستیاں غور کریں جو خود کو دیندار سمجھتے ہیں اور نمازیں پڑھ پڑھ کر پیشانیوں پر گھٹے لاتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کی حق تلفی کرنا لوگوں کے حقوق غصب کرنا دل آزاری کرنا۔ دنیا سے ناجائز فوائد اٹھانا ان کا شعار ہوتا ہے۔ رحمدلی۔ مروت اور انسانیت کی بو بھی ان میں پائی نہیں جاتی۔ یہ لوگ اگرچہ اپنے زعم باطل میں خود کو بادین اور باخدا سمجھتے ہیں لیکن واللہ دین اور خدا سے کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں دنیا ایسے لوگوں سے کبھی خالی نہیں رہی اور نہ ہوگی (مترجم)۔

یاهشام ان امیر المومنین کان یقول لا یجلس فی صدر المجلس الا رجل فیه ثلث خصال یجیب اذا سئل وینطق اذا عجز القوم عن الکلام ویشیر بالرای الذی فیه صلاح اهله۔ فمن لم یکن فیه شئ منهن فجلس فهو احمق۔ وقال الحسن بن علیؑ اذا طلبتم الحوائج فاطلبوها من اهلها قیل یا ابن رسول الله ومن اهلها قال الذین قص الله فی کتابه وذکرهم فقال انما یتذکر اولوا الالباب قال هم اولوا العقول و قال علی ابن الحسینؑ مجالسة الصالحین داعیة الی الصلاح وادب العلماء زیادة فی العقل وطاعة ولاة العدل تمام العز واستثمار المال تمام المروة وارشاد المستشیر قضاء حق النعمة وکف الاذی من کمال العقل وفیه راحة البدن عاجلا

الاذی

اے ہشام تحقیق کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے تھے کہ صدر مجلس اسی شخص کو بننا چاہئے جس میں تین خصلتیں ہوں۔ جب اس سے سوال کیا جائے تو جواب دے سکے اور جب قوم عاجز آجائے تو وہ گفتگو کر سکے اور جب اس سے مشورہ لیا جائے تو ایسا مشورہ دے کہ اس میں صلاح ہو جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں اور صدر مجلس بن بیٹھے تو وہ احمق ہے۔ اور فرمایا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے کہ جب تم حوائج طلب کرو تو اس کے اہل سے طلب کرو۔ پوچھا گیا کہ یا ابن رسول اللہ اہل کون ہے تو فرمایا کہ وہ لوگ جن کا قصہ خدا نے اپنے کتاب میں بیان فرمایا اور جن کا ذکر کیا اور کہا "صرف صاحبان عقل نصیحت قبول کرتے ہیں" اور فرمایا جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ صالحین کی صحبت میں بیٹھنا باعث ہوتا ہے صلاح کا اور علماء کا ادب عقل کی زیادتی کا سبب ہوتا ہے اور والیان عادل کی اطاعت سے کمال عزت حاصل ہوتی ہے اور مال کا جائز طریقوں سے بڑھانا انسانیت کا کمال ہے۔ مشورہ چاہنے والے کی رہنمائی کرنا حق نعمت کو ادا کرنا ہے۔ کف اذی (تکلیف کو روکنا) عقل کا کمال ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کی راحت ہے۔

(بیان) ادب العلماء زیادۃ فی العقل۔ صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ علماء کی صحبت میں رہنا اُن کے آداب سیکھنا اُن کے افعال اور اخلاق کو بنظر تعمق دیکھنا موجب ہوتا ہے زیادتی عقل کا۔

استثمار المال۔ یعنی تجارت اور مکاسب کے ذریعہ مال کا بڑھانا دلیل ہے انسانیت کی۔

یا ہشام ان العاقل لا یحدّث من یخاف تکذیبہ ولا یسال من یخاف منعہ ولا یعدُ ما لا یقدر علیہ ولا یرجو ما یعنف برجائہ ولا یتقدم علی ما یخاف العجز عنہ۔ وکان امیر المومنین یوصی اصحابہ یقول اوصیکم بالخشیۃ من اللہ فی السر والعلانیۃ والعدل فی الرضاء والغضب والاکتساب فی الفقر والغنی وان تصلوا من قطعکم وتعفوا عمن ظلمکم وتعطفوا عمن حرمکم ولیکن نظرکم عبرا وصمتکم فکرا وقولکم ذکرا وایاکم والبخل وعلیکم بالسخاء فانہ لا یدخل الجنۃ بخیل ولا یدخل النار سخی۔

اے ہشام عاقل ایسے شخص سے بات نہیں کرتا جس سے تکذیب کا خوف ہو اور ایسے شخص سے سوال نہیں کرتا جس سے خوف ہو کہ نہ دے گا اور ایسا وعدہ نہیں کرتا جس کے ایفاء پر قادر نہ ہو اور ایسی چیز کی امید نہیں رکھتا جس کی امید سے قابل سرزنش قرار پائے اور ایسی چیز کی طرف پیش قدمی نہیں کرتا امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے اصحاب کو وصیت فرمایا کرتے تھے کہ پوشیدہ اور علانیہ خدا سے ڈرتے رہو اور حالت رضا اور غضب میں مزاج میں اعتدال قائم رکھو اور تنگدستی اور خوشحالی ہر دو حالتوں میں کسب معاش کرو جو تم سے قطع رحم کرے اس سے صلہ رحم کرو اور جو تم سے جھگڑا کرے تم اس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو۔ تم کسی چیز کو دیکھو تو اس سے عبرت حاصل کرو اور خاموش بیٹھو تو کوئی اچھی بات سوچتے رہو اور بات کرو تو اس میں خدا کا ذکر رہے۔ بخل سے بچو اور سخاوت اختیار کرو کیونکہ بخیل ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا اور سخی ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔

یا ہشام من کفّ نفسہ عن اعراض الناس اقال اللہ عثرتہ

یوم القیامة ومن کفّ غضبه عن الناس کفّ اللّٰہ عنه غضبه یوم القیامة۔

اے ہشام جو روکے گا اپنے کو لوگوں کی آبرو ریزی سے تو معاف کرے گا اللہ اس کی لغزش یعنی معاصی کو روز قیامت اور جو روکے گا غصے کو لوگوں سے تو روکے گا خدا اپنے غصے کو اس سے روز قیامت۔

(شرح) کف غضبه یوم القیامة یعنی جو شخص دنیا میں غصّے کو پی جائے اور عفو کرنے کا عادی ہو تو روز قیامت خداوند متعال اوسے عفو کریگا (مترجم)

یا هشام ان العاقل لا یکذب وان کان فیه هواه

اے ہشام عاقل جھوٹ نہیں بولتا چاہے اس کی خواہش اسے کتنا ہی مجبور کرے۔

(شرح) کبھی تھوڑے سے نفع کے لئے اور کبھی بلا سوچے سمجھے کم عقل انسان جھوٹ کہدیتا ہے ان کان فیه هواهُ کا یہی مطلب ہے۔ (مترجم)

یا هشام افضل ما تقرب به العبد الی اللّٰہ بعد المعرفة به الصلوٰة وبرّ الوالدین وترک الحسد والعجُب والفخر۔

اے ہشام اللہ کی معرفت کے حاصل ہونے کے بعد افضل اعمال جس کے ذریعہ بندہ اپنے معبود کا قرب حاصل کر سکتا ہے وہ نماز کا ادا کرنا اور والدین سے نیکی کرنا۔ حسد۔ عجب اور فخر کو ترک کرنا ہے۔

(شرح)، عجب۔ اپنے آپ پر یا اپنی کسی چیز پر اترانے کو عجب کہتے ہیں (مترجم)۔

یا هشام ان کل الناس یبصر النجوم ولکن لا یهتدی بها الا من

یعرف مجاریها ومنازلها وکذالک انتم تدرسون الحکمة ولکن لا یهتدی بها منکم الا من عمل بها۔

اے ہشام ستاروں کو سب دیکھتے ہیں لیکن صرف وہ شخص ان سے ہدایت پاتا (یعنی راستے معلوم کر سکتا ہے) جو ان کی مقامات اور گروشوں کی کیفیت سے واقف ہوتا ہے اسی طرح تم حکمت کی تعلیم دیتے ہو لیکن نہیں ہدایت پاتا تم سے مگر وہ شخص جو عمل کرتا ہے

یا هشام اصلح من ایامک الذی هو امامک فانظر ای یوم هو واعدّ له الجواب فانک موقوف ومسئول وخذ موعظتک من الدهر واهله فان الدهر طویلةٌ قصیرة فاعمل کانک تری ثواب عملک لتکون الطمع فی ذالک واعقل عن اللّٰہ تعالیٰ وانظر فی تصرف الدهر واحواله فان ما هو آت من الدنیا کما ولی منها فاعتبر بها وقال علیؑ بن الحسینؑ ان جمیع ما طلعت علیه الشمس فی مشارق الارض ومغاربها وبحرها وبرها وسهلها وجبلها عند ولی من اولیاء اللّٰہ واهل المعرفة بحق اللّٰہ کفئ الظلال ثم قال اولا حر یدعُ هذه اللماظة لاهلها یعنی الدنیا فلیس لانفسکم ثمن الا الجنة فلا تبیعوها بغیرها فانه من رضی من اللّٰہ بالدنیا فقد رضی بالخسیس۔

اے ہشام ان دنوں کو جو تیرے سامنے ہیں درست کر اور دیکھ کہ وہ کونسا دن ہے جس کے لئے میں جواب تیار کر رہا ہوں کیوں کہ تو ٹھیرایا جائے گا اور تجھ سے سوال کیا جائے گا اور زمانہ اور اہل زمانہ سے نصیحت حاصل کر۔

تحقیق کہ زمانہ کی درازی حقیقت میں اس کی کوتاہی ہے۔ ایسا عمل کر کہ گویا ثواب اُل کو تو دیکھ رہا ہے تاکہ تو عمل خیر کرنے پر حریص ہو جائے۔

اور دیکھ زمانہ کی گردش اور احوال کے بدلنے کو۔ پس تحقیق کہ دنیا میں جو چیزیں آنے والی ہیں وہ مثل اُن کے ہیں جو چلی گئیں۔ پس اس سے عبرت حاصل کر

اور فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے وہ تمام چیزیں جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے یعنی مشارق و مغارب ارض سمندر خشکی و تری پہاڑ۔ ولی خدا اہل معرفت کی نظر میں مثل ڈھلتے ہوئے سایہ کے ہیں۔ کیا مرد آزاد اس لماظہ (دنیا) کو نہیں چھوڑ دیتا اس کے اہل کے لئے، نہیں ہے تمہارے نفوس کی کوئی قیمت سوائے جنت کے۔ پس نہ بیچ ان کو غیر جنت کے عوض کیوں کہ جو خدا کو چھوڑ کر دنیا کا طالب ہوا تو گویا ایک خسیس شئ کا طالب ہوا۔

(بیان) انك موقوف ومسئول۔ امام علیہ السلام کا یہ ارشاد قرآن کے مطابق ہے قرآن میں آیا ہے کہ وقفوھم انہم مسئولون

(شرح) فئ۔ سایہ بعد زوال۔

ظلال۔ سایہ عام

لماظہ۔ غذا کے استعمال کے بعد دانتوں میں جو اس کے اجزاء رہ جاتے ہیں اس کو لماظہ کہتے ہیں۔ یہاں حقیر چیز مراد ہے (مترجم)

یا ھشام قلۃ المنطق حکم عظیم فعلیکم بالصمت فانہ دعۃ حسنۃ وقلۃ وزر وخفۃ من الذنوب فحصنوا باب الحلم فان بابہ الصبر وان اللہ عزوجل یبغض الضحاك من غیر عجب والمشاء الی غیر ارب

ویجب علی الوالی ان یکون کالراعی لا یغفل عن رعیتہ ولا یتکبر علیھم فاستحیوا من اللہ فی سرائرکم کما تستحیون من الناس فی علانیتکم واعلموا ان الکلمۃ من الحکمۃ ضالۃ المومن فعلیکم بالعلم قبل ان یرفع ورفعہ غیبۃ عالمکم من بین اظھرکم۔

اے ہشام کم گفتگو کرنا بڑی حکمت ہے پس تم کو چاہئے کہ خاموشی اختیار کرو کیونکہ وہ راحت حسنہ ہے اور اس کی وجہ گناہوں میں تخفیف ہوتی اور گناہوں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ پس دروازہ حلم کو مضبوط کرو تحقیق کہ اس کا دروازہ صبر ہے اللہ عزوجل بغض رکھتا ہے بے موقع ہنسنے والے سے اور بے ضرورت نکتہ چینی کرنے والے سے اور واجب ہے والی (حاکم) پر کہ وہ مثل چرواہے کے ہو جو اپنی بھیڑ سے غافل نہیں رہتا اور ان کے ساتھ غرور سے پیش نہ آئے۔ اور ان امور کے متعلق جو خفیہ طور سے تم سے واقع ہوتے ہیں خدا سے اسی طرح حیا کرو جیسا کہ امور علانیہ کے متعلق لوگوں سے شرم کرتے ہو اور جانو کہ حکمت کی بات مومن کی گم شدہ ناقہ ہے۔ پس علم حاصل کرو قبل اس کے کہ وہ اٹھ جائے اور اس کا اٹھ جانا تم میں سے علماء کا غیب ہو جانا ہے۔

(شرح) فاستحیوا من اللہ الی اخرہ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا ترجمہ تو اوپر کیا گیا مطلب اس کا یہ ہو سکتا ہے کہ۔ انسان علانیہ طور پر بہت سے سارے برے کام اس لئے نہیں کرتا کہ اس کو لوگوں کی ملامت کا خوف ہوتا ہے اور ان سے شرم کرتا ہے لیکن برے کام راز میں خفیہ طور پر کر گذرتا ہے اور خدا سے نہ شرماتا ہے اور نہ خوف کرتا ہے۔ امام علیہ السلام ارشاد فرما رہے ہیں کہ

اے لوگو ایسا نہ کرو جیسا کہ تم لوگوں سے شرما کر مذموم افعال علانیہ نہیں کرتے ویسا ہی خدا سے شرم کرو اور خفیہ طور پر بھی برے کام نہ کرو کیونکہ وہ اسرار کا جاننے والا اور سمیع اور بصیر ہے (مترجم)

یا ھشام تعلم من العلم ما جھلت و علم الجاھل مما علمت و عظم العالم لعلمہ و دع منازعتہ وصغر الجاھل لجھلہ ولا تطردہ ولکن قربہ وعلمہ۔

اے ہشام سیکھ علم کے ذریعہ اُس چیز کو جسکو تو نہیں جانتا اور تعلیم دے اس چیز کی جاہل کو جس کو تو جانتا ہے۔ عالم کی تعظیم کر بوجہ اس کے علم کے اور اُس سے تنازع کرنے سے باز آ۔ اور جاہل کو چھوٹا سمجھ بوجہ اس کے جہل کے اور اس کو دور مت کر بلکہ قریب کر اور اُس کو تعلیم دے۔

(شرح) اس ارشاد میں امام علیہ السّلام تعلیم اور تعلم کے متعلق تاکید فرما رہے ہیں۔ فی زماننا تعلیم اور تعلم کے فوائد پر صدہا مضامین لکھے گئے اور لکھے جارہے ہیں لیکن اہل نظر اس دو سطری ارشاد میں جو مطالب اور غوامض دیکھ سکتا ہے وہ طولانی مضامین میں نہیں پاتا۔ جہلا کی تعلیم کے متعلق جو ارشاد ہوا وہ آج کل کے حامیان تعلیم کے غور کے قابل ہے کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے بعض مقدس ہستیوں نے جو خود عالم ربانی تھے تعلیم کی ضرورت محسوس کی اور اشاعت تعلیم کے لئے ترغیب دی (مترجم)۔

یا ھشام الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار۔

اے ہشام حیا جزِ ایمان ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش باتیں کہنا جفا ہے اور جفا جہنم میں ہے۔

(بیان) بذا۔ ہر برے اور فحش کلام کو بذا کہتے ہیں۔

جفا۔ جفا کے کئی معنی ہیں (۱) کسی سے برائی کرنا۔ قطع رحم کرنا۔ (۲) معاملات میں درشتی اور بے مروتی سے کام لینا (۳) رفق و مدارات کا ترک کرنا۔

(شرح) امام علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ مومن کے لئے باحیا ہونا لازم ہے اور مومن جنت میں جائے گا اور فحش باتیں کہنا گویا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے جو ظلم کرے گا وہ داخل جہنم ہوگا (مترجم)

یا ھشام ان کل نعمة عجزت عن شکرھا بمنزلة سیئة تؤاخذ بھا۔ وقال امیر المومنین ان للہ عباداً کسرت قلوبھم خشیتہ واسکتھم عن النطق وانھم لفصحاء عقلاء یستبقون الی اللہ بالاعمال الزکیة لا یستکثرون لہ الکثیر ولا یرضون لہ من انفسھم بالقلیل یرون فی انفسھم انھم اشرار وانھم لاکیاس وابرار۔

اے ہشام ہر وہ نعمت جس کا شکر تو بجا نہیں لاتا وہ تیرے لئے ایک برائی ہوجاتی ہے جس کا مواخذہ کیا جاتا ہے اور فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ بعض ایسے بندے ہیں کہ جن کے دلوں کو خوف خدا نے توڑدیا ہے اور ان کو ساکت کر دیا ہے حالانکہ وہ اپنے زمانے کے فصحاء اور عقلا مانے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اعمال خیر کے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہیں اور پھر اعمال خیر کتنے ہی کثیر ہوں انھیں کثیر نہیں سمجھتے اور تھوڑے

اعمال خیر سے ان کے نفوس راضی نہیں ہوتے۔ اپنے آپ کو بدترین مخلوق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ زمانہ کے عقلاء اور ابرار ہیں۔

یا ھشام المتکلمون ثلثة فرابح وسالم وشاجب فاما الرابح فالذاکر الله واما السالم فالساکت واما الشاجب فالذی یخوض فی الباطل۔ ان الله حرم الجنة علی کل فاحش بذی قلیل الحیاء لایبالی ما قال ولاما قیل فیه وکان ابوذر رضی الله عنه یقول یا مبتغی العلم ان هذا اللسان مفتاح الخیر ومفتاح الشر فاختم علی فیك کما تختم علی ذهبك وورقك۔

اے ہشام گفتگو کرنے والوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ (۱) فائدہ اٹھانے والا (۲) سلامت رہنے والا (۳) ہلاک ہونے والا۔ فائدہ اٹھانے والا وہ ہے جو ہمیشہ ذکر خدا کیا کرتا ہے۔ سلامت رہنے والا وہ ہے جو اکثر ساکت رہتا ہے۔ ہلاک ہونے والا وہ ہے جو ہمیشہ امور باطلہ میں دراتا ہے تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کردی ہے جنت ہر فحش گو بدزبان اور بے شرم انسان پر جو اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے متعلق کیا کہا گیا۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے علم کے تلاش کرنے والے۔ یہ زبان کنجی ہے خیر و شر کی۔ بس مہر لگا دے تو اپنے منہ پر جیسا کہ مہر لگاتا ہے تو اپنے سونے اور چاندی پر۔

یاھشام بئس العبد عبد یکون ذا وجهین وذا لسانین یطری اخاه اذا شاهده ویاکله اذا غاب عنه۔ ان اعطی حسده وان ابتلی خذله ان اسرع الخیر ثوابا البر واسرع الشر عقوبة البغی ان شر عباد الله من

تکره فی مجالسته لفحشه وهل یکب الناس علی مناخرهم فی النار الا حصائد السنتهم ومن حسن اسلام المرء ترك ما لا یعنیه۔

اے ہشام بدترین بندہ وہ ہے جو دو منہ والا اور دو زبان والا ہو۔ جس وقت اپنے بھائی کو دیکھے تو اس کی حد سے زیادہ تعریف کرے اور جس وقت وہ موجود نہ ہو تو اس کی غیبت اور مذمت کرے۔ اگر اس کا بھائی کچھ مال و متاع دنیا سے پائے تو حسد کرے اور جب وہ آفات میں مبتلا ہو تو اس کو ذلیل و رسوا کرے جس نیکی کا ثواب جلد حاصل ہوتا ہے وہ وفاداری ہے اور جس برائی کا عذاب جلد نازل ہوتا ہے وہ بغاوت ہے۔ بدترین مخلوق وہ شخص ہے جس کی فحش گوئی کی وجہ لوگ اس کی صحبت سے کراہیت کریں اور نہیں ڈالتیں لوگوں کو آگ میں منہ کے بل مگر ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی باتیں۔ اور اسلام کی اچھی علامت یہ ہے کہ انسان چھوڑ دے اس چیز کو جو اس کے لئے مفید نہ ہو۔

(بیان) ذاوجهین وذالسانین۔ یعنی وہ شخص جو سامنے ایک بات کہے اور پیچھے ایک۔

یاهشام لایکون الرجل مومنا حتی یکون خائفا راجیا ولا یکون خائفا راجیا حتی یکون عاملا لما یخاف ویرجو۔

اے ہشام کوئی شخص مومن نہیں ہوتا جب تک وہ خدا سے ڈرنے والا اور اس سے امید رکھنے والا نہ ہو اور کوئی خدا سے نہیں ڈرتا اور نہ اس سے امید خیر رکھ سکتا ہے حتی کہ وہ خوف اور امید کا عالم ہو جائے۔

يا هشام عليك بالرفق فان الرفق يمن والخرق شوم ان الرفق
والبر وحسن الخلق يعمر الديار ويزيد في الرزق۔

اے ہشام تجھ پر رفق واجب ہے کیونکہ رفق نیک بختی ہے اور کج خلقی بدبختی ہے بتحقیق کہ رفق یعنی نیکی کرنا اور حسن خلق گھروں کو آباد کرتا اور رزق کی زیادتی کا باعث ہوتا ہے۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ بقول فیروزآبادی ۔ خرق رفق کے ضد کو کہتے ہیں یعنی بداخلاقی کج خلقی اور اعمال حسنہ کا نہ بجالانا احمقانہ افعال کا مرتکب ہونا۔

يا هشام قول الله هل جزاء الاحسان الا الاحسان جرى في
المومن والكافر والبر والفاجر من صنع اليه معروف فعليه ان يكافي
به وليست المكافاة ان تصنع كما صنع فان صنعت كما صنع فله الفضل بالابتداء

اے ہشام خدا کا یہ قول کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے جاری ہوا ہے مومن۔ کافر۔ نیک و بد سب کے بارے میں (یعنی اس کا تعلق ان سب سے ہے) پس تجھ پر واجب ہے کہ جو تجھ سے نیکی کرے تو اس کو اس کا عوض دے (یعنی تو اس سے زیادہ نیکی کرے) مکافات یہ نہیں کہ تو اتنا ہی احسان کرے جتنا کہ تجھ سے کیا گیا ہو (اگر ایسا) تو پہلے احسان کرنے والے کو فضیلت تجھ پر ہوگی اس لئے کہ اس نے ابتداء کی۔

(شرح) امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نیکی کرے تو اُس کے عوض میں ہمیں اس سے زیادہ نیکی کرنی چاہئے (مترجم)

يا هشام ان مثل الدنيا مثل الحية مسها لين وفي جوفها السم
القاتل يحذرها الرجال ذوو العقول ويهوي اليها الصبيان بايديهم

اے ہشام دنیا مثل سانپ کے ہے کہ اس کو چھوؤ تو نرم ہے لیکن پیٹ میں بلا کا زہر قاتل رکھتا ہے۔ صاحبانِ عقل اس سے الحذر کرتے ہیں لیکن بچے اس کے پکڑنے کو دوڑتے ہیں۔

(شرح) جیسا کہ بچے بوجہ معصومیت اور نادانی کے سانپ کو پکڑ کر کھیلنا چاہتے ہیں اور خطرے سے ناواقف ہوتے ہیں اسی طرح جہلاء دنیا کی ظاہری دل لبھانے والی کوائف کو دیکھ کر اس کے دام میں پھنس جاتے ہیں (مترجم)

يا هشام اصبر على طاعة الله واصبر عن معاصي الله فانما
الدنيا ساعة فما مضى منها فليس تجد له سرورا ولا حزنا وما لم يات
منها فليس تعرفه فاصبر على تلك الساعة التي انت فيها فكانك
قد اغتبطت۔

اے ہشام خدا کی اطاعت بجالانے میں صبر کر اور گناہ کرنے سے (باز آ) کیونکہ دنیا صرف ایک ساعت ہے اس کا جو حصہ گذر جاتا ہے تو نہ اس کے سرور کو تو محسوس کرتا ہے اور نہ اس کے غم کو اور اس کا جو حصہ اب تک نہیں آیا تو اس کو پہچانتا نہیں ہے (کہ وہ کیا ہے) پس اس ساعت پر صبر سے کام لے جس میں تو ہے (جب تو نے ایسا کیا تو جان کہ) گویا تو قابل رشک ہو گیا۔ یعنی صبر کر تو ایسا کہ آخرت میں تجھ پر غبطہ کیا جائے اور لوگ تیری منزلت کو دیکھ کر تمنا کریں کہ کاش ان کو وہ منزلت نصیب ہوتی۔

(شرح) "اُصبر علی طاعة اللہ" خدا کی اطاعت کرنے میں بہت سے امور بجا لانے پڑتے ہیں کہ جنھیں ہمارا نفس گوارا نہیں کرتا اور چونکہ یہ امور ہمارے خواہشات نفسانی کے خلاف ہوتے ہیں اس لئے ان کے بجا لانے میں بڑی کدوکاوش کرنی پڑتی ہے اور صبر و تحمل سے کام لینا پڑتا ہے اس لئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ طاعتِ خدا میں صبر سے کام لے۔

"اُصبر عن معاصی اللہ" گناہوں سے محفوظ رہنا آسان نہیں۔ انسان کا نفس امّارہ ہمیشہ اُسے ارتکاب معاصی کے لئے آمادہ کرتا رہتا ہے پس گناہوں سے بچنے کے لئے نفس سے جہاد کرنا لازم ہے اور اس جہاد بالنفس میں بھی بڑی صبر اور قوت ارادی کی ضرورت ہے اور ان کے بغیر انسان نفس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ (مترجم)

یا هشام ایاك والكبر فانه لا یدخل الجنة من كان فی قلبه مثقال حبة من كبر. الكبر رداء الله فمن نازعه رداءه اكبه الله فی النار علی وجهه۔

اے ہشام تکبر سے ہشیار رہ کیونکہ جنت میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس کے دل میں دانہ برابر بھی کبر ہو۔ تکبر اللہ کی رداء ہے پس جو شخص اللہ کی اس رداء کا دعوی کرے گا اللہ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔

(بیان) جذری کہتے ہیں کہ حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے کہ عظمت میری ازار ہے اور کبریا میری رداء اور اللہ تعالی نے رداء اور ازار کی مثال سے اس امر کو ظاہر فرمایا ہے کہ عظمت اور کبریا میں اس کا کوئی

شریک نہیں۔ یہ دو صفات اسی کے لئے مخصوص ہیں اور مثل ان صفات کے نہیں جن سے خدا نے مجازاً مخلوق کو متصف فرمایا ہے مثلاً رحمت ان دو صفات میں کسی کو خدا کا شریک سمجھنا جائز اور درست نہیں۔

یا هشام ان ضوء الجسد فی عینه فان كان البصر مضیئا استضاء الجسد كله وان ضوء الروح العقل فاذا كان العبد عاقلا كان عالما بربه واذا كان عالما بربه ابصر دینه وان كان جاهلا بربه لم یقم له دین كما لا یقوم الجسد الا بالنفس الحیة فكذلك لا یقوم الدین الا بالنیة الصادقة ولا تثبت النیة الصادقة الا بالعقل۔

اے ہشام جسم کی روشنی آنکھ میں ہوتی ہے جس کی بصارت روشن ہوگی اس کا تمام جسم روشن ہوگا تحقیق کہ روح کی روشنی عقل ہے جب کہ بندہ عاقل ہوگا تو اپنے رب کو جانے گا اور دین کی پوری بصیرت حاصل کرے گا اور اگر جاہل ہوگا تو دین پر ٹھہر نہ سکے گا جیسا کہ بغیر روح کے جسم نہیں ٹھہر سکتا اور دین باقی نہیں رہتا مگر نیت صادقہ کی وجہ اور نیت صادقہ ثابت نہیں رہتی مگر عقل کے ذریعہ۔

یا هشام ان الزرع ینبت فی السهل ولا ینبت فی الصفاء فكذالك الحكمة تعمر فی قلب المتواضع ولا تعمر فی قلب المتكبر الجبار لان الله جعل التواضع آلة العقل وجعل التكبر آلة الجهل الم تعلموا ان من شمخ الی السقف براسه شجه ومن خفض راسه استظل تحته واكنه فكذالك من لم یتواضع لله خفضه الله

ومن تواضع لله رفعه۔

اے ہشام تحقیق کہ زمین نرم میں زراعت اگتی ہے نہ کہ سخت پتھر میں اسی طرح حکمت تواضع کرنے والے کے قلب میں جگہ پاتی ہے نہ کہ متکبر اور جبار کے قلب میں کیونکہ اللہ نے تواضع کو عقل کا آلہ اور تکبر کو جہل کا آلہ بنایا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ جو شخص چھت کے جانب خود کو اونچا کرے گا تو چھت سے ٹکرائے گا اور سر پھوڑ لیگا اور سر نیچے رکھے گا تو چھت سے سایہ حاصل کرتا رہے گا اور سردی اور گرمی کے اثرات سے محفوظ رہے گا اسی طرح جو اللہ کی درگاہ میں متواضع نہ رہے گا تو اللہ اُس کو پست کر دے گا اور جو تواضع کرے گا اُس کو رفعت عطا فرمائے گا۔

(بیان) تعمر۔ اگر اس کو بفتح التاء اور میم لتعمہا پڑھا جائے تو طول عمر کے معنیٰ ہوں گے اور اگر بضم میم پڑھا جائے تو اس کے معنی معمور بھرے ہوئے کے ہوں گے۔

یاھشام ما اقبح الفقر بعد الغنی واقبح الخطیئة بعد النسك واقبح من ذالك العابد لِلّٰہ ثم یترك عبادته۔

اے ہشام کیا ہی برا ہے فقر دولتمندی کے بعد اور کیا ہی بری ہے خطا پرہیزگاری اور عبادت کے بعد اور اس سے بدتر وہ شخص ہے جو اللہ کی عبادت کرنے والا ہو اور پھر عبادت ترک کر دے۔

یاھشام لاخیر فی العیش الا لرجلین لمستمع واعٍ وعالم وناطق

اے ہشام زندگی بیکار ہے مگر دو شخصوں کی ایک وہ جو نصائح کو سنے

اور ان کی حفاظت کرے دوسرا جو عالم ناطق ہو۔

(شرح) اس ارشاد کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ صرف دو قسم کے لوگوں کی زندگی کام کی ہے وہ لوگ جو نصیحت سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں اور وہ لوگ جو عالم ہیں اور اپنے علم سے فائدہ پہنچاتے ہیں (مترجم)

یاھشام قال رسول اللہ اذا رایتم المومن صموتا فادنوا منه فانه یلقی الحکمة والمومن قلیل الکلام کثیر العمل والمنافق کثیر الکلام قلیل العمل۔

اے ہشام فرمایا رسول صلعم نے کہ جب دیکھو تم کسی مومن کو خاموش تو اُس سے ملو کہ وہ تم کو حکمت کی باتیں بتائے گا۔ مومن کم باتیں کرنیوالا اور کثیر العمل ہوتا ہے اور منافق بہت باتیں کرنے اور کم عمل کرنے والا ہوتا ہے۔

(شرح) تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کم مایہ انسان بکتا بہت ہے اور کرتا کچھ بھی نہیں اور اس ہی چیز کو اس ارشاد میں واضح کیا گیا ہے۔ (مترجم)

یاھشام من تعظم فی نفسه لعنه ملائکه السماء وملائکه الارض ومن تکبّر علی اخوانه اواستطال علیهم فقد ضاد اللہ ومن ادعی مالیس له فهو اعنی لغیره۔

اے ہشام جو شخص خود کو بڑا سمجھے اس پر ملائکہ آسمان و زمین لعنت بھیجتے ہیں اور جو اپنے بھائی بندوں سے غرور کرے اور ان پر تعدی کرے تو اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے دعوی کیا ایسی شے کا جس کا مستحق نہیں تو غیر کو رنج پہنچایا اس کو تکلیف میں ڈالا۔

(شرح) اگر کوئی شخص کسی مستحق کا حق غصب کرے تو ظاہر ہے کہ یہ فعل مستحق کے لئے باعث رنج و تکلیف ہوگا۔ (مترجم)

یاهشام اوحیٰ الله الی داؤد حذر و انذر اصحابك عن حب الشهوات فان المعلقة قلوبهم بشهوات الدنیا قلوبهم محجوبة عنی۔

اے ہشام اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اپنے اصحاب کو ڈراؤ اور شہوات نفسانی سے بچنے کی تاکید کرو کیونکہ جن کے قلوب شہوات دنیوی میں پھنسے رہتے ہیں تو ان کے قلوب پر پردے پڑجاتے ہیں اور انھیں معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔

یاهشام ایاك والكبر علی اولیائی والاستطاله بعلمك فیمقتك الله فلا تنفعك بعد مقتة دنیاك وآخرتك وكن فی الدنیا كساكن الدار لیست له انما ینتظر الرحیل۔

اے ہشام میرے دوستوں کے مقابلے میں تکبر کرنے اور اپنے پر ناز کرنے سے پرہیز کر کہ خدا تجھے دشمن رکھے گا اور ہلاک کرے گا پھر اس کے بعد نہ تو دنیا تجھے فائدہ پہنچائے گی نہ آخرت اور دنیا میں مثل اس شخص کے زندگی بسر کر جو کسی غیر کے گھر میں رہتا ہو اور ہر وقت کوچ کے لئے تیار رہتا ہے۔

یاهشام مجالسة اهل الدین شرف الدنیا والاخرة ومشاورة العاقل الناصح یمن وبركة ورشد وتوفیق من الله۔ فاذا اشار علیك العاقل الناصح فایاك والخلاف فان فی ذالك العطب۔

اے ہشام صاحبان دین کی صحبت سے شرف دنیا اور آخرت حاصل ہوتا ہے ناصح عاقل سے مشورہ کرنا باعث خیر و برکت اور موجب رشد ہوتا ہے اور اس کی توفیق اللہ کی جانب سے ہوتی ہے۔ جب ناصح عاقل تجھے مشورہ دے تو خبردار اس کے خلاف نہ کرنا کیونکہ اس میں تیری ہلاکت واقع ہوگی۔

یاهشام ایاك ومخالطة الناس والانس بهم الا ان تجد منهم عاقلا مامونا فانس به واهرب من سائرهم كهربك من السباع الضاریه وینبغی للعاقل اذا عمل عملا ان یستحی من الله ان تفرد له بالنعم ان یشارك فی عمله احدا غیره واذا حزبك امر ان لا تدری ایهما خیر واصوب فانظر ایهما اقرب الی هواك فخالفه فان كثیرا الصواب فی مخالفة هواك وایاك ان تغلبه الحكمة وتضعها فی الجهالة قال هشام فقلت له فان وجدت رجلا طالبا غیر ان عقله لا یتسع لضبط ما القی الیه قال فلتطف له فی النصیحة فان ضاق قلبه فلا تعرض نفسك للفتنة واحذر رد المتكبرین فان العلم یذل علی ان یحمل علی من لا یفیق قلت فان لم اجد من یعقل السوال عنها قال فاغتنم جهله عن السوال حتی تسلم من فتنة القول وعظیم فتنة الرد واعلم ان الله لم یرفع المتواضعین بقدر تواضعهم ولكن رفعهم بقدر عظمته و مجده ولم یومن الخایفین بقدر خوفهم ولكن امنهم بقدر كرمه وجوده ولم یفرح المحزونین بقدر حزنهم ولكن فرحهم بقدر

رافته ورحمته - فما ظنك بالروف الرحيم الذی یتودالی من یوذیه باولیائه فکیف بمن یوذی فیه وما ظنك بالتواب الرحیم الذی یتوب علیٰ من یعادیه فکیف بمن یترضاه بختار عداوة الخلق فیه

اے ہشام لوگوں سے دوستی کرنے اور ملنے جلنے میں احتیاط کر۔ اگر کسی کو عاقل اور راز دار پا تو اس سے انس پیدا کر اور باقی لوگوں سے اس طرح بھاگ جیسا کہ پھاڑنے والے درندوں سے بھاگتا ہے اور عاقل کو چاہئے کہ جب کوئی کام کرے تو شرمائے خدا سے (کیونکہ وہ اس کو تنہا نعمتیں دیتا ہے) اس بات سے کہ اس کے عمل میں اس کے غیر کو اس کا شریک ٹھیرائے اور جب تجھے دو امور لاحق ہوں اور تو نہ جانتا ہو کہ ان میں سے کونسا خیر اور بہتر ہے تو غور کر کہ کس کی جانب تیرا نفس مائل ہوتا ہے پس جس کی طرف تیرا نفس مائل ہو تو اس کو مت اختیار کر کیونکہ خواہش نفس کے خلاف عمل کرنے میں بڑی بھلائی ہوتی ہے۔ اور خبردار کہ تجھے حکمت ملے اور تو اس کو جہلا اور نا اہل لوگوں کو سکھائے۔ ہشام نے پوچھا کہ اگر میں ایسے شخص کو پاؤں جو طالب حکمت ہو مگر اتنی عقل نہ رکھتا ہو کہ جو چیز اسے بتائی جائے اس کو برداشت کر سکے (یعنی سمجھ سکے) تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو نرمی اور شفقت کے ساتھ نصیحت کر اگر وہ پردل ہو تو چپ رہ جا اور اپنے کو فتنہ میں نہ ڈال اور متکبرین کی تردید کرنے سے ڈر تحقیق علم ذلیل ہوتا ہے جب وہ ایسے آدمی کو سکھایا جاتا ہے جس میں اس کے حاصل کرنے کی قابلیت ہی نہ ہو۔

پھر ہشام نے سوال کیا کہ اگر میں کسی کو بھی نہ پاؤں جو حکمت کے

تعلق مجھ سے سوالات کرے تو حضرت نے فرمایا کہ اس کو غنیمت جان کہ کوئی جاہل تجھ سے سوال ہی نہ کرے تا کہ تو فتنہ سے محفوظ رہے کیونکہ رد و قدح بڑا ہی فتنہ ہے اور آگاہ ہو کہ تواضع کرنے والوں کو ان کے تواضع کی مناسبت سے خدا رفعت نہیں دیتا بلکہ اپنی عظمت کی مناسبت سے بلند کرتا ہے اور خدا سے ڈرنے والے بقدر اپنے خوف کے امن نہیں پاتے بلکہ خدا بقدر اپنے کرم و جود کے انھیں امن عطا فرماتا ہے غمگین اور محزون ہستیوں کا خوف و غم ان کے حزن و غم کی مناسبت سے دور نہیں کیا جاتا بلکہ خدا اپنے رحم و رافت کی حیثیت سے انھیں فراخدلی اور خوشی عنایت فرماتا ہے۔ اے ہشام کیا گمان ہے تیرا اس رؤف الرحیم کے متعلق جو دوست رکھتا ہے اُس شخص کو بھی جو اس کے اولیاء کو ایذا دیتا ہے پس کیا سلوک ہوگا (خدا کا) اس سے جو جسنے اُس کی (خدا کی) راہ میں ایذائیں اٹھائی ہیں۔ کیا خیال ہے تیرا اس تواب الرحیم کے متعلق جو اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جسنے جو اُس سے سرکشی اور عداوت کی ہو کیا نہ کرے گا اس شخص کیلئے جسنے ہمیشہ اس کی رضا جوئی کی ہو اور اس کی خوشنودی کے لئے مخلوق کی دشمنی مول لی ہو۔

(شرح) فما ظنك بالروف بمن یوذی فیه - حضرت کے اس ارشاد کو شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب منظوم کیا ہے کہتے ہیں" اے کریمے کہ از خزانۂ غیب ۔ گبر و ترسا وظیفہ خورداری ۔ دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظرداری ۔ (مترجم)

یا هشام من احب الدنیا ذهب خوف الاخرة من قلبه

وما اوتی عبد علما فاز داد للدنیا حبا الا ازداد من الله بعدا وازداد الله علیه غضبا ۔

اے ہشام جو دنیا کو محبوب رکھے گا اس کے دل سے خوفِ آخرت چلا جائے گا اگر وہ بندہ جس کو علم عطا کیا گیا ہو حب دنیا میں پڑ جائے تو پھر وہ خدا سے دور ہو جاتا ہے اور غضب خدا اس پر زیادہ ہو جاتا ہے۔

یا ہشام ان العاقل اللبیب من ترک مالا طاقة له به واکثر الصواب فی خلاف الهوی ومن طال امله ساء عمله

اے ہشام عاقل وہ ہے جو ایسی چیز کے پیچھے نہ پڑے جس کے حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور خواہش نفس کے خلاف عمل کرنے میں بڑی بھلائی ہے۔ جو امیدوں کو دراز کرے گا اس کا عمل خراب ہوگا۔

یا ہشام من اکرم الله بثلث فقد لطف له عقل یکفیه مؤنة هواه وعلم یکفیه مؤنة جهله وغنی یکفیه مخافة الفقر

اے ہشام خدا جسے تین باتوں سے سرفراز کرتا ہے وہ تین باتیں اسکو تین برائیوں سے باز رکھنے کے لئے کافی ہیں۔

عقل دیتا ہے تو وہ اس کی خواہش نفسانی کا بار اٹھانے کے لئے کافی ہو جاتی ہے اور علم دیتا ہے تو وہ اس کے جہل کا بار اٹھانے کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور غنی دیتا ہے تو وہ اس کے فقر کے خوف کے لئے کافی

ہو جاتی ہے۔

یا ہشام احذر هذه الدنیا واحذر اهلها فان الناس فیها علی اربعة اصناف رجل متردد معانق لهواه ومتعلم منقری کلما ازداد علما ازداد کبرا یستعلن بقرائته وعلمه علی من دونه وعابد جاهل یستصغر من هو دونه فی عبادته یحب ان یعظم ویوقر وذو بصیرة عالم عارف بطریق الحق یحب القیام به فهو عاجز او مغلوب ولا یقدر علی القیام بما یعرفه فهو محزون مغموم بذالک فهو امثل اهل زمانه واوجههم عقلا۔

اے ہشام اس دنیا سے ڈر اور اہل دنیا سے بچتا رہ کیونکہ دنیا میں لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ شخص جو ہوا و ہوس میں پھنسا رہتا اور ہلاک ہوتا ہے دوسرا وہ طالب علم جو ہمیشہ بکتا رہتا ہے اور جیسے جیسے اس کا علم بڑھتا جاتا ہے اس کے تکبر میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے اور وہ اپنے سے کم علم لوگوں کے سامنے اپنے علم کا اعلان کرتا اور شیخی کرتا رہتا ہے۔ تیسرا وہ عابد جاہل ہے کہ کم عبادت کرنے والوں کو اپنے سے پست سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی تعظیم اور توقیر کیجائے۔ چوتھا وہ عالم صاحب بصیرت اور حق کے راستے کا جاننے والا ہے جو چاہتا ہے کہ ہمیشہ حق کو قائم کرے لیکن وہ عاجز اور مغلوب ہوتا ہے اور حق کو قائم کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور اس وجہ سے مغموم اور محزون رہتا ہے اور یہی شخص اپنے اہل زمانہ میں افضل اور عقل کی حیثیت سے بے مثل ہوتا ہے۔

(۱۵) قال امیر المومنین العاقل من رفض الباطل۔

(۱۵) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ عاقل وہ ہے جو باطل کو چھوڑے۔

(۱۶) قال الصادق کثرۃ النظر فی العلم یفتح العقل۔

(۱۶) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علم میں زیادہ غور کرنا عقل کو کھولتا ہے۔

(شرح) یعنی علم کی زیادتی عقل کو بڑھاتی ہے۔ (مترجم)

(۱۷) قال امیر المومنین لسان العاقل وراء قلبه قلب الاحمق وراء لسانه۔

(۱۷) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ عقلمند کی زبان قلب کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

(بیان) سید رضی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے اس ارشاد سے مراد یہ ہے کہ عقلمند بغیر سوچے سمجھے گفتگو نہیں کرتا اور احمق بلا غور و فکر جو چاہتا ہے بک دیتا ہے پس عاقل کی زبان تابع عقل ہوتی ہے اور احمق کا قلب تابع لسان ہوتا ہے۔

(۱۸) قال امیر المومنین اذا تم العقل نقص الکلام

(۱۸) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ جب عقل کامل ہو گئی تو کلام کم ہو گیا۔

(شرح) اس کا مطلب یہ ہے جو آدمی کامل العقل ہوتا ہے وہ

باتیں کم کرتا ہے (مترجم)۔

(۱۹) قال امیر المومنین علیه السلام لا یری الجاهل الا مفرطاً۔

(۱۹) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ جاہل ہمیشہ زیادتی کرنیوالا ہوگا۔

(۲۰) قیل لامیر المومنین صف لنا العاقل فقال هو الذی یضع الشیٔ مواضعه قیل له فصف لنا الجاهل قال قد فعلت

(۲۰) جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا کہ عاقل کی تعریف بیان فرمائیے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عاقل وہ ہے جو اشیاء کو ان کے مقام پر رکھدے۔ پھر کہا گیا کہ جاہل کی تعریف بیان کیجئے تو فرمایا کہ میں نے بیان کر دیا۔

(شرح) یضع الشیٔ مواضعه۔ ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھ دینے سے مقصود عدل کرنا ہے چنانچہ عدل کی تعریف بھی یہی ہے وضع کل شیٔ فی موضعه ہر چیز کا اس کے مقام پر رکھ دینا۔

فعلت۔ جب حضرت سے سوال کیا گیا کہ جاہل کی تعریف بیان فرمائیے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ فعلت یعنی میں نے تعریف کر دی یعنی جب میں نے عاقل کی علامت بتا دی تو اس کا ضد جاہل ہوگا (مترجم)۔

(۲۱) قال امیر المومنین کفاك من عقلك ما وضح لك سبیل غیك من رشدك وقال علیه السلام فی وصیته للحسن والعقل حفظ التجارب وخیر ما جربت ما وعظك۔

(۲۱) فرمایا جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے کہ اگر تیری عقل تجھ کو ضلالت اور ہدایت میں فرق و امتیاز بتادے تو تیرے لئے کافی ہے۔ اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو وصیت فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجربوں کو محفوظ کرنا عقل کی علامت ہے اور بہترین تجربہ وہ ہے جس سے انسان نصیحت حاصل کرے۔

(۲۲) قال رسول اللہ ان العاقل من اطاع اللہ وان کان ذمیم المنظر حقیر الخطر وان الجاہل من عصی اللہ وان کان جمیل المنظر عظیم الخطر افضل الناس اعقل الناس۔

(۲۲) فرمایا آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وآلہ نے کہ عاقل وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگرچہ وہ بدصورت اور کم وقعت کیوں نہ ہو۔ جاہل وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ کہ وہ خوبصورت اور بزرگ مرتبت کیوں نہ ہو۔ افضل انسان وہ ہے جو زیادہ عقلمند ہے۔

(۲۳) روی عن امیرالمومنین انہ قال العقل ولادۃ والعلم افادۃ ومجالسۃ العلماء زیادۃ وقال من صحب جاہلا نقص من عقلہ وقال التثبت راس العقل والحدۃ راس الحمق وقال غضب الجاہل فی قولہ وغضب العاقل فی فعلہ وقال العقول مواہب والاداب مکاسب وقال فساد الاخلاق معاشرۃ السفہاء وصلاح الاخلاق معاشرۃ العقلاء وقال العاقل من وعظتہ التجارب وقال علیہ السلام رسولک ترجمان عقلک وقال من ترک الاستماع من ذوی العقول مات عقلہ وقال من جانب ہواہ صح عقلہ وقال من اعجب برایہ ضل ومن استغنی بعقلہ زل

ومن تکبر علی الناس ذل وقال اعجاب المرء بنفسہ دلیل علی ضعف عقلہ وقال عجبا للعاقل کیف ینظر الی شہوۃ یعقبہ النظر الیہا حسرۃ وقال ہمۃ العقل ترک الذنوب واصلاح العیوب۔

(۲۳) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ عقل پیدائشی ہوتی ہے اور علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے علماء کی صحبت سے اس میں زیادتی ہوتی ہے اور فرمایا جو جاہل کی صحبت اختیار کرے گا اس کی عقل میں کمی ہوگی اور فرمایا کہ ثابت قدمی عقل کی علامت ہے اور بحالت غصہ کسی کام کو جلدی سے کر گزرنا حماقت کی دلیل ہے اور فرمایا جاہل باتوں سے غصے کا اظہار کرتا ہے اور عاقل فعل سے اور فرمایا عقول وہبی ہوتے اور آداب کسب سے حاصل ہوتے ہیں اور فرمایا بیوقوفوں سے میل جول رکھنا اخلاق کو فاسد کرتا اور عقلمندوں کی صحبت اخلاق کی درستی کا باعث ہوتی ہے اور فرمایا عاقل وہ ہے جو تجربوں سے نصیحت حاصل کرے اور فرمایا تیرا قاصد تیرے عقل کا ترجمان ہے اور فرمایا جس شخص نے صاحبان عقل کی باتیں سننا ترک کیا اس کی عقل مردہ ہوگئی۔ اور فرمایا جس نے اپنے خواہش نفس کی مخالفت کی اس کی عقل صحیح ہوئی اور فرمایا جس نے اپنی رائے پر ناز کیا وہ گمراہ ہوا اور جس نے عقل سے کام نہ لیا اس سے لغزش ہوئی اور جس نے تکبر کیا ذلیل ہوا اور فرمایا انسان کا اپنے پر اترانا دلیل ہے اس کے ضعف عقل کی اور فرمایا عاقل پر تعجب ہے کہ وہ اُس شہوت کی طرف کس طرح دیکھتا ہے کہ جس کا انجام حسرت ہو اور عقل کی (عاقل) ہمت یہ ہے کہ ارتکاب گناہ سے باز آئے اور اپنے عیوب کی اصلاح کرے

باب ۵

فرض العلم ووجوب طلبه والحث علیه وثواب العالم والمتعلم

تحصیل علم کا فرض اور واجب ہونا اور اس کی طرف رغبت دلانا۔

عالم اور علم سیکھنے والے کا ثواب

(۱) المکبت عن علی عن ابیه عن القداح عن الصادقؑ عن ابیه عن آبائهٔ قال قال رسول اللهؐ من سلك طریقا یطلب فیه علما سلك الله به طریقا الی الجنة وان الملائكة تضع اجنحتها لطالب العلم رضی به وانه یستغفر لطالب العلم من فی السماء ومن فی الارض حتی الحوت فی البحر وفضل العالم علی العابد كفضل القمر علی سائر النجوم لیلة البدر وان العلماء ورثه الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما ولكن ورثوا العلم فمن اخذ منه اخذ بحظ وافر۔

(۱) فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے جو شخص طلب علم کی غرض سے راستہ چلے تو خدا اس کو جنت کے راستے پر لگا دیتا ہے اور طالب علم سے خوش ہو کر فرشتے اس کے راستے میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ طالب علم کے لئے اہل آسمان و زمین یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں طلب مغفرت کرتی ہیں اور عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر ہے اور علماء وارث ہوتے ہیں انبیاء کے۔ انبیاء مال و زر ورثہ میں نہیں چھوڑتے لیکن علم چھوڑتے

ہیں۔ پس جو شخص اس علم سے کچھ حاصل کرے گا تو خیر کثیر کا مالک ہوگا۔

(بیان) سلك الله به۔ به میں ب تعدیہ کا ہے اور جملے کے معنی یہ ہیں کہ خدا اس کو ایسے راستے پر لگا دے گا جو اس کو جنت میں پہنچائے گا یعنی دنیا میں ایسے اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے گا جو اس کی نجات اور جنت میں جانے کا موجب ہوں گے۔

(۲) فی خطبه خطبها امیر المومنین بعد وفات النبیؐ لا کنز انفع من العلم۔

(۲) بعد وفات آنحضرت صلعم جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک دفعہ خطبہ فرمایا اور اس خطبہ میں فرمایا کہ کوئی خزانہ علم سے زیادہ فائدہ بخش نہیں۔

(۳) جماعة عن ابی المفضل الشیبانی عن عبید الله بن الحسن بن ابراهیم العلوی عن ابیه عن عبد العظیم الحسنی الرازی عن ابی جعفر الثانیؑ عن آبائهٔ عن علیؑ قال قلت اربعا انزل الله تعالی تصدیقی بها فی کتابه۔ قلت المرء مخبوء تحت لسانه اذا تكلم ظهر فانزل الله تعالی ولتعرفنهم فی لحن القول قلت فمن جهل شیئا عاداه فانزل الله بل كذبوا بما لم یحیطوا بعلمه وقلت قیمة كل امری ما یحسن فانزل الله فی قصة طالوت ان الله اصطفاه علیكم وزاده بسطة فی العلم والجسم قلت القتل یقل القتل فانزل الله ولكم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب۔

(۳) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ میں نے چار باتیں

کہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چار آئیتیں نازل فرما کر میرے چاروں باتوں کی تصدیق فرمادی۔

(۱) میں نے کہا تھا کہ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا رہتا ہے جیسے ہی گفتگو کی ظاہر ہوا خدا نے آیت نازل کی ولتعرفنهم فی لحن القول یعنی تم جانو گے ان کو ان کے گفتگو کے لحن سے۔

(۲) میں نے کہا تھا کہ جو شخص کسی چیز کے نفع و نقصان سے جاہل ہوگا وہ اس چیز سے عداوت رکھے گا خدا نے آیت نازل کی بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمه یعنی انھوں نے جو چیز نہ سمجھی تھی اس کی تکذیب کی۔

(۳) میں نے کہا تھا کہ ہر آدمی کی قدر و قیمت اس کے کمال کے موافق ہوگی خدا نے آیت نازل کی ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطة فی العلم والجسم یعنی اللہ نے اسے کو برگزیدہ کیا اور زیادہ کیا اس کے علم اور جسم کو۔

(۴) میں نے کہا تھا کہ قتل کم کرتا ہے قتل کو اللہ نے آیت نازل فرمائی کہ "ولکم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب" یعنی قصاص لینے میں تمھاری سلامتی اور حیات ہے اے صاحبان عقل۔

(شرح) المرء مخبوء تحت لسانه۔ حضرت کے اس ارشاد کا کہ انسان اپنے زبان کے تحت چھپا رہتا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان جب تک زبان نہ کھولے اور گفتگو نہ کرے اس کے عیب و ہنر اور اس کی قابلیت وغیرہ چھپی رہتی ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس قابلیت اور صلاحیت کا انسان ہے اور گفتگو کے ساتھ ہی سب حالت ظاہر ہو جاتی ہے۔

شیخ سعدی نے اسی چیز کو یوں ظاہر کیا ہے۔

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

القتل یقل القتل۔ حضرت کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر قتل کے قصاص میں سزائے موت دیجائے تو قوم میں قتل کی واردات کم ہوگی حضرت کے اس قول کی تصدیق فی زماننا اچھی طرح ہو رہی ہے۔ آج کل دنیا کی اکثر ان قوموں نے جو خود کو شائستہ اور مہذب سمجھتی ہیں سزائے موت کو موقوف کر دیا اور اس کے عوض سزائے حبس دوام جاری کی لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان ممالک میں قتل و خون کی کثرت ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں انسان کو جان کے ڈر سے اور کوئی ڈر زیادہ نہیں۔ (مترجم)

(۵) ابی عن سعید عن الیقطینی عن یوسف بن عبدالرحمٰن علی الحسن بن زیاد العطار عن ابن طریف عن ابن نباتة قال قال امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب تعلم العلم فان تعلمه حسنة ومدارسته تسبیح والبحث عنه جهاد وتعلیمه لمن لا یعلم صدقة وهو عند الله لاهله قربة لانه معلم الحلال والحرام وسالک بطلبه سبیل الجنة وهو انیس فی الوحشة وصاحب فی الوحدة وسلاح علی الاعداء وزین الاخلاء یرفع الله به اقواما یجعلهم فی الخیر ائمة یقتدی بهم ترمق اعمالهم وتقتبس آثارهم وترغب الملائکة فی خلتهم یمسونهم باجنحتهم فی

صلوتہم لان العلم حیوٰۃ القلوب ونور الابصار من العمی وقوۃ الابدان من الضعف وینزّل اللّٰہ حاملہ منازل الابرار ویمنحہ مجالسۃ الاخیار فی الدنیا والاخرۃ ۔ بالعلم یطاع اللّٰہ ویعبد وبالعلم یعرف اللّٰہ ویوحد وبالعلم توصل الارحام وبہ تعرف الحلال والحرام والعلم امام العقل والعقل تابعہ یلھمہ اللّٰہ السعداء ویحرمہ الاشقیاء ۔

(۵) فرمایا جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ علم حاصل کرو کیونکہ علم کا حاصل کرنا نیکی ہے اور اس کی مدارست تسبیح ہے اور علمی معاملات میں بحث کرنا جہاد ہے مرد جاہل کو تعلیم دنیا صدقہ ہے اور علم متعلم کی اللہ سے قربت کا باعث ہوتا ہے اس لئے کہ علم سے حلال اور حرام کا فرق معلوم ہوتا ہے اور علم ہی متعلم کو جنت کے راستے پر لگا دیتا ہے علم انسان کا وحشت میں مونس اور تنہائی میں ساتھی ۔ دشمن کے مقابلے میں ہتھیار اور دوست اور احباب میں باعث زینت ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ تعلیم ہی کے ذریعہ قوموں کو مراتب عالیہ عطا فرماتا ہے اور تعلیم یافتہ اقوام کو خوبیوں کے ہادی اور رہنما قرار دیتا ہے کہ دنیا میں ان کے اعمال اور افعال غور سے دیکھے جاتے ہیں اور اُن کے آثار سے فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔ فرشتے ان کی دوستی کے خواہاں رہتے اور ان کو نماز کے وقت اپنے پروں سے چھوتے ہیں ۔علم قلوب کو زندہ رکھتا ۔ انکھوں کو نور بخشتا اور بدنوں کا ضعف دور کرکے قوت پہنچاتا ہے ۔ علماء کو خدائے تعالیٰ ابرار کے منازل عطا کرتا ہے اور

دنیا اور آخرت میں اس کو نیکوں کی ہم نشینی عطا کرتا ہے ۔ علم ہی کے ذریعہ اللہ کی اطاعت اور عبادت کیجاتی ہے ۔ علم ہی کے وجہ سے اللہ پہنچانا جاتا اور اس کی توحید کا اقرار کیا جاتا ہے ۔علم ہی کے باعث صلہ رحم کیا جاتا اور حلال وحرام کا فرق معلوم ہوتا ہے ۔ علم رہنما ہے اور عقل اس کی تابع ۔ نیک بخت ہستیوں کو علم اللہ کی طرف سے الہام کے ذریعہ پہنچتا ہے اور اشقیاء اس سے محروم رہتے ہیں ۔

(شرح) جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اس مختصر ارشاد میں سمندر کو کوزہ میں بند فرما دیا ہے ۔ اس کا ایک ایک فقرہ ایک بسیط مضمون کی شان رکھتا ہے مثلاً آپ کے اس ارشاد کی کہ "وھو سلاح علی الاعداء" یعنی علم دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار کا کام دیتا ہے ۔ اس کی اندنوں کس قدر تصدیق ہو رہی ہے ۔ ان دنوں جنگ میں فوج کی کثرت اور انسانوں کی قوت کام نہیں دیتی بلکہ علم وعقل کے ذریعہ لڑائی میں فتح نصیب ہوتی ہے جو اقوام سائنس اور دیگر علوم میں ممتاز ہیں وہی اپنے اختراعات وایجادات کے وجہ اپنے حریف پر بازی لیجا رہی ہیں ۔ اسی طرح حضرت کا یہ ارشاد کہ "یرفع اللّٰہ بہ" تو یورپ اور امریکہ کو بسبب ان کے علم کے ہم اپنا مقتدیٰ سمجھتے ۔ ان کے افعال اور اعمال کی کورانہ تقلید کرتے اور ان کے ایجادات سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

حضرت کا یہ ارشاد "یلھمہ اللّٰہ السعداء ویحرمہ الاشقیاء" اس کا مطلب یہ ہے کہ علم حقیقی تعلیم وتعلم سے نہیں آتا بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے اس کو الہام کرتا ہے بشرطیکہ وہ سعید ہو اور شقی کو علم حقیقی حاصل ہی

نہیں ہو سکتا۔ ہمارا جو علم ہے وہ علم کسبی ہے لیکن جو علم انبیاء و ائمہ اور اولیاء کا ہوتا ہے وہ علم وہبی اور حقیقی ہوتا ہے۔ (مترجم)

(۶) ابی عن احمد بن ادریس عن الاشعری عن ابن عیسیٰ عن علی عن اخیہ عن ابیہ عن ابیعبد اللہؑ قال سئل امیر المومنینؑ عن اعلم الناس قال من جمع علم الناس الی علمہ۔

(۶) جناب امیر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ عالم کون ہے۔ ارشاد فرمایا جو اپنے علم کے ساتھ اور لوگوں کے علم کو جمع کرلے

(شرح) حضرت کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اعلم وہ ہے جو ہمیشہ ذریعہ مطالعہ اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے۔ خود کو فارغ التحصیل سمجھ کر جو انسان مطالعہ اور درس وتدریس سے مستغنی ہو جاتا ہے وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔ (مترجم)

(۷) باسنادہ عن موسیٰ بن جعفرؑ عن آبائہ قال قال رسول اللہؐ اربع یلزمن کل ذی حجی و عقل من امتی قیل یا رسول اللہ ما ھن قال استماع العلم و حفظہ و نشرہ عند اھلہ والعمل بہ۔

(۷) فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے چار چیزیں میری امت کے ہر صاحب عقل و فہم پر لازم ہیں۔ پوچھا گیا کہ رسول اللہ وہ کیا ہیں فرمایا علم کا سننا اور یاد رکھنا اور پھر اس کے اہل میں اس کی اشاعت کرنا اور اس (علم) پر عمل کرنا۔

(شرح) نشرہ عند اھلہ۔ حضرت کے اس ارشاد کا مطلب

ہو سکتا ہے ہر شخص کو اس کی عقل و دانش کے مناسبت سے سکھانا چاہیئے ورنہ نتیجہ غیر مفید ہوگا اسی طرح ہر شخص سے اس کی سمجھ کے مطابق بات کرنی چاہیئے۔

"والعمل بہ" یعنی علم بلا عمل بیکار ہے جو عالم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور اس پر عمل نہیں کرتا وہ جاہل کے برابر ہے۔ (مترجم)

(۸) ماجیلویہ عن عمہ البرقی عن ابیہ عن عدۃ من اصحابہ یرفعونہ الی ابیعبد اللہؑ انہ قال منھومان لایشبعان منھوم علم و منھوم مال۔

(۸) ارشاد فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے دو عاشق کبھی سیر نہیں ہوتے ایک تو علم کا عاشق دوسرا مال کا۔

(بیان) منھوم بروزن مفعول اس آدمی کو کہتے ہیں جو کھانے کا حریص ہو۔ منھوم بکذا کہا جاتا ہے اور اس کے معنی یہ لئے جاتے ہیں کہ وہ فلاں چیز کا حریص ہے۔

(۹) باسناد التمیمی عن الرضا عن آبائہؑ عن علیؑ انہ قال العلم ضالۃ المومن۔

(۹) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ علم مومن کی گم شدہ اونٹنی ہے

(شرح) ایک عرب کا تمام مال و متاع اس کی اونٹنی ہوا کرتی ہے اور اس کی زندگی کا مدار اس اونٹنی پر ہوتا ہے جب وہ گم ہو جاتی ہے تو اس کی تلاش میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتا جناب امیر علیہ السلام نے اس کو

بطور استعارہ فرمایا ہے کہ مومن تلاش علم میں ویسا ہی منہمک رہتا ہے جیسا کہ عرب اپنی گم شدہ اونٹنی کی تلاش میں رہتا ہے (مترجم)

(۱۰) المفید عن الجبائی قال حدثنی الشیخ الصالح عبد اللہ ابن محمد بن عبد اللہ بن یاسین قال سمعت العبد الصالح علیؑ بن محمد بن علی الرضاؑ بسر من رای یذکر عن آبائہ قال قال امیر المومنینؑ العلم وراثۃ کریمہ والآداب حلل حسان والفکر مراۃ صافیۃ والاعتبار منذر ناصح وکفی بک ادبا لنفسک ترکک ما کرھتہ لغیرک۔

(۱۰) امام علی النقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ علم ایک وراثت کریمہ ہے اور آداب و اخلاق لباس ہائے فاخرہ ہیں اور فکر آئینہ صاف ہے اور اعتبار ڈرانے والی اور نصیحت کرنے والی چیز ہے۔ اور تیرے نفس کو ادب سکھانے کے لئے یہ کافی ہے تو اس چیز سے باز آ جس کا وجود دوسروں میں تو پسند نہیں کرتا۔

(شرح) ترکک ما کرھتہ لغیرک جن چیزوں کو ہم دوسروں میں دیکھ کر کراہت کرتے ہیں اُن سے ہمیں چاہیئے کہ خود بھی دور رہیں۔ بالفاظ دیگر ہم کو دوسروں کے افعال و اوصاف پر نکتہ چینی کرنے کا حق اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم خود ان افعال ذمیمہ اور اوصاف شنیعہ سے مبرّا اور منزہ ہوں (مترجم)

(۱۱) باسناد ابی قتادہ عن ابیعبد اللہ انہ قال لست احب ان اری الشاب منکم الاغادیا فی حالین اما عالما او متعلما فان لم یفعل فرّط فان فرط ضیّع فان ضیع اثم وان اثم سکن النار۔

(۱۱) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ دیکھوں کسی نوجوان کو کہ وہ صبح اٹھے مگر دو حالتوں میں یا تو عالم ہو یا متعلم ——— اگر نوجوان نے ایسا نہ کیا تو گویا اس نے کوتاہی کی اور جس نے کوتاہی کی اس نے خود کو تباہ کیا اور جس نے خود کو تباہ کیا وہ جہنم میں گیا۔

(۱۲) باسناد المجاشعی عن ابیعبد اللہ جعفرؑ بن محمد عن آبائہؑ عن علیؑ قال قال رسول اللہؐ العالم بین الجھّال کالحی بین الاموات وان طالب العلم یستغفر لہ کل شئ حتی حیتان البحر وھوامہ وسباع البر وانعامہ فاطلبوا العلم فانّہ السبب بینکم وبین اللہ عزوجل وان طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

(۱۲) فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے۔ عالم کی مثال جہلاء میں ایسی ہے جیسے کہ مردوں میں زندہ تحقیق کہ طالب علم کے لیے ہر شئے طلب مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور خشکی کے درندے اور چوپائے۔ پس طلب کرو تم علم کو کیونکہ وہ ذریعہ اور سبب ہے تمہارے اور اللہ کے درمیان اور تحقیق کہ علم کا طلب کرنا فریضہ ہے ہر مسلمان کا۔

(۱۳) محمد بن حسان عن محمد بن علی عن عیسٰی بن عبد اللہ العمری عن ابیعبد اللہ قال طلب العلم فریضۃٌ فی کل حال۔

(۱۳) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علم کا طلب کرنا ہر حالت میں فرض ہے۔

(شرح) طلب جستجو کرنے کے معنی میں ہے ہر طلب کے لئے حصول لازم نہیں ہے انسان کے ذمہ صرف طلب ہے اور مقصود کا حاصل ہونا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

(۱۴) ابن ہاشم عن الحسین بن سیف عن ابیہ عن سلیمان بن عمرو عن عبد اللہ بن حسن بن علیؑ عن ابیہ علیؑ قال طالب العلم یشیعہ سبعون الف ملک من مفرق السماء یقولون صل علی محمد وآل محمد۔

(۱۴) فرمایا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ جب طالب علم گھر سے چلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے آسمان کے صل علی محمد وآل محمد کہتے ہوئے اس کے جلو میں رہتے ہیں۔

(۱۵) احمد بن محمد عن ابن محبوب عن عمر بن ابی المقدام عن جابر عن ابی جعفرؑ قال قال رسول اللہؐ العالم والمتعلم شریکان فی الاجر للعالم اجران وللمتعلم اجر ولاخیر فی سواے ذالک

(۱۵) فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ عالم اور متعلم ہر دو ثواب میں شریک ہیں۔ عالم کو بہ نسبت متعلم کے دُگنا ثواب ملتا ہے۔ اس کے سوائے اور کسی چیز میں خیر نہیں

(۱۶) محمد بن الحسین عن عمرو بن عثمان وابن فضال معاً عن جمیل عن محمد بن مسلم عن ابی جعفرؑ قال ان الذی تعلّم العلم منکم له مثل اجر الذی تعلّمه وله الفضل علیه تعلموا العلم من حملة العلم وعلّموه اخوانکم کما علّمکم العلماء۔

(۱۶) فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے جس نے تم میں سے علم سیکھا اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا کہ معلم کے لئے ہے لیکن معلم کو اس پر فضیلت ہے علم سیکھو حاملان علم سے اور اس کو سکھاؤ اپنے بھائیوں کو جیسا کہ تم کو علمائے نے سکھایا۔

(۱۷) احمد بن محمد عن محمد بن علی عن الحسین بن علی بن یوسف عن مقاتل عن الربیع بن محمد عن جابر عن ابی جعفرؑ قال ما من عبد یغدو فی طلب العلم ویروح الا خاض الرحمة خوضاء۔

(۱۷) فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے نہیں مشغول ہوتا ہے کوئی بندہ صبح وشام طلب علم میں مگر وہ اللہ کی رحمت میں غرق ہو جاتا ہے۔

(۱۸) عن امیر المومنین صلوٰت اللہ علیہ قال ایہا الناس اعلموا ان کمال الدین طلب العلم والعمل بہ۔ وان طلب العلم اوجب علیکم من طلب المال ان المال مقسوم بینکم مضمون لکم قد قسمہ عادل بینکم وضمنہ وسیفی لکم بہ والعلم مخزون علیکم عند اهلہ قد امرتم بطلبہ منہم فاطلبوہ واعلموا ان کثرۃ المال مفسدۃ للدین مقساۃ للقلوب وان کثرۃ العلم والعمل بہ مصلحۃ للدین سبب الی الجنۃ والنفقات تنقص المال والعلم یزکو علی الانفاق بثّہ الی حفظتہ ورواتہ۔ واعلموا ان صحبۃ العالم واتباعہ دین یدان اللہ بہ وطاعتہ مکسبۃ للحسنات ممحات للسیئات وذخیرۃ للمومنین رفعۃ فی حیاتہم

وجمیل الاحد وثنته عنهم بعد موتهم۔ ان العلم ذو فضائل کثیرۃ
فرأسه التواضع وعینه البراءۃ من الحسد واذنه الفهم ولسانه
الصدق وحفظه الفحص وقلبه حسن النیه وعقله معرفۃ الاشیاء
بالاسور ویده الرحمۃ وهمته السلامۃ ورجله زیارۃ العلماء
وحکمته الورع ومستقرہ النجاۃ وقایدہ العافیۃ ومرکبه الوفاء
وسلاحه لین الکلام وسیفه الرضاء وقوسه المداراۃ وجیشه محاورۃ
العلماء وماله الادب وذخیرته اجتناب الذنوب وزادہ المعروف
وماواہ الموادعۃ ودلیله الهدیٰ ورفیقه صحبۃ الاخیار۔

(۱۸) ارشاد فرمایا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ اے لوگو علم حاصل کرو تحقیق کہ دین کا کمال علم کا طلب کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے اور تحقیق کہ تم پر علم کا طلب کرنا زیادہ واجب ہے مال کے طلب کرنے سے کیونکہ مال تم پر تقسیم کر دیا گیا اور تمہارے لئے خدا کی جانب سے اس کے بارے میں ضمانت دیگئی ہے۔ جس کو اسُ حاکم عادل نے (خدا) تمہارے درمیان تقسیم فرما چکا ہے اور عنقریب وہ اپنے وعدہ کو وفا کرے گا لیکن علم تمہارے لئے جمع کر دیا گیا ہے ایسے لوگوں کے پاس جو اس کے اہل پائے گئے اور تم کو حکم دیا گیا کہ تم ان خازنین علم سے اس کو طلب کرو اور آگاہ ہو کہ مال کی کثرت دین کو خراب اور قلوب کو سخت کرتی ہے اور علم کی کثرت اور عمل سے دین کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ جنت میں پہنچاتے ہیں۔ خرچ کرنے سے مال میں کمی واقع ہوتی ہے لیکن علم خرچ کرنے سے

بڑھتا جاتا ہے اور اس کا خرچ کرنا اس کی اشاعت کا باعث ہوتا ہے ان لوگوں میں جو اس کو یاد رکھتے اور پھر روایت کرتے ہیں اور آگاہ ہو کہ عالم کی صحبت میں رہنا اور اس کی اتباع کرنا دین ہے جس کے ذریعہ اللہ کی اطاعت کیجاتی ہے۔ اور عالم کی اطاعت سے حسنات حاصل ہوتے ہیں اور برائیاں مٹ جاتی ہیں اور علم ایسا ذخیرہ ہے جو مومنین کے لئے زندگی میں ان کی رفعت کا باعث ہوتا اور ان کی موت کے بعد انکی اچھی یاد باقی رہ جاتی ہے تحقیق کہ علم کئی فضیلتیں رکھتا ہے۔ سر اس کا تواضع ہے آنکھیں اس کی حسد سے برارت حاصل کرنا ہے۔ کان اس کا فہم ہے۔ زبان اس کی صدق ہے اور اس کی قوت حافظہ تحقیق ہے۔ دل اسکا حسن نیت ہے عقل اس کی واقعات کے اسباب کا پہچانتا ہے۔ ہاتھ اس کا رحمت ہے اور اس کی ہمت سلامتی ہے۔ پاؤں اس کے علماء کی زیارت ہے۔ حکمت اس کی پرہیز گاری ہے اور اس کا مستقر نجات ہے اور اس کا قاید سلامتی ہے۔ سواری اس کی وفاء ہے۔ ہتھیار اس کے کلام میں نرمی ہے۔ تلوار اس کی رضا۔ تیر کمان اس کے مدارات ہے۔ لشکر اس کا علماء سے گفتگو کرنا ہے۔ مال اس کا ادب ہے ذخیرہ اس کا گناہوں سے بچنا۔ توشہ اس کا نیکی ہے۔ جائے پناہ اس کی مصالحت ہے رہنما اس کا ہدایت ہے۔ رفیق اس کا نیک بندوں کی صحبت ہے۔

(شرح) جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اس ارشاد کے آخر حصے میں علم کے فضائل واضح طور پر سمجھانے کے لئے علم کو مشخص کر دیا ہے اور اس کی تشبیہہ انسان سے دی ہے۔ (مترجم)

(۱۹) جعفر بن محمد الاشعری عن القداح عن ابی عبد اللہ
عن ابیہ قال قال علیؑ فی کلام لہ لا یستحی الجاھل اذا لم یعلم ان یتعلم

(۱۹) فرمایا جناب امیر علیہ السّلام نے کہ جاہل جب کسی چیز سے لاعلم ہو تو اس کو معلوم کرنے اور سیکھنے میں شرم نہ کرے۔

(۲۰) ابی عن یونس عن ابی جعفر الاحول عن ابی عبد اللہؑ
قال لا یسع الناس حتی یسالوا ویتفقھوا۔

(۲۰) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ لوگوں کے معلومات میں اس وقت تک وسعت نہیں ہو سکتی حتی کہ وہ علمی مسائل علمائے سے دریافت کریں اور عالم بن جائیں۔

(۲۱) قال النبی فقیہٌ واحد اشد علی ابلیس من الف عابد وقال من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وقال من لم یصبر علی ذل التعلم ساعۃ بقی فی ذل الجھل ابدا وقال طالب العلم لا یموت او یمتع جدہ بقدر کدہ۔

(۲۱) فرمایا حضرت رسول خدا صلعم نے ایک عالم ابلیس پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے اور فرمایا خدا جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کا عالم بناتا ہے اور فرمایا جس نے شاگردی کی ذلت پر صبر اختیار نہ کیا ہو تو ہمیشہ جہل کی ذلت میں گرفتار رہیگا اور فرمایا طالبعلم نہیں مرتا یہاں تک کہ وہ اپنی کوشش کے مطابق فائدہ نہ اٹھا لے۔

(۲۲) قال الصادقؑ لو علم الناس ما فی العلم لطلبوہ ولو

بسفک المھج وخوض اللجج۔

(۲۲) فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے کہ اگر لوگ علم کے فوائد اور فضائل سے واقف ہوتے تو اس کی طلب میں خونِ دل وجگر بہا دیتے اور گہرے سمندروں میں کود جاتے

(بیان) مہج کے معنی خون کے ہیں بالخصوص دل کے خون کو مہجت کہتے ہیں لُجّۃ۔ گہرا پانی۔

(۲۳) قال رسول اللہ ان العبد اذا خرج فی طلب العلم ناداہ اللہ عزوجل من فوق العرش مرحبا بک یا عبدی اتدری ای منزلۃ تطلب وای درجۃ تروم تضاھی ملائکۃ المقربین لتکون لھم قرینا لابلغنک مرادک ولاوصلنک بحاجتک۔

(۲۳) فرمایا حضرت رسول صلعم نے کہ جب بندہ گھر سے نکلتا ہے طلب علم کے لئے تو اللہ وعزوجل عرش پر سے ندا فرماتا ہے کہ مرحبا اے میرے بندے کیا تو جانتا ہے کہ کس منزلت کا تو طالب ہے اور تو کس درجے کا قصد رکھتا ہے کیا تو میرے ملائکہ مقربین کی ہمسری کرنا چاہتا ہے تاکہ ان کا قرین ہو جائے۔ ہاں میں تجھے تیری مراد اور حاجت تک ضرور پہنچا دوں گا۔

(بیان) جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ملائکہ مقربین کا قرین بننے کی خواہش کرنے کا کیا مطلب ہے تو حضرت نے سائل کو جواب دیا کہ کیا نہیں سنا تو نے قول اللہ تعالی کا) شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم

اس آیت میں گواہی کی ابتدا خدا نے اپنے نفس سے کی پھر ملائکہ کا ذکر کیا۔ پھر صاحبان علم کا ذکر فرمایا جو ملائکہ کے ساتھی ہوتے ہیں ان کے سردار اول حضرت محمد مصطفٰی صلعم ہیں اور سردار ثانی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور سردار ثالث آل محمد ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ تم اے گروہ شیعہ عالم ہو ہمارے علم کے اور نزدیک ہو ہم سے اور ملائکہ مقربین سے اور گواہی دینے والے ہو اللہ کی توحید و عدل و کرم اور اس کے وجود کی اور بندوں میں جو ہمارے مخالفین ہیں ان کے عذرات کو تم قطع کرنے والے ہو اور تم نے ایک اچھا طریقہ اختیار کیا ہے اور بڑی سعادت حاصل کی ہے۔ اے گروہ شیعہ مبارک ہو تم کو کہ حضرت محمد مصطفٰی صلعم اولین و آخرین کے سردار ہیں اور آنحضرت کو دوست رکھنے والے اصحاب ان کے اور حضرت علی کے دوست ہیں اور ان دو بزرگواروں کے اعداء سے دوری اختیار کرنے والے سب امتوں سے افضل ہیں اور جو محمد اور علی اور آل محمد کو دوست نہ رکھے اور ان کے دشمنوں سے دوری اختیار نہ کرے خدا اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا اور نہ اس کا کوئی گناہ معاف ہوگا۔

(۲۴) ابوحمزہ ثمالی عن علیؑ ابن حسینؑ عن ابیہ عن جدہ امیر المومنینؑ قال واللہ ما برآ اللہ من بریۃ افضل من محمدؐ و منی و اھل بیتی وان الملائکۃ لتضع اجنحتھا لطلبۃ العلم من شیعتنا۔

(۲۴) فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے کہ قسم خدا کی کہ نہیں پیدا کیا خدا نے اپنی مخلوق سے کسی کو افضل محمد مصطفٰی صلی اللہ وعلیہ وآلہ سے اور مجھ سے اور میرے اہلبیت سے اور تحقیق کہ ملائکہ بچھا دیتے ہیں اپنے پروں کو ان طالبان علم

کے لئے جو ہمارے دوستوں سے ہوں۔

(۲۵) قال الباقرؑ الروح عماد الدین والعلم عماد الروح والبیان عماد العلم۔

(۲۵) فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ روح ستون ہے دین کا اور علم ستون ہے روح کا اور بیان ستون ہے علم کا۔

(۲۶) قال رسول اللہؐ طالب العلم بین الجھال کالحی بین الاموات۔

(۲۶) فرمایا حضرت رسول خدا صلعم نے کہ جہلا میں طالب علم ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ۔

(۲۷) حسین بن ابراھیم القزوینی عن محمد بن وھبان عن علی بن جیش عن العباس بن محمد بن الحسین عن ابیہ عن صفوان الحسین بن ابی غندر عن ابن ابی یعفور عن ابی عبد اللہؑ قال کمال المومن فی ثلث خصال التفقہ فی دینہ والصبر علی النائبۃ والتقدیر فی المعیشۃ۔

(۲۷) ارشاد فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے تین خصلتوں کا رکھنا مومن کا کمال ہے۔ دین کی باتوں کو سعی بلیغ سے سیکھنا مصیبت میں صبر کرنا اور مقدر شدہ رزق پر قانع رہنا۔

(۲۸) قال امیر المومنینؑ العلم وراثۃ کریمۃ والفکر مراۃ صافیۃ۔

(۲۸) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کہا علم اچھی وراثت ہے اور فکر صاف آئینہ ہے۔

(۲۹) سئل امیر المومنینؑ عن الخیر ما هو فقال لیس الخیر ان یکثر مالك و ولدك ولكن الخیر ان یکثر علمك و یعظم حلمك۔

(۲۹) جناب امیر علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ نیکی کی کیا تعریف ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مال کا جمع کرنا یا اولاد کا بڑھانا نیکی نہیں بلکہ نیکی یہ ہے کہ تو اپنے علم میں اضافہ کرے اور علم کو بڑھاتا جائے۔

(۳۰) قال علی علیہ السلام کل وعاء یضیق بما جعل فیه الا وعاء العلم فانه یتسع

(۳۰) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ ہر ایک برتن جب اس میں کوئی چیز ڈالی جائے تو بھر جاتا ہے لیکن علم کا برتن اور پھیلتا جاتا ہے۔

(۳۱) قال علی علیہ السلام الجاهل صغیر وان کان شیخا والعالم کبیر وان کان حدثا۔

(۳۱) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے جاہل کتنا ہی عمر میں بڑا ہو چھوٹا ہوگا اور عالم کتنا ہی عمر میں چھوٹا ہو بزرگ ہوگا۔

(شرح) حضرت کے اس ارشاد کا یہ بھی ترجمہ ہوگا۔

بزرگی بعقل است نہ بسال۔ (مترجم)

(۳۲) قال علی علیہ السلام من عُرف بالحکمة لحظته العیون

بالوقار۔

(۳۲) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ جو شخص علم وحکمت کیلئے مشہور ہوگا تو آنکھیں اس کو وقار سے دیکھیں گی (یعنی لوگوں میں اُس کی عزت ہوگی)۔

(۳۳) قال علی علیہ السلام علیکم بطلب العلم فان طلبه فریضة وهو صلة بین الاخوان و دال علی المروت وتحفة فی المجالس وصاحب فی السفر وانس فی الغربة۔

(۳۳) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ علم حاصل کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا تم پر فرض ہے۔ علم ہی بھائی بندوں میں صلہ رحم کا باعث ہوتا ہے اور علم ہی مروت کے راستے بتاتا ہے۔ علم ہی مجالس میں تحفہ ہے سفر میں ساتھی اور غربت میں مونس ہوتا ہے۔

(۳۴) قال علیؑ الشریف من شرفه علمه۔

(۳۴) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ شریف وہ ہے جس کو علم نے شریف بنایا ہو۔

(۳۵) قال الصادقؑ الملوك حکام علی الناس والعلماءُ حکام علی الملوك

(۳۵) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ بادشاہ حکومت کرتے ہیں رعایا پر اور علماء حکومت کرتے ہیں بادشاہوں پر۔

(۳۶) قال امیر المومنینؑ الکلمة من الحکمة یسمعها الرجل یقول

اویعمل بها خیر من عبادة سنه

(۳۶) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ اگر کوئی شخص ایک کلمہ حکمت کا سنے اور سنکر اس کو بیان کرے یا اسپر عمل کرے تو یہ ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۳۷) قال النبی من طلب العلم فهو کالصائم نهاره القائم لیله وان بابا من العلم یتعلمه الرجل خیر له ان یکون ابو قبیس ذهبا فانفقه فی سبیل الله وقال من جاء الموت وهو یطلب العلم یحیی به الاسلام کان بینه وبین الانبیاء درجة واحدة فی الجنة وقال نوم مع علم خیر من صلوة علی جهل وقال قلیل من العلم خیر من کثیر العبادة

(۳۷) فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ طالب علم مثل دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو عبادت کرنے والے کے ہے اور تحقیق کہ اگر کوئی شخص علم کے ایک باب کی تعلیم دے تو بہتر ہے اس سے کہ ابو قبیس کے برابر اس کو سونا ملجائے اور وہ اس کو فی سبیل اللہ تقسیم کر دے اور فرمایا کہ اگر کسی شخص کی موت آجائے ایسی حالت میں کہ وہ اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے علم حاصل کر رہا ہے تو اس کا اور انبیاء کا درجہ جنت میں ایک ہی ہوگا اور فرمایا کہ علم کے ساتھ سونا بہتر ہے جہل کے ساتھ عبادت کرنے سے اور فرمایا تھوڑا علم بہتر ہے کثیر عبادت سے۔

(۳۸) قال امیر المومنینؑ العلم افضل من المال لسبعة

الاول انه میراث الانبیاء والمال میراث الفراعنه الثانی العلم لا ینقص والمال ینقص الثالث یحتاج المال الحافظ والعلم یحفظ صاحبه الرابع العلم یدخل فی الکفن ویبقی المال الخامس المال یحصل للمومن وللکافر والعلم لا یحصل الا للمومن خاصة السادس جمیع الناس یحتاجون الی العلم فی امر دینهم ولا یحتاجون الی صاحب المال السابع العلم یقوی الرجل علی المرور علی صراط والمال یمنعه۔

(۳۸) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے علم کو مال پر سات فضیلتیں حاصل ہیں۔

(۱) علم میراث انبیاء ہے اور مال میراث فراعنہ۔

(۲) علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا اور مال کم ہو جاتا ہے۔

(۳) مال کے لئے ایک محافظ کی ضرورت ہے اور علم صاحب علم کی خود حفاظت کرتا ہے۔

(۴) علم انسان کے ساتھ قبر میں جاتا ہے اور مال دنیا میں رہ جاتا ہے

(۵) مومن اور کافر دونوں مال حاصل کر سکتے ہیں لیکن علم خاص مومن کا حصہ ہوتا ہے۔

(۶) امور دینیہ کے سمجھنے کے لئے سب کو علم کی محتاجی ہے لیکن ہر ایک کو مالدار شخص کے پاس رجوع ہونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(۷) علم مرد کو صراط پر سے گذرنے کے لئے قوی کرتا ہے اور مال

اس میں مانع ہوتا ہے۔

(شرح) عام طور پر مشہور رہے کہ "صراط" ایک بال سے باریک اور استرے کی دھار سے تیز ایک راستہ ہوگا جس پر سے روز حشر لوگوں کو گذرنا ہوگا اور اس کے نیچے دوزخ ہوگا۔ گنہگار گذرتے وقت کٹ کر دوزخ میں گر جائیں گے اور نیک بندے اس پر سے گذر کر جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ ایک تشبیہ ہے تفہیم کے لئے۔ صراط سے مطلب دراصل صراط مستقیم ہے کہ جو شخص صراط مستقیم کو پالے اور اس پر قائم رہے وہ ناجی ہوگا اور بغیر علم اور معرفت کے صراط مستقیم مل نہیں سکتا تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد و علی و آل محمد علیہم السلام ہیں جب تک ان کی محبت نہ ہو اور ان کے طریقے پر نہ چلے نجات ممکن نہیں (مترجم)

(۳۹) عن ابی ذر قال سمعنا رسول اللہ یقول اذا جاء الموت طالب علم وھو علی ھذا الحال مات شہیدا۔

(۳۹) حضرت ابو ذر غفاری فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہے کہ اگر کوئی طالب علم ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ حصول علم میں مشغول ہو تو وہ شہید مرا۔

(۴۰) جعفر بن محمد بن شریح عن حمید بن شعیب عن جابر الجعفی قال سمعت ابا عبد اللہ یقول ان علیاً کان یقول اقتربوا واسألوا فان العلم یقبض قبضا و یضرب بیدہ علی بطنہ و یقول اما واللہ ما ھو مملوء شحما ولکنہ مملوء علما۔ واللہ ما من آیۃ نزلت فی رجل من

قریش ولا فی الارض فی بر ولا بحر ولا سھل ولا جبل الا انا اعلم فیمن نزلت وفی ای یوم وفی ای ساعۃ نزلت۔

(۴۰) جابر الجعفی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو میرے قریب آؤ قریب آؤ اور مجھ سے سوال کرو کیوں کہ عنقریب علم دنیا سے اٹھ جائے گا اپنا دست مبارک اپنے پیٹ پر مارتے اور ارشاد فرماتے کہ آگاہ ہو کہ قسم بخدا یہ پیٹ چربی سے بھرا ہوا نہیں ہے بلکہ علم سے پر ہے۔ خدا کی قسم قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں جو کسی مرد قریشی کے بارے میں نازل ہوئی یا زمین پر خشکی پر یا تری پر۔ جنگل میں یا پہاڑ پر کہ میں نہ جانتا ہوں کہ کس کے لئے کس دن اور کس ساعت میں نازل ہوئی۔

(۴۱) قال النبیؐ اطلبوا العلم ولو بالصین وقال ما علی من لا یعلم من حرج ان یسئل عما لا یعلم۔

(۴۱) فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ طلب کرو علم کو اگر وہ ملک چین میں کیوں نہ ہو اور فرمایا اس شخص کے لئے جو نہ جانتا ہو کوئی حرج نہیں کہ سوال کرے اس چیز کے متعلق۔

(بیان) پہلے ارشاد کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ علم کی تلاش میں دور دراز ممالک کا سفر کرنا ہو تو انسان دریغ نہ کرے دوسرے ارشاد کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ انسان اگر کسی چیز کا علم نہ رکھتا ہو تو اس کے دریافت کرنے میں شرم نہ کرے۔

(۴۲) قال النبیؐ من خرج من بیتہ لیلتمس بابا من العلم

ینتفع بہ ویعلمہ غیرہ کتب اللہ بکل خطوۃ عبادۃ الف سنۃ صیامھا وقیامھا وحفتہ الملائکۃ باجنحتھا وصلی علیہ طیور السماء وحیتان البحر ودواب البر وانزلہ اللہ منزلۃ سبعین صدیقا وکان خیرا لہ من ان کانت الدنیا کلھا فجعلھا فی الاخرۃ

(۴۲) فرمایا نبی صلعم نے کہ جو شخص نکلے اپنے گھر سے ڈھونڈھتے ہوئے علم کے دروازے کو تا اس سے خود منتفع ہو اور اپنے غیر کو تعلیم دے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ہزار سال کے روزوں اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور فرشتے اس کو اپنے پروں میں لے لیتے ہیں اور اس پر آسمان کے پرندے سمندر کی مچھلیاں اور خشکی کے چوپائے رحمت بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُس کو ستر صدیقوں کا درجہ عطا کرتا ہے۔ اگر اسکو ساری دنیا ملتی اور وہ اس کو کارہائے آخرت میں لگا دیتا تو بھی یہ اس کے لئے اُس سے بہتر نہ ہوتا۔

(۴۳) ابن قولویہ عن محمد الحمیری عن ابیہ عن ھارون عن ابن زیاد قال سمعت جعفرؑ بن محمدؑ وقد سئل عن قولہ تعالیٰ فللہ الحجۃ البالغۃ فقال ان اللہ تعالیٰ یقول للعبد یوم القیامۃ اکنت عالما فان قال نعم قال لہ افلا عملت بما علمت وان قال کنت جاھلا قال لہ افلا تعلمت حتیٰ تعمل فیخصمہ وذالک الحجۃ البالغۃ

(۴۳) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا "فللہ الحجۃ البالغۃ یعنی اللہ ہی کیلئے حجت بالغہ ہے" سے کیا مطلب ہے ؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ بندے سے سوال کرے گا کہ کیا تو دار دنیا میں عالم

تھا۔ اگر بندہ جواب دے گا کہ ہاں میں عالم تھا تو اس سے پوچھے گا کہ کیا تو نے اپنے علم کے موافق عمل کیا اگر وہ کہے گا میں جاہل تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ علم کیوں حاصل نہیں کیا کہ اعمال خیر بجا لاتا۔ پس اس بحث میں بندہ پر غالب آ جائے گا اور حجت بالغہ کے یہی معنی ہیں۔

(۴۴) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ یا اباذر من خرج من بیتہ یلتمس بابا من العلم کتب اللہ عزوجل لہ بکل قدم ثواب نبی من الانبیاء واعطاہ اللہ بکل حرف یسمع او یکتب مدینۃ فی الجنۃ وطالب العلم احبہ اللہ واحبہ الملائکۃ واحبہ النبیون ولا یحب العلم الا السعید فطوبی بطالب العلم یوم القیامہ ومن خرج من بیتہ یلتمس بابا من العلم کتب اللہ لہ لکل قدم ثواب شھید من شھداء البدر۔ فطالب العلم حبیب اللہ ومن احب العلم وجبت لہ الجنۃ ومن یصبح ویمسی فی رضا اللہ لا یخرج من الدنیا حتی یشرب من الکوثر ویاکل من ثمرۃ الجنۃ ویکون فی الجنۃ رفیق خضرؑ وھذا کلہ تحت ھذہ الایۃ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔

(۴۴) فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے حضرت ابوذر غفاری سے کہ اے ابوذر جو شخص نکلے گھر سے تلاش میں علم دین کے تو اللہ تعالیٰ لکھتا ہے اس کے لئے ہر قدم پر ثواب ایک نبی کا انبیاء سے اور جب وہ ایک حرف بھی سنتا یا لکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک شہر لکھ دیتا ہے اور طالب علم کو اللہ۔ فرشتے اور انبیاء دوست رکھتے ہیں اور علم کو

دوست نہیں رکھتا مگر جو سعید ہو پس مژدہ ہو طالب علم کے لئے روز قیامت اور جو نکلے گھر سے علم کی تلاش میں تو اللہ تعالیٰ لکھتا ہے اس کے ہر قدم پر ثواب ایک شہید کا شہداء بدر سے اور طالب علم اللہ کا حبیب ہے اور جو علم کو دوست رکھا اس پر جنت واجب ہوگئی اور صبح و شام خدا اس سے راضی رہے گا اور وہ دنیا سے نہ نکلے گا مگر یہ کہ کوثر سے سیراب ہوگا اور جنت کے پھل کھائے گا اور جنت میں حضرت خضر اس کے رفیق ہوں گے اور یہ سب تحت اس آیت کے ہے یرفع الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات " بلند مرتبہ کرے گا اللہ تم میں سے ان لوگوں کا جو ایمان لائے اور جو لوگ علم بھی رکھتے ہیں ان کے خاص درجے ہیں۔

(بیان) ثواب النبی من الانبیاء ۔ ثواب نبی سے مطلب ثواب عمل نبی ہے۔

(۴۵) قال امیر المومنین قوام الدین باربعة بعالم ناطق مستعمل له و بغنی لا یبخل بفضله علی اهل دین الله و بفقیر لا یبیع آخرته بدنیاه و بجاهل لا یتکبر عن طلب العلم فاذا کتم العالم علمه و بخل الغنی و باع الفقیر آخرته بدنیاه واستکبر الجاهل عن طلب العلم رجعت الدنیا علی تراثها قهقری ۔ ولا تغرنکم کثرة المساجد و اجساد قوم مختلفة قیل یا امیر المومنین کیف العیش فی ذالك الزمان فقال خالطوهم بالبرانیه یعنی فی الظاهر و خالفوهم فی الباطن للمرء ما اکتسب و هو مع من احب و انتظروا مع ذالك الفرج

من اللہ تعالیٰ۔

(۴۵) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ دین کا قوام چار چیزوں سے ہے (۱) اس عالم سے جو اپنے علم پر عمل کرتا اور اس کی اشاعت کرتا ہے (۲) اس غنی سے جو صاحبان دین کے مقابلے میں بخل سے کام نہیں لیتا (۳) اس فقیر سے جو اپنے آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہیں کرتا (۴) اس جاہل سے جو علم سیکھنے میں تکبر نہیں کرتا۔ اور جب عالم اپنے علم کو چھپانے لگے اور غنی بخل اختیار کرے اور فقیر آخرت کو دنیا کے عوض بیچے اور جاہل علم حاصل کرنے میں تکبر کرے تو سمجھ لو کہ دنیا اپنی پہلی بری حالت پر لوٹ جائے گی اور نہ دھوکہ میں ڈالے تمھیں مساجد کی کثرت درحالیکہ قوم کے اجسام مختلف ہیں۔ جناب امیر سے سوال کیا گیا کہ جب زمانہ کی حالت ایسی ابتر ہو جائے تو پھر اس میں کیا طرز زندگی اختیار کیا جائے۔ فرمایا کہ ظاہر میں تو ان سے ملے جلے رہو لیکن باطن میں ان سے مخالف رہو انسان جیسا کرتا ویسا پاتا ہے اور اسی کے ساتھ محشور رہو گا جس کو دنیا میں محبوب رکھتا تھا اور انتظار کرتے رہو ایسی حالت میں اور خدا سے زمانے کی حالت بہتر ہو جانے کی توقع کرتے رہو۔

(بیان) علی تراثها ۔ صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ اہل زمانہ کی بداعمالیوں کی وجہ دنیا اپنے اصلی برے رنگ پر آجائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے نعمات بطور سزا اٹھا لے گا۔

للمرء ۔ ۔ ۔ احب " صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ انسان کا برے لوگوں کے درمیان رہنا کوئی مضائقہ نہیں جب تک کہ وہ خود اعمال قبیحہ سے بری رہے۔

وہ اپنے اعمال کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور یہ اپنے اعمال کے جواب دہ اور روز قیامت لوگ محشور کئے جائیں گے اون پیشواؤں کیساتھ جن کی اس دار دنیا میں وہ پیروی کرتے تھے اور جنھیں دوست رکھتے تھے۔

وانتظروا الخ ۔ مترجم کی رائے میں حضرت کے اس ارشاد کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اہل زمانے کی حالت خراب ہو جائے تو نیک انسان ہمیشہ خدا سے یہ توقع رکھے کہ اس کی قوم ہدایت پا جائے گی اور پھر اس قوم پر رحمت الٰہی نازل ہوگی اور اس طرح بہتر حالت کے لئے منتظر رہے۔

(۴۶) قال امیر المومنینؑ الشاخص فی طلب العلم کالمجاھد فی سبیل اللہ ان طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وکم من مومن یخرج من منزلہ فی طلب العلم فلا یرجع الا مغفورا و قال لاعلم کالتفکر ولا شرف کالعلم۔

(۴۶) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے علم کی جستجو میں جو شخص نکلے وہ مثل مجاہد فی سبیل اللہ کے ہے۔ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کتنے مومنین ایسے ہیں جو طلب علم میں گھر سے نکلتے ہیں تو یہ گھر کو نہیں واپس ہوتے مگر ایسی حالت میں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہے اور فرمایا کہ تفکر سے بہتر کوئی علم نہیں اور علم سے زیادہ کوئی شرف نہیں۔

(شرح) لاعلم کالتفکر حضرت کے اس ارشاد کا کہ تفکر سے بہتر کوئی علم نہیں یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ صرف کتابیں پڑھ لینا علم نہیں بلکہ بہترین علم وہ ہے جو انسان میں تفکر اور تدبر کا مادہ پیدا کرے وہ آیات اللہ کے متعلق غور و فکر کر کے

معرفت الٰہی حاصل کرے ۔ تفکروا فی خلق السموات والارض اسی کی طرف اشارہ ہے (مترجم)

(۴۷) قال امیر المومنین یا مومن ان ھذا العلم والادب ثمن نفسک فاجتھد فی تعلمھما فما یزید من علمک وادبک یزید فی ثمنک وقدرک، فان بالعلم تھتدی الی ربک وبالادب تحسن خدمۃ ربک وبالادب یستوجب العبد ولایتہ وقربہ فاقبل النصیحۃ کی تنجو من العذاب۔

(۴۷) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ اے مرد مومن علم و ادب ہی تیری ذات کی قیمت ہیں پس کوشش بلیغ کے ساتھ ان دونوں کو حاصل کر جس قدر تیرے علم و ادب میں اضافہ ہوتا جائے گا اسی مناسبت سے تیری قدر و قیمت بڑھتی جائے گی ۔ تحقیق کہ علم ہی خدا کے راستے کا ہادی ہے اور ادب سے اللہ کی اطاعت احسن طریقے سے کیجاتی اور اطاعت اور عبادت کی وجہ بندہ ولایت اور قرب الٰہی کا مستوجب ہوتا ہے ۔ پس نصیحت کو قبول کرتا عذاب سے نجات پائے ۔

(۴۸) قال النبی من تعلم بابا من العلم عمل بہ اولم یعمل کان افضل من ان یصلی الف رکعۃ تطوعاً۔

(۴۸) فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اگر کوئی شخص علم کے ایک باب کو سیکھے اس پر عمل کرے یا نہ کرے اس شخص متعلم کا یہ فعل افضل ہوگا بطور تطوع ہزار رکعت نماز پڑھنے سے۔

باب ۶

اصناف الناس فی العلم وفضل حب العلماءٔ

علم میں لوگوں کے اقسام اور علما کی محبت کی فضیلت

(۱) ابن الولید عن الصفار عن ابن عیسیٰ عن الوشا عن احمد بن عایذ عن ابی خدیجة عن ابیعبد اللهؑ قال الناس یغدون علی ثلثه عالم ومتعلم وغثاء فنحن العلماء و شیعتنا المتعلمون وسایر الناس غثاء

(۱) ارشاد فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ کچھ تو عالم ہیں کچھ متعلم باقی وہ تنکے ہیں جنھیں پانی کا سیلاب بہا لیجاتا ہے ہم علماء ہیں اور ہمارے دوست متعلمین ہیں اور باقی سب لوگ غثاء ہیں۔

(شرح) غثاء۔ ان تنکوں کو یا کچرے کو کہتے ہیں جو سطح آب پر ہوتے ہیں اور جنھیں پانی جدھر چاہتا ہے ادھر بہا لیجاتا ہے۔ (مترجم)

(۲) حدثنا ابو الحسن محمد بن علی بن الشاة قال حدثنا ابو اسحٰق الخواص قال حدثنا محمد بن یونس الکریمی عن سفیان بن وکیع عن ابیہ عن سفیان الثوری عن منصور عن مجاهد عن کمیل بن زیاد قال خرج الیّ علیّ بن ابی طالبؑ فاخذ بیدی واخرجنی الی الجبانة وجلس وجلست ثم رفع راسه الی فقال یا کمیل احفظ عنی ما اقول لك الناس

ثلثة عالم ربانی ومتعلم علی سبیل النجاة و همج رعاع اتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیئوا بنور العلم فیهتدون ولم یلجؤا الی رکن وثیق یا کمیل العلم خیر من المال العلم یحرسك وانت تحرس المال والمال تنقصه النفقة والعلم یزکو علی الانفاق۔ یا کمیل محبة العالم دین یدان به تکسبه الطاعة فی حیاته وجمیل الاحدوثة بعد وفاته۔ فمنفعة المال تزول بزواله۔ یا کمیل مات خزان الاموال وهم احیاء والعلماءٔ باقون ما بقی الدهر۔ اعیانهم مفقودة وامثالهم فی القلوب موجودة۔ اما ان ههنا و اشار بیده الی صدره لعلماً لو اصبت له حملة بلی اصبت له لقناً غیر مامون یستعمل آلة الدین فی طلب الدنیا ویستظهر بحجج الله علی خلقه وبنعمه علی عباده لیتخذه الضعفاء ولیجة من دون ولی الحق او منقاداً لحملة العلم لا بصیرة له فی احنائه یقدح الشك فی قلبه باول عارض من شبهته الا لا ذا ولا ذاك فمنهوم باللذات سلس القیاد للشهوات او مغری بالجمع والادخار لیسا من رعاة الدین فی شیٔ اقرب شبهاً بهما الانعام السائمة کذالك یموت العلم بموت حاملیه اللهم بلی لا تخلو الارض من قائم بحجة ظاهر او خائف مغمور لئلا تبطل حجج الله وبیناته وکم ذا واین اولئك الاقلون عدداً الاعظمون خطراً بهم یحفظ الله حججه حتی یودعها نظراءهم ویزرعوها فی قلوب اشباههم هجم بهم العلم علی حقائق الامور فباشروا روح الیقین استلانوا ما استوعره المترفون وانسوا بما استوحش منه الجاهلون صحبوا الدنیا بابدان ارواحها معلقة بالملاء

الاعلی۔ یاکمیل اولئک خلفاء اللہ والدعاۃ الی دینہ ھائی ھائی شوقا الی رویتھم واستغفر اللہ لی ولکم۔

(۲) کمیل ابن زیاد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام ایک روز میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مجھے قبرستان لے گئے وہاں خود بیٹھے میں بھی بیٹھ گیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے اے کمیل میں جو کہتا ہوں اس کو یاد رکھو اے کمیل لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں ایک عالم ربّانی دوسرے وہ متعلم جو طریق نجات پر چلتے ہیں تیسرے وہ نادان کم عقل عوام وجہال جو بھیڑ کی طرح ہر رہبر کے پیرو بن جاتے اور ہر ہوا کے جھونکے کیساتھ جھک پڑتے ہیں۔ یہ لوگ نہ تو علم کی روشنی سے منور ہوئے کہ ہدایت پاتے اور نہ کسی مضبوط رکن کے پاس پناہ لی لئے۔ اے کمیل علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا اور تجھے مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے خرچ کرنے سے مال گھٹ جاتا ہے اور علم بڑھتا جاتا ہے اے کمیل عالم کی محبت ایک دین ہے جس کی پیروی کیجانی چاہئے۔ علم عالم کو اس کی زندگی میں لوگوں کا مطاع بناتا ہے اور مرنے کے بعد اس کا ذکر خیر باقی رکھتا ہے۔ مال کا نفع اس کے زوال کے ساتھ زائل ہو جاتا ہے۔ اے کمیل مال جمع کرنے والے مردہ ہیں اگرچہ کہ وہ زندہ نظر آتے ہیں علما زندہ ہیں جب تک دنیا باقی ہے حالانکہ ان کے اجسام غائب ہو گئے اور ان کے آثار قلوب میں موجود ہیں یہاں حضرت امام علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس میں ایک عظیم علم ہے کاش ہیں اس کے حاملین کو پاتا۔ ہاں میں نے اس کے لئے ایک چالاک کو پایا جو امون نہ تھا۔ وہ دین کے آلہ کو

دنیا کی طلب میں استعمال کرتا ہے اور اللہ کی حجتوں سے اس کے مخلوق پر اور اللہ کی نعمتوں سے اس کے بندوں پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔ تاکہ ضعیف الاعتقاد لوگ ولی حق کو چھوڑ کر اس کو اپنا مقتدا بنالیں یا میں نے ایسے طالب علم کو پایا جو علماء کا فرمانبردار ہے اسکے دل میں بصیرت نہیں ہے۔ اس کے دل میں ایک معمولی پہلے ہی شبہ میں شک کی خلش پیدا ہو جاتی ہے اے کمیل سنو وہ نہ یہ ہے اور نہ وہ ہے وہ تو لذتوں میں غرق اور شہوات نفسانی کا پورے طور سے فرمانبردار ہے یا وہ مال جمع کرنے اور اس کے ذخیرہ کرنے کا شیفتہ ہے اور یہ دونوں صفتیں نگہبانان دین کی نہیں ایسا انسان بہائم اور انعام سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اسی طرح حاملین علم کے مرنے سے علم مر جاتا ہے۔ اے اللہ زمین کبھی ایسی ذات سے خالی نہیں رہتی جو تیری حجت کو قائم کرنے والی ہوتی ہے اور کبھی یہ ذات پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہوتی ہے تاکہ اللہ کی حجتیں اور اسکی دلیلیں باطل نہ ہوں۔ ایسے کتنے ہیں۔ اور کہاں ہیں۔ گنتی میں کم مرتبہ میں بڑے۔ ان ہی کے ذریعہ اللہ اپنی حجتوں کی حفاظت کرتا ہے حتیٰ کہ وہ ان حجتوں کو یعنی اسرار کو اپنے جیسوں کے حوالے کر دیتے اور اپنے جیسوں کے دلوں میں ان اسرار کی زراعت کر دیتے ہیں۔ انہی کو علم حقائق امور کی طرف پہنچا دیتا ہے اور وہ لوگ یقین کی راحت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ صاحبان دولت وثروت جس چیز کو مشکل سمجھتے ہیں وہ اسے آسانی سے حاصل کر لیتے ہیں جاہلوں کو جس چیز سے وحشت ہوتی ہے وہ اس سے مانوس ہوتے ہیں وہ اپنی ارواح کی واقفیت کیساتھ دنیا سے صحبت رکھتے ہیں درحالیکہ ان کی روحیں ایک مقام اعلیٰ سے معلق رہتی ہیں۔ اے کمیل وہی لوگ اللہ کے خلیفہ اور دین کے داعی ہوتے ہیں۔ ہائے ہائے میں

ان کے دیدار کا مشتاق ہوں اور میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں

شرح ـ غور سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ امام علیہ السلام کی یہ تقریر ہر مرد مومن کے لئے ایک مرثیہ ہے حالات زمانہ سے متاثر اور پر دل ہو کر امام علیہ السلام حضرت کمیل کو قبرستان میں لیجاتے ہیں اور وہاں تشریف رکھکر اپنے اور اپنی ذریت کے ساتھ زمانہ کی کج رفتاری اور اہل زمانہ کی ناانصافی اور بدسلوکی کا حال بیان کرتے ہیں کہ اہل زمانہ نے ان نفوس قدسیہ سے روگردانی کی اور ایسے لوگوں کی پیروی اختیار کی جنھیں ان سے کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔

بلی اصبت ... الخ) اس پوری عبارت کا ترجمہ اوپر کر دیا گیا ہے۔

حضرت اس ارشاد میں بنی امیہ اور بنی عباس کے بادشاہوں کا بیان فرما رہے ہیں تاریخ کے مطالعہ سے اسکی تصدیق ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں نے کیونکر دین کو دنیا کے حاصل کرنے کا آلہ بنایا اور دنیا کو دل کھولکر حاصل کیا۔

امام علیہ السلام نے خلفاء اللہ کی جو تعریف فرمائی ہے وہ صاحبان بصیرت کے غور کرنے اور سمجھنے کے لائق ہے۔ تاریخ اور سوانح کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ طاہرین علیہ السلام ہی وہ مقدس ہستیاں تھیں جن میں یہ صفات بدرجہ اتم پائے جاتے تھے جن کا ذکر امام نے فرمایا ہے اور وہی بزرگوار خلفاء اللہ ہو سکتے تھے۔

حضرت کی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ حجت خدا سے خالی نہیں رہتا حضرت فرماتے ہیں۔

اے اللہ کیوں نہیں زمین کبھی ایسے ذات سے خالی نہیں رہتی جو تیری حجت کو قائم کرنے والی ہوتی ہے اور کبھی یہ ذات پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہوتی ہے تاکہ اللہ کی حجتیں اور اسکی دلیلیں باطل نہ ہوں۔

وہ لوگ جو حضرت حجت علیہ السلام کے غیبت اور ظہور کے متعلق شک و شبہ رکھتے ہیں انھیں چاہیئے کہ امام علیہ السلام کے اس ارشاد پر ایمان لائیں اور اپنے قلب کو شک سے پاک کریں۔ دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے وجود کا علم ہم کو نہیں اور اکثر ایسے ہیں کہ جن کی حقیقت سے ہم واقف نہیں تو ان کے وجود ہی سے انکار کر دینا جہل ہے۔ (مترجم)

(۳) ابن محبوب عن عمرو بن ابی المقدام عن جابر الجعفی عن ابی جعفرؑ قال قال رسول اللہ اغد عالما او متعلما وایاك ان تکون لاھیا

(۳) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ صبح کر ایسی حالت میں کہ تو عالم ہے یا متعلم اور خبردار کہ تو دن گنوائے کھیل کود میں اور لذتوں میں

(۴) قال النبی النظر الی وجه العالم عبادة۔

(۴) فرمایا آنحضرت نے کہ عالم کی صورت دیکھنا عبادت ہے۔

(۵) روی عن بعض الصادقین ان الناس اربعة رجل یعلم ویعلم انه یعلم فذلك مرشد عالم فاتبعوه ورجل یعلم ولا یعلم انه یعلم فذاك غافل فایقظوه ورجل لا یعلم ویعلم انه لا یعلم وذاك جاهل فعلموه ورجل لا یعلم ویعلم انه یعلم فذاك ضال فارشدوه۔

(۵) بعض ائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی ہے کہ لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) ایک وہ شخص ہے جو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ جانتا ہے یہ عالم مرشد ہے اس کی پیروی کرو۔

(۲) دوسرا وہ شخص ہے جو جانتا ہے مگر سمجھتا ہے کہ نہیں جانتا۔ یہ غافل ہے اس کو ہشیار کرو۔

(۳) تیسرا وہ ہے جو نہیں جانتا اور جانتا ہے کہ نہیں جانتا یہ جاہل ہے اس کو تعلیم دو۔

(۴) چوتھا وہ ہے جو نہیں جانتا لیکن خیال کرتا ہے کہ جانتا ہے۔ یہ گمراہ ہے اس کو راہ راست پر لاؤ۔

(۶) عن ابن ظریف عن ابن علوان عن جعفر الصادقؑ عن ابیہ ان رسول اللہؐ قال لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من فارس۔

(۶) فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اگر علم ثریا میں بھی ہو تو اسکو اہل فارس حاصل کریں گے۔

(۷) قال امیر المومنین اذا ارذل اللہ عبداً حظر علیہ العلم۔

(۷) فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ جب خدا اپنے بندے کو ارذل بنانا چاہتا ہے تو تحصیل علم کی توفیق اس سے سلب فرما لیتا ہے۔

بابُ

سوال العالم وتذاکرہ

(عالم سے سوال کرنا اور اس کے ساتھ مذاکرہ کرنا)

(۱) ابن المغیرہ باسنادہ عن السکونی عن جعفر الصادقؑ عن ابیہ قال العلم خزائن والمفاتیح السوال فاسئلوا یرحمکم اللہ فانہ یوجر فی العلم اربعۃ السائل والمجیب والمستمع والمحب لھم۔

(۱) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ علم خزانے ہیں اور سوال اس کی کنجیاں ہیں اور فرمایا سوال کرو خدا تم پر رحمت نازل کرے گا تحقیق کہ علم کے باب میں چار شخصوں کو اجر خیر ملتا ہے۔ سوال کرنے والے جواب دینے والے اسے دلچسپی سے سننے والے اور ان سب سے محبت رکھنے والے کو

(۲) القطان عن احمد الھمدانی عن علیؑ بن الحسینؑ بن فضال عن ابیہ عن مروان بن مسلم عن الثمالی عن ابن طریف عن ابن نباتہ قال قال امیر المومنینؑ کانت الحکماء فیما مضی من الدھر تقول ینبغی ان یکون الاختلاف الی الابواب العشرۃ اوجہ اولھا بیت اللہ عزوجل بقضاء نسکہ والقیام بحقہ واداء فرضہ والثانی ابواب الملوک الذین طاعتھم متصلہ بطاعۃ اللہ عزوجل وحقھم واجب ونفعھم عظیم وضررھم شدید والثالث ابواب العلماء الذین یستفاد منھم علم الدین والدنیا۔ والرابع ابواب اھل الجود والبذل الذین ینفقون

اموالهم التماس الحمد و رجاء الآخرة و الخامس ابواب السفهاء الذين يحتاج اليهم في الحوادث و يفزع اليهم في الحوائج و السادس ابواب من يتقرب اليه من الاشراف لالتماس الهيئة و المروة و الحاجة و السابع ابواب من يرتجي عندهم النفع من الرأي و المشورة و تقوية العزم و اخذ الاهبة لما يحتاج و الثامن ابواب الاخوان لما يجب من مواصلتهم و يلزم من حقوقهم۔ و التاسع ابواب الاعداء التي تسكن بالمداراة اغوائلهم و يرفع بالحيل و الرفق و اللطف و الزيارة عداوتهم و العاشر ابواب من ينتفع بغشيانهم و يستفاد منهم حسن الادب يونس بمحادثتهم۔

(۲) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ گذشتہ زمانے میں حکماء کہتے تھے کہ دس دراز وں تک آمد رفت دس وجہ سے ہوتی ہے۔

پہلا دروازہ بیت اللہ کا ہے کہ آداب حج کی ادائی اور اس کے حق کو بجالانے اور اس کے فرض کو ادا کرنے کے لئے ہے۔ دوسرے سلاطین کے دروازے ہیں جن کی طاعت اللہ کی طاعت سے ملی ہوتی ہے اور ان کا حق واجب ہے ان سے بڑا نفع حاصل ہوتا ہے اور سخت ضرر بھی پہنچتا ہے۔ تیسرے علماء کے دروازے ہیں۔ جن سے دین اور دنیا کا علم سیکھا جاتا ہے۔ چوتھے اہل جود و بذل کے دروازے ہیں جو اپنا مال نیکنامی کی خاطر اور آخرت کی امید میں خرچ کرتے ہیں۔ پانچویں بیوقوفوں کے دروازے ہیں جن کی ضرورت حوادث اور حوائج کے وقت ہوتی ہے۔ چھٹے شرفاء کے دروازے ہیں جن کے دروازوں پہ ان کی مروت سے

مستفید ہونے اور حاجت براری کے لئے جاتے ہیں۔ ساتویں ان لوگوں کے دروازے ہیں جن کی رائے اور مشورے سے اپنے ارادہ میں قوت پیدا کرنے کی غرض سے جاتے ہیں۔ آٹھویں قرابت داروں کے دروازے ہیں کہ ان کے حقوق لازمہ اور ان کی قرابتداری کی خاطر جاتے ہیں۔ نویں دشمنوں کے دروازے ہیں کہ اون سے مدارات کا اظہار کرکے ان کی شرارتوں کو روکنے اور ان کی عداوت کو نرمی اور لطف و حیل کے ذریعہ سے دفع کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ دسویں اون لوگوں کے دروازے ہیں جن کے ملاقات سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور ان سے حسن ادب کا فائدہ حاصل ہوتا ہو اور ان کی ملاقات سے انسیت ہوتی ہو

(۳) راوندی باسنادہ عن موسیٰ بن جعفر عن آبائہ قال قال رسول اللہؐ اسئلوا العلماء و خالطوا الحکماء و جالسوا الفقراء۔

(۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ نے کہ علماء سے سوال کرو۔ اور حکماء کی صحبت اختیار کرو اور فقراء کے ساتھ بیٹھو۔

(۴) روی زرارہ و محمد بن مسلم و برید العجلی قالوا قال ابوعبداللہؑ انما یهلک الناس لانهم لا یسئلون و عنه ان هذا العلم علیه قفل و مفتاحه السوال۔

(۴) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے لوگوں کو سوال نہ کرنا ہلاک کرتا ہے اور فرمایا کہ علم پر قفل پڑا ہوا ہے اور اس کی کنجی سوال ہے۔

(شرح) حضرت کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ جو قوم علم حاصل نہیں کرتی اور رموز و اسرار خفیہ کی تحقیق سے غافل رہتی ہے وہ ہلاک

ہوتی ہے اور جب تک کہ علم حاصل کرنے میں ریاضت نہ کیجاسے یہ حاصل نہیں ہوسکتا
چنانچہ جہلاء کے لیے علم ایک بند اور پوشیدہ خزانہ ہے جس کے وجود کی تک انہیں
خبر نہیں ۔ مترجم) ۔

باب ۸

مذاکرۃ العلم ومجالسۃ العلماء والحضور فی مجالس العلم وذم مخالطہ الجہال

علم کے مذاکرات علماء کی صحبت میں بیٹھنے اور علمی جلسوں میں حصہ لینے کے فوائد اور
جہلا کی صحبت کی مذمت

(۱) محمد بن علی بن محمد بن ابی القاسم عن ابیہ وعن محمد بن ابی عمر العدنی عن ابی العباس بن حمزہ عن احمد بن سوار عن عبید اللہ بن عاصم عن سلمۃ بن وردان عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ المومن اذا مات وترک ورقۃ واحدۃ علیہا علم تکون تلک الورقۃ یوم القیامۃ ستراً فیما بینہ وبین النار واعطاہ اللہ تبارک وتعالی بکل حرف مکتوب علیہا مدینۃ اوسع عن الدنیا سبع مرات ۔ وما من مومن یقعد ساعۃ عند العالم الا ناداہ ربہ عزوجل جلست الی حبیبی وعزتی وجلالی لاسکننک الجنۃ معہ ولا ابالی ۔

(۱) ارشاد فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ اگر کوئی مومن مر جائے اور ایک ورق بھی ایسا چھوڑے جس پر علم کی کوئی بات لکھی ہو تو یہ ورق روز قیامت

اس مومن اور آگ کے درمیان پردہ ہو جائے گا اور ہر اس ایک لفظ کے بدلے جو اس ورق پر لکھا ہوا ہو اللہ تبارک تعالیٰ ایک شہر عطا فرمائے گا جو دنیا سے سات گنا بڑا ہو گا اور فرمایا کہ جب کبھی کوئی مومن ایک ساعت کے لئے کسی عالم کی صحبت میں بیٹھتا ہے رب عزوجل ندا فرماتا ہے کہ اے بندے میرے تو میرے حبیب (عالم) کے پاس بیٹھا ہے میری عزت اور میرے جلال کی قسم کہ میں تیرا مقام جنت میں اس کے ساتھ قرار دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ کوئی میرے اس فعل پر کوئی اعتراض کرے ۔

(۲) ابن المتوکل عن السعد آبادی عن البرقی عن الجاموارنی عن ابن البطائنی عن ابن عمیرۃ عن ابن حازم عن الصادقؑ عن ابیہ عن ابائہ قال قال رسول اللہؐ مجالسہ اہل الدین شرف الدنیا والاخرۃ ۔

(۲) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے کہ اہل دین کی صحبت میں بیٹھنا باعث ہوتا ہے شرف دنیا اور آخرت کا ۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اہل الدین سے مراد وہ علماء مراد ہیں جو علم دین سے واقف ہوتے اور احکام و شرائع دینیہ پر عامل ہوتے ہیں ۔

(۳) محمد بن ابراہیم بن اسحٰق عن احمد بن محمد الہمدانی عن علی بن الحسن بن فضال عن ابیہ قال قال الرضاؑ من جلس مجلساً یحیی فیہ امرنا لم یمت قلبہ یوم تموت القلوب ۔

(۳) جناب امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی محفل میں بیٹھے جس میں ہمارا ذکر ہوا اور ہمارا امام زندہ کیا جائے تو اس کا دل مردہ نہ ہوگا اس روز جس روز کے قلوب مردہ ہوں گے۔

(شرح) یوم تموت القلوب میں یوم سے مراد یوم القیامہ ہے امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی محفل یا مجلس میں بیٹھے جہاں فضائل یا مصائب حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کا ذکر ہوتا ہو تو قیامت کے دن جب کہ وحشت سے دل مردہ ہوں یہ شخص بشاش و زندہ دل ہوگا۔ (مترجم)

(۴) عن امیر المومنینؑ ایها الناس طوبی لمن شغله عیبه عن عیوب الناس و تواضع من غیر منقصة وجالس اهل الفقه والرحمة وخالط اهل الذل والمسكنة وانفق مالا جمعه فی غیر معصية۔

(۴) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جو دوسروں کے عیوب کو نظر انداز کر کے اپنے عیب دیکھتا ہے۔ اور بغیر اپنے دین اور ایمان کو نقصان پہنچانے کے تواضع کرتا ہے۔ اور علماء اور رحیم الطبع لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ مساکین اور کس مپرس لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور اپنے جمع کردہ مال کو جائز مصارف میں صرف کرتا ہے۔

(بیان) تواضع من غیر منقصة کے کئی مطالب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ بلا منفعت دین و ایمان تواضع کرے۔ اگر کوئی شخص فاسق و فاجر ظالم کی تواضع کرے گا تو ایمان ضائع کرے گا۔

دوسرے یہ کہ تواضع ظاہر داری کے لئے نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ ناداری اور مفلسی کی وجہ سے نہ ہو یعنی کوئی مفلس کسی تونگر شخص کی تواضع حصول زر و دولت کے لئے اور طمع مال سے نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ تواضع اس درجہ پر نہ پہنچے کہ منقصت ہو جائے یعنی بیجا چاپلوسی خوشامد اور ذلت معلوم ہونے لگے

(شرح) تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ اگر کسی نے کسی کی تواضع اسکے صاحب ثروت وجاہ ہونیکی وجہ سے کی تو دو ثلث ایمان کو کھو دیا (مترجم)۔

(۵) ابی عن علی عن ابیه عن حماد بن عیسی عمن ذکره عن ابیعبد اللهؑ قال قال امیر المومنینؑ فی وصية لابنه محمد بن الحنفیه واعلم مروة المرء المسلم مروتان مروة فی الحضر ومروة فی السفر واما مروة الحضر فقراءة القرآن ومجالسة العلماء والنظر فی الفقه والمحافظة علی الصلوة فی الجماعات واما مروة السفر فبذل الزاد وقلة الخلاف علی من صحبك وكثرة ذكر الله عز وجل فی كل مصعد ومهبط ونزول وقیام وقعود۔

(۵) ارشاد فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی اس وصیت میں جو حضرت محمد بن الحنفیہؓ کو کی۔ جان تو کہ ایک مسلمان کی دو ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ ایک ذمہ داری حضر میں اور دوسری سفر میں حضر کی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن پڑھے۔ علماء کی صحبت میں بیٹھے۔ فقہ کا مطالعہ کرے اور نماز با جماعت میں پابندی سے شریک ہو۔ سفر کی ذمہ داری یہ ہے کہ زاد راہ دل کھول کر خرچ۔

اپنے ہم سفر کی مخالفت نہ کرے اور ہر نشیب و فراز کے مقام پر اور ہر منزل پر اور اُٹھتے بیٹھتے اللہ عزوجل کا ذکر کرے۔

(شرح) حضر سے مراد شہر میں قیام کی ہے جو سفر کا ضد ہے (مترجم)

(۵) القطان والنقاش والطالقانی جمیعاً عن احمد الهمدانی عن علی بن الحسن بن فضال عن ابیه قال قال الرضاؑ من تذکر مصابنا فبکی وابکی لم تبك عینه یوم تبکی العیون ومن جلس مجلس یحیی فیه امرنا لم یمت قلبه یوم یموت القلوب۔

(۵) فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ جو ذکر کرے گا ہماری مصائب کا اور روے گا اور رولائے گا تو اس کی آنکھ نہ روے گی اس روز جب کہ آنکھیں روئیں گے اور جو ایسی مجلس میں بیٹھے گا کہ جس میں ہمارا امر زندہ کیا جاتا ہے تو اس کا قلب نہ مرے گا اس روز جس روز قلوب مریں گے۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ روز قیامت شدت وحشت غم وحزن وخوف سے دل مردہ ہو جائیں گے۔

(۶) المفید عن ابن قولویه عن القاسم بن محمد عن علی بن ابراهیم عن ابیه عن جده عن عبد الله بن حماد الانصاری عن جمیل بن دراج عن معتب مولی ابی عبد الله قال سمعته یقول علیه السلام لداود بن سرحان یا داود ابلغ موالی عنی السلام وانی اقول رحم الله عبدا اجتمع مع آخر فتذاکرا امرنا فان ثالثهما ملك یستغفر لهما وما اجتمع اثنان علی ذکرنا الا باهی الله تعالی بهما الملائکة فاذا

اجتمعتم فاشتغلوا بالذکر فان فی اجتماعکم ومذاکرتم احیائنا وخیر الناس من بعدنا من ذاکر بامرنا ودعا الی ذکرنا۔

(۶) معتب غلام جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے امام علیہ السلام کو داؤد بن سرحان سے ارشاد فرماتے سنا کہ اے داؤد ہمارے دوستوں کو ہمارا سلام پہنچا دے اور کہدے کہ میں نے کہا کہ خدا رحم کرے گا اس پر جو دوسرے سے ملے گا اور دونوں ہمارے امر کا ذکر کریں گے۔ جب ایسے آدمی ملیں گے تو ان کا تیسرا ایک فرشتہ ہوگا جو ان دونوں کے لئے طلب مغفرت کرے گا اور نہیں جمع ہوتے دو شخص ہمارے امر کے ذکر کے لئے مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ ان دو نوں کی وجہ سے فرشتوں پر مباہات کرتا ہے۔ پس جب تم ایک جگہ جمع ہو تو ہمارے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ کیونکہ تمہارے جمع ہونے اور ذکر کرنے میں ہماری یاد تازہ ہوتی ہے اور بہترین شخص ہمارے بعد وہ ہے جو ہمارے حالات کا ذکر کرے اور لوگوں کو دعوت دے کہ ہمارا ذکر کریں۔

(۷) روی عن الصادقؑ انه قال تلاقوا وتحادثوا العلم فان بالحدیث تجلی القلوب الرائنه وبالحدیث احیاء امرنا فرحم الله من احیی امرنا۔

(۷) روایت کی گئی ہے کہ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ آپس میں ملو اور علم دین کی گفتگو کرو۔ تحقیق کہ ایسی باتوں سے زنگ آلود قلوب کی جلاء ہوتی ہے اور ایسی ہی باتوں سے ہمارا امر زندہ ہوتا ہے اور خدا رحم کرے اس شخص پر جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا۔

(۸) المراغی عن ثوابة بن یزید عن احمد بن علی بن المثنی عن محمد بن المثنیٰ عن سبابه بن سوار عن المبارك بن سعید عن خلیل الفراء عن ابی المحبّر قال قال رسول اللهؐ اربعة مفسدة للقلوب الخلوة بالنساء والاستماع منهن والاخذ برایهن ومجالسة الموتی فقیل یا رسول الله وما مجالسة الموتی قال مجالسه کل ضال عن الایمان وجائر فی الاحکام۔

(۸) فرمایا حضرت رسول صلعم نے کہ چار چیزیں دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں۔ عورتوں کے ساتھ زیادہ اُٹھنا بیٹھنا۔ اُن کی باتیں سننا اور ان کی رائے لینا۔ اور مردوں کے ساتھ بیٹھنا۔ پس پوچھا گیا یا رسول اللہ مُردوں کے ساتھ بیٹھنے سے کیا مطلب ہے تو ارشاد ہوا کہ ہر اس شخص کے ساتھ بیٹھنا جو ایمان سے پھر گیا ہو اور احکام میں ظلم کرتا ہو۔

(۹) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله یا اباذر الجلوس ساعة عند مذاکرة العلم احب الی الله من قیام الف لیلة یصلی فی کل لیلة الف رکعة والجلوس ساعة عند مذاکرة العلم احب الی الله من الف غزوة وقراة القرآن کله۔ قال یا رسول الله مذاکرة العلم خیر من من قراة القرآن کله۔ فقال رسول الله یا اباذر الجلوس ساعة عند مذاکرة العلم احب الی الله من قراة القران کله اثنا عشر الف مرة علیکم بمذاکرة العلم فان بالعلم تعرفون الحلال من الحرام یا اباذر الجلوس ساعة عنه مذاکرة العلم خیر لك من عبادة سنة صیام نهارها وقیام لیلها والنظر الی وجه العالم خیر لك من عتق الف رقبة۔

(۹) حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ان سے فرمایا کہ اے ابوذر ایسی صحبت میں جہاں علم کی باتیں ہوتی ہوں ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا کو ہزار راتوں کے قیام سے کہ ہر رات میں ہزار رکعتیں پڑھی جائیں زیادہ محبوب ہے۔ علم کی صحبتوں میں ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا کو ہزار غزوات میں شریک ہونے اور تمام قرآن پڑھ ڈالنے سے زیادہ محبوب ہے ابوذر نے اس پر سوال کیا کہ کیا یا رسول اللہ صلعم علم کی صحبتوں میں بیٹھنا خدا کو پورا قرآن پڑھ ڈالنے سے زیادہ محبوب ہے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا قرآن کو بارہ ہزار دفعہ پڑھ ڈالنے سے زیادہ محبوب ہے پھر فرمایا کہ خبردار ہو کہ تم پر ایسے مجالس میں بیٹھنا فرض ہے جہاں علم کی باتیں ہوں کیونکہ علم ہی کے ذریعہ تم حلال و حرام کو پہچان سکتے ہو۔ اے ابوذر علم کی صحبتوں میں ایک ساعت بیٹھنا بہتر ہے ایکسال کی ایسی عبادت سے کہ جس کے دنوں میں روزہ رکھا جائے اور راتیں نماز پڑھنے میں گذاری جائیں اور اے ابوذر عالم کے چہرہ پر ایک نظر ڈالنا بہتر ہے ہزار غلاموں کو آزاد کرنے سے۔

(۱۰) روی عن بعض الصحابة قال جاء رجل من الانصار الی النبی فقال یا رسول الله اذا حضرت جنازة و مجلس عالم ایهما احب الیك ان اشهد فقال رسول الله ان کان للجنازة من یتبعها و یدفنها فان حضور مجلس عالم افضل من حضور الف جنازة ومن عیادة الف مریض ومن قیام الف لیلة ومن صیام الف یوم من الف درهم یتصدق بها علی المساکین ومن الف حجة سوی الفریضة ومن الف غزوة سوی الواجب تغزوها فی سبیل الله بمالك ونفسك واین تقع المشاهد

من مشهد عالم اما علمت ان الله يطاع بالعلم ويعبد بالعلم وخير الدنيا والاخرة مع العلم وشر الدنيا والاخرة مع الجهل۔

(۹) بعض اصحاب رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص انصار سے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی جنازہ تیار ہو اور مجلس عالم بھی اس وقت مقرر ہو تو دونوں میں سے کس کی شرکت کو آپ پسند فرمائیں گے تو حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر جنازہ کے ساتھ جانے اور دفن کرنیکے لئے لوگ موجود ہوں تو عالم کی مجلس میں شرکت افضل ہے ہزار جنازوں کی شرکت سے ہزار بیماروں کی عیادت سے ہزار راتوں کی عبادت سے ہزار دن کے روزوں سے اور ہزار درہم خدا کی راہ میں مساکین کو صدقہ دینے سے۔ ہزار حج کرنے سے سوائے حج واجب کے ہزار غزوات کی شرکت سے سوائے غزوہ واجب کے جس میں تو فی سبیل اللہ اپنے مال وجان کیساتھ شریک ہو۔ اور کیا مناسبت ہے عالم کی صحبت کے فائدہ سے دوسری صحبتوں کے فوائد کو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ علم ہی سے خدا کی اطاعت کیجاتی اور علم ہی سے خدا کی عبادت کیجاتی ہے۔ علم کی وجہ سے دنیا اور آخرت بخیر ہوتی اور جہل کی وجہ دنیا اور آخرت خراب ہوتی ہے۔

(۱۰) عن الحافظ عبد العزيز عن داؤد بن سليمان عن الرضاؑ عن آبائهٖ قال قال رسول اللهؐ مجالسة العلماء عبادة والنظر الى عليؑ عبادة والنظر الى البيت عبادة والنظر الى المصحف عبادة

والنظر الى الوالدين عبادة۔

(۱۰) حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے علماء کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے اور بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن کو دیکھنا عبادت ہے اور والدین کو دیکھنا عبادت ہے۔

باب ۸

العمل بغیر علم

(عمل بغیر علم)

(۱) ابی عن سعد عن البرقی عن محمد بن سنان عن طلحہ بن زید قال سمعت ابا عبد اللہؑ یقول العامل علی غیر بصیرة کالسائر علی غیر الطریق ولا یزید سرعة السیر من الطریق الا بعدا۔

(۱) طلحہ بن زید کہتے ہیں کہ سنا میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے کہ بغیر بصیرت کے عمل کرنے والے کی مثال مانند اس چلنے والے کے ہے جس نے اپنا راستہ چھوڑ دیا ہو وہ جتنی بھی رفتار تیز کرے گا اتنا ہی راستے سے دور ہوتا جائے گا۔

(۲) ابن المتوکل عن الحمیری عن ابن عیسی عن ابن محبوب

عن مالک بن عطیہ عن الثمالی عن علیؑ بن الحسینؑ قال لا حسب لقرشی ولا عربی الا بتواضع ولا کرم الا بتقوی ولا عمل الا بنیۃ ولا عبادۃ الا بتفقہ الا وان ابغض الناس الی اللہ عزوجل من یقتدی بامام بسنۃ ولا یقتدی باعمالہ۔

(۲) جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہے کوئی قریشی ہو یا عربی ہو جب تک اس میں تواضع نہ ہو اس کا حسب ونسب کچھ بھی نہیں۔ اور بغیر تقوی کے بزرگی نہیں اور بلانیت کوئی عمل مقبول نہیں۔ بغیر علم فقہ کے عبادت بیکار ہے۔ خدا کے پاس سب سے زیادہ ناپسندیدہ بندہ وہ ہے جو کسی امامؑ کے محض قول کو مانے لیکن اس کے اعمال کی تقلید نہ کرے۔

(۳) ابن الصلت عن ابن عقدۃ عن المنذر بن محمد عن احمد بن یحیٰی عن موسی بن القاسم عن ابی الصلت عن علیؑ بن موسیٰؑ عن آبائہؑ قال قال رسول اللہؐ لا قول الا بعمل ولا قول ولا عمل الا بنیۃ ولا قول ولا نیۃ الا باصابۃ السنۃ۔

(۳) فرمایا حضرت رسول صلعم نے قول بغیر عمل بیکار ہے۔ قول اور عمل بغیر نیت کے بیکار ہے قول، عمل اور نیت بغیر صحیح پیروی کے کوئی چیز نہیں

(۴) روی عن الصادقؑ انہ قال قطع ظھری اثنان عالم متھتک وجاھل متنسک ھذا یصد الناس عن علمہ بتھتکہ وھذا یصد الناس عن نسکہ بجھلہ۔

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے

میری کمر توڑ ڈالی۔ عالم پردہ در رسوا اور عابد جاہل۔ یہ اپنی رسوائی اور پردہ دری سے لوگوں کو علم سے روکتا ہے (یعنی علم کی وقعت گھٹا دیتا ہے) اور وہ اپنے جہل کی وجہ سے لوگوں کو عبادت سے روکتا ہے (یعنی عبادت کو بے وقعت کر دیتا ہے۔

(۵) قال امیر المومنینؑ المتعبد علی غیر فقہ کحمار الطاحونۃ یدور ولا یبرح ورکعتان من عالم خیر من سبعین رکعۃ من جاھل لان العالم تاتیہ الفتنۃ فیخرج منھا بعلمہ وتاتی الجاھل فتنسفہ نسفاً وقلیل العمل مع کثیر العلم خیر من کثیر العمل مع قلیل العلم والشک والشبھہ

(۶) فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے جو شخص بلا سمجھے بوجھے عبادت کرے اس کی مثال کولہو کے گدھے کی ہے ایک ہی جگہ پر چکر لگاتا رہتا ہے۔ عالم کی دو رکعتیں جاہل کی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔ کیونکہ اگر عالم کسی فتنہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے علم کی وجہ سے اس سے نجات حاصل کرتا ہے اور اگر یہ فتنہ جاہل کو آلیتا ہے تو اس کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔ عمل قلیل علم کثیر کے ساتھ ایسے عمل کثیر سے بہتر ہے جو علم قلیل۔ شک اور شبہ کے ساتھ ہو۔

(۶) قال الصادقؑ احسنوا النظر فیما لا یسعکم جھلہ وانصحوا لانفسکم وجاھدوھا فی طلب ما لا عذر لکم فی جھلہ فان لدین اللہ ارکانا ینفع من جھلھا شدۃ اجتھادہ فی طلب ظاھر عبادتہ ولا یضر من عرفھا فدان بھا حسن اقتصادہ ولا سبیل لاحد الی ذالک

الا بعون اللہ عزوجل۔

(۶) فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اس چیز کو جاننے کی کوشش کرو جس سے تم کو بے خبر نہ رہنا چاہیے۔ اپنے نفوس کو نصیحت کرو اور اس معرفت کے حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کرو جس کے جہل کے متعلق تم کوئی عذر پیش نہیں کر سکتے۔ اللہ کے دین کے ارکان ہیں اگر کوئی ان سے جاہل رہکر کثرت سے عبادت ظاہری بجالائے تو ایسی عبادت اس کے لئے مفید نہیں ہوتی اور جو ارکان سے واقف ہیں اور ان کو اپنا دین بنالیا تو خوبی سے ان پر اکتفا کرنا اس کے لئے مضر نہیں ہوتا۔ اور کسی کو یہ بات اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

(شرح) حسن اقتصار یعنی ارکان کے حد علم تک عمل پیرا ہوں اور ضرورت سے زیادہ عبادت کی کوشش نہ کرنا۔ (مترجم)

باب

العلوم التی امر النّاس بتحصیلها و ینفعهم وفیه تفسیر الحکمة

وہ علوم جن کے حاصل کرنیکا لوگوں کو حکم دیا گیا اور جو ان کے لئے نفع بخش ہیں اور جن میں حکمت کی تفسیر ہے

(۱) ما جیلویه عن محمد بن العطار عن الاشعری عن احمد بن محمد عن ابن معروف عن ابن مهزیار عن حکم بن بهلول عن ابن همام عن ابن ادنیه عن آبان بن عیاش عن سلیم بن قیس الهلالی قال سمعت علیاً یقول لابی

الطفیل عامر بن وائلة الکنانی یا ابا الطفیل العلم علمان علم لا یسع الناس الا النظر فیه وهو صبغة الاسلام و علم یسع الناس ترک النظر فیه وهو قدرة الله عزوجل۔

سلیم بن قیس الهلالی کہتے ہیں کہ سنا میں نے جناب امیر علیہ السلام کو ابی طفیل عامر بن وائلہ الکنانی سے کہتے ہوئے کہ اے ابوطفیل علم دو قسم کے ہیں ایک وہ علم ہے جس میں غور و فکر کئے بغیر انسان کو گریز نہیں اور وہ صبغة الاسلام ہے اور ایک وہ جس میں تلاش اور جستجو کو چھوڑا جا سکتا ہے وہ قدرت خدائے عزوجل ہے۔

(بیان) فیروز آبادی کہتے ہیں کہ صبغة کے معنی دین وملت کے ہیں اور صبغة اللہ کے معنی فطرة اللہ یعنی وہ امور جو خدا نے رسول محمد صلعم کو بتائے۔

صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ صبغة کے معنی ملت کے ہیں۔ یا ان تمام عقائد حقہ۔ اعمال حسنہ اور احکام شریعة کے ہیں جو اسلام نے جاری وساری اور لازم کئے۔

قدرة اللہ کے متعلق صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قدرت خدا سے یہاں مراد تقدیر اعمال اور قدرت خدا کا تعلق خلق اشیاء سے یعنی علم قضا و قدر، جبر و اختیار سے ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ان امور کے متعلق تفکر منع فرمایا ہے۔

نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام سے قضا و قدر کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا طریق مظلم فلا تسلکوه بحر عمیق فلا تلجوه وسر الله فلا تتکلفوه۔ یعنی یہ راستہ تاریک ہے۔ اس پر نہ چلو۔ یہ گہرا سمندر ہے اس میں نہ کودو۔ یہ خدا کا راز ہے اس کے معلوم کرنے کے لئے اپنے کو تکلیف میں نہ ڈالو۔

فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حکمت معرفت کی روشنی ہے تقویٰ کی میراث ہے صداقت کا پھل ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو حکمت سے زیادہ کوئی اعظم و ارفع اور بیش بہا نعمت نہیں عطا کی۔

(بیان) ضیاء المعرفة کا مطلب یہ ہے کہ معرفت کی وجہ انسان کے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے یا یہ کہ معرفت کی وجہ انسان علوم کے فائز ہوتا ہے۔

(۷) عن الکاظمؑ قال من تکلف ما لیس من علمه ضیع عمله وخاب أمله۔

(۷) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد ہے جس شخص نے بغیر جانے کچھ کیا تو اس کا عمل ضائع ہوا اور اس کی امید بر نہ آئی۔

باب ۱۱

آدابُ طلبِ العلمِ واحکامِه

طلب علم کے آداب اور احکام

(۱) قال الباقرؑ اذا جلست الی عالم فکن علی ان تسمع احرص منك علی ان تقول وتعلم حسن الاستماع کما تتعلم حسن القول ولا تقطع علی احد حدیثه۔

(۱) فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب تو عالم کی صحبت میں بیٹھے تو کہنے سے زیادہ سننے میں رغبت کر اور جیسا تو حسن قول کی خواہش کرتا ہے اسی طرح حسن استماع بھی سیکھ اور جب کوئی بات کر رہا ہو تو اس کی بات کو نہ کاٹ۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو عادت ڈالنی چاہئے کہ جب وہ علماء کی صحبت میں بیٹھے تو انکی باتیں سنا کرے اور خود بہت کم گفتگو کرے اور جب کوئی شخص گفتگو کر رہا ہو تو جب تک اس کا سلسلۂ کلام تمام نہ ہو خود نہ بولے۔ (مترجم)

(۲) قال امیرالمومنین علی لسائل سأله عن معضلة سل تفقها ولا تسأل تعنتاً فان الجاهل المتعلم شبیه بالعالم وان العالم المتعسف شبیه بالجاهل۔

۲۔ ایک سائل نے ایک مشکل مسئلہ میں جناب امیر علیہ السلام سے سوال کیا آپ نے

جواب میں فرمایا کہ جب کبھی تو کسی سے سوال کرے تو سیکھنے کی غرض سے کر نہ کسی کو ایذا دینے یا نیچا دکھانے کے لئے۔ تحقیق کہ ایک جاہل طالب علم (جو سیکھنے کی نیت رکھتا ہو) عالم کے مانند ہے۔ لیکن ایک ایذا دہندہ عالم جاہل کے برابر ہے۔

شرح۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ محفل میں اپنی قابلیت ظاہر کرنے اور دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے سوالات کرتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے ایسا کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (مترجم)

(۳) قال علیؑ اذا ازدحم الجواب خفی الصواب۔

۳۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ جب ایک سوال کے کئے جواب ہوتے ہیں تو حقیقی اور صحیح جواب پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اس ارشاد میں کسی مسئلہ کے متعلق متعدد اشخاص سے رائے لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ ہر شخص اپنی عقل و فہم کے مطابق جواب دے گا اور اس کا نتیجہ رائے لینے والے کے لئے سوائے پریشانی اور حیرانی کے اور کچھ نہ ہوگا۔

(۴) باسنادہ عن موسیٰ بن جعفرؑ عن آبائہؑ قال قال رسول اللہ من تعلم فی شبابہ کان بمنزلۃ الرسم فی الحجر و من تعلم وھو کبیر کان بمنزلۃ الکتاب علی وجہ الماء۔

۴۔ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ جس نے کوئی چیز جوانی میں سیکھی تو وہ اس کے لئے پتھر کی لکیر ہوگی اور جس نے سیکھی کوئی چیز بڑھاپے میں تو وہ نقش بر آب ہوئی۔

شرح اس قول کا مطلب یہ ہے کہ انسان جو چیز بچپن اور جوانی میں سیکھتا ہے تو وہ ہمیشہ یاد رہتی ہے اور جو بڑھاپے میں سیکھتا ہے تو وہ بہت جلد بھول جاتا ہے۔

(۵) قال علی یا کمیل مر اھلك ان یروحوا فی کسب المکارم و یدلجوا فی حاجۃ من ھو نائم۔

۵۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کمیل رضی اللہ سے اے کمیل تاکید کر اپنے اہل و عیال کو کہ اچھی باتوں کے حاصل کرنے کے لئے علی الصباح گھر سے نکلیں اور لوگوں کی حاجت براری کے لئے سر شام روانہ ہوں۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ انسان حتی الامکان اپنا وقت اچھے کاموں میں اور اہل حاجت کی حاجت براری میں صرف کرے (مترجم)

(۶) قال امیر المومنین علی فی وصیتہ للحسنؑ انما قلب الحدث کالارض الخالیہ ما القی فیھا من شیءٍ قبلتہ فبادر بالادب قبل ان یقسو قلبك و یشتغل لبك۔ و اعلم یا بنیّ ان احب ما انت آخذ بہ من وصیتی تقوی اللہ والاقتصار علی ما افترضہ اللہ علیك و الاخذ بما مضیٰ علیہ الاولون من آبائك والصالحون من اھل بیتك فانھم لا یدعوا ان نظروا لانفسھم کما انت ناظر و فکروا کما انت مفکر ثم ردھم آخر ذالك الی الاخذ بما عرفوا والامساك عما لم یکلفوا فان ابت نفسك ان تقبل ذالك دون ان تعلم کما علموا فلیکن طلبك ذالك بتفھم و تعلم و لا بتورط الشبھات و علو الخصومات وابدأ قبل نظرك فی ذالك بالاستعانہ علیہ بالھك

کہ ائمہ معصومین علیہم السلام اور مجتہدین وقت کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ ہر کس وناکس خود اجتہاد نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی شخص کافی علم وفضل کے بغیر معاملات دینی میں اپنی رائے سے عمل کرے گا تو حیران۔ پریشان اور گمراہ ہوگا۔ (مترجم)۔

(۷) عن النبیؐ قال التودد الی الناس نصف العقل وحسن السوال نصف العلم والتقدیر فی النفقة نصف العیش۔

(۷)۔ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ لوگوں سے میل ملاپ رکھنا نصف عقل ہے اور معقول سوال کرنا نصف علم ہے اور دیکھ بھال کر خرچ کرنا نصف عیش (یعنی راحت) ہے۔

(۸) اقول وجدت بخط شیخنا البہائی قدس اللہ روحہ ما هذا لفظه قال الشیخ شمس الدین محمد بن مکی نقلت من خط شیخ احمد الفراهانی عن عنوان بصری وکان شیخا کبیرا قد اتی علیه اربع وتسعون سنة قال کنت اختلف الی مالک بن انس سنین۔ فلما قدم جعفر صادقؑ المدینة اختلفت الیه واحببت ان اخذ عنه کما اخذت عن مالک فقال لی یوما انی رجل مطلوب ومع ذالک لی اوراد فی کل ساعة من آناء اللیل والنهار فلا تشغلنی عن وردی وخذ عن مالک واختلف الیه کما کنت تختلف الیه فاغتممت من ذالک وخرجت من عنده وقلت فی نفسی لو تفرس فی خیرا لما زجرنی عن الاختلاف الیه والاخذ عنه۔ فدخلت مسجد الرسول وسلمت علیه ثم رجعت من الغد الی الروضة وصلیت فیها رکعتین وقلت اسئلک یا اللہ یا اللہ ان تعطف علی قلب جعفرؑ وترزقنی من علمه ما اهتدی

به الی صراطک المستقیم ورجعت الی داری مغتما ولم اختلف الی مالک بن انس لما اشرب قلبی من حب جعفرؑ فما خرجت من داری الا الی الصلوٰة المکتوبة حتی عیل صبری فلما ضاق صدری تنعلت وتردیت وقصدت جعفراؑ وکان بعد ما صلیت العصر فلما حضرت باب داره استاذنت علیه فخرج خادم له فقال ما حاجتک فقلت السلام علی الشریف۔ فقال هو قائمؑ فی مصلاه فجلست بحذاء بابه فما لبثت الا یسیرا اذ خرج خادم فقال ادخل علی برکة اللہ۔ فدخلت وسلمت علیه فرد السلام فقال اجلس غفر اللہ لک۔ فجلست فاطرق ملیا ثم رفع راسه وقال ابو من قلت ابو عبد اللہ قال ثبت اللہ کنیتک ووفقک یا ابا عبد اللہ ما مسئلتک۔ فقلت فی نفسی لو لم یکن لی من زیارته والتسلیم غیر هذا الدعا لکان کثیرا ثم رفع راسه ثم قال ما مسئلتک فقلت سألت اللہ ان یعطف قلبک علی ویرزقنی من علمک فارجو ان اللہ اجابنی فی الشریف ما سألته فقال یا ابا عبد اللہ لیس العلم بالتعلم انما هو نور یقع فی من یریده اللہ تبارک وتعالی ان یهدیه فان اردت العلم فاطلب اولاً فی نفسک حقیقة العبودیة۔ واطلب العلم باستعماله واستفهم اللہ یفهمک قلت یا شریف فقال قل یا ابا عبد اللہ ما حقیقة العبودیة؟ قال ثلثة اشیاء ان لا یری العبد لنفسه فیما خوله اللہ ملکا لان العبید لا یکون لهم ملکا یرون المال مال اللہ یضعونه حیث امرهم اللہ به ولا

يدبر العبد لنفسه تدبيرًا وجملة اشتغاله فيما امره الله تعالى به ونهاه
عنه. فاذا لم يدبر العبد لنفسه فيما خوله الله تعالى ملكا هان عليه
الانفاق فيما امره الله تعالى ان ينفق فيه. واذا فوض العبد تدبير
نفسه على مدبره هان عليه مصائب الدنيا واذا اشتغل العبد بما
امره الله تعالى ونهاه لايتفرغ منهما الى المراء والمباهاة مع الناس
فاذا اكرم الله العبد بهذه الثلثة هان عليه الدنيا وابليس والخلق
ولايطلب الدنيا تكاثرا وتفاخرا ولايطلب ما عند الناس عزا وعلوا
ولايدع ايامه باطلا فهذا اول درجة التقى قال الله تبارك. تلك
الدار الاخرة نجعلها للذين لايريدون علوا فى الارض ولا فسادا
والعاقبة للمتقين. قلت يا اباعبد الله اوصنى قال اوصيك
بتسعة اشياء فانها وصيتى لمريدى الطريق الى الله تعالى والله
اسئال ان يوفقك لاستعماله. ثلثة منها فى رياضة النفس وثلثة
منها فى الحلم وثلثة منها فى العلم فاحفظها واياك والتهاون
بها. قال عنوان ففرغت قلبى له فقال اما اللواتى فى الرياضة
فاياك ان تاكل ما لاتشتهيه فانه يورث الحماقة والبله ولا
تاكل الا عند الجوع واذا اكلت فكل حلالا وسم الله واذكر حديث
الرسول ما ملاء آدمى وعاء شرا من بطنه فان كان ولابد منه
فثلث لطعامه وثلث لشربه وثلث لنفسه. واما اللواتى فى الحلم
فمن قال لك ان قلت واحدة سمعت عشرا فقل ان قلت عشرا لم

تسمع واحدة ومن شتمك فقل له ان كنت صادقا فيما تقول
فاسأل الله ان يغفر لى وان كنت كاذبا فيما تقول فالله اسأل
ان يغفر الله لك ومن وعدك بالخنا فعده بالنصيحة والدعاء
واما اللواتى فى العلم فاسئل العلماء ما جهلت واياك ان تسئلهم
تعنتا وتجربة واياك ان تعمل برأيك شيئا وخذ بالاحتياط
فى جميع ما تجد اليه سبيلا. واهرب من الفتيا هربك من الاسد
ولا تجعل رقبتك للناس جسرا. قم عنى يا اباعبد الله نصحت
لك ولا تفسد على وردى انى امرؤ ضنين والسلام على من اتبع الهدى

(۸) میں کہتا ہوں کہ میں نے میرے استاد البہائی قدس اللہ روحہ کی یہ تحریر دیکھی
جس میں یہ لکھا ہے کہ شیخ شمس الدین محمد بن مکی نے کہا ہے کہ میں نے شیخ احمد فراہانی کی تحریر سے
یہ عبارت نقل کی جنہوں نے عنوان البصری سے جو ایک پیر مرد تھے جن کی عمر ۹۴ سال کی
تھی روایت کی ہے عنوان کہتے ہیں کہ میں کئی سال سے مالک ابن انس کے پاس آیا جایا
کرتا تھا۔ جب امام جعفر صادق علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تو میں حضرت کی خدمت میں
حاضر ہونے لگا۔ اور چاہتا تھا کہ حضرت سے کچھ علم حاصل کروں جیسا کہ انس بن مالک سے
حاصل کرتا تھا۔ حضرت نے مجھ سے ایک روز فرمایا کہ میرے پاس کثرت سے لوگ آتے ہیں۔ اور
پھر صبح و شام ہر وقت میں اوراد اور وظائف میں مشغول رہتا ہوں پس میرے اوراد میں
مخل مت ہو اور انس کے پاس جا جیسا کہ اب تک جاتا رہا ہے۔ اور اس سے سیکھ۔ حضرت
کے اس ارشاد سے مجھے صدمہ ہوا میں حضرت کے پاس سے اٹھا۔ اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا
کہ اگر امام مجھ میں کوئی نیکی اور خوبی پاتے تو اس طرح مجھے آنے جانے اور علم سیکھنے سے

نہ روکتے۔ پس میں مسجد رسول میں داخل ہوا۔ اور آنحضرت پر سلام پڑھا۔ اور پھر دوسرے روز روضۂ نبوی پر حاضر ہوکر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے دعا کی کہ اے اللہ تو امام جعفر صادقؑ کے قلب کو میرے لئے نرم فرمادے اور ان کے علم سے مجھے وہ چیز عطا کر جو مجھے صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔ اس کے بعد گھر آیا اور اس روز سے خانہ نشین ہوگیا۔ انس بن مالک کے پاس بھی آنا جانا ترک کر دیا اس لئے کہ میرے دل میں امام علیہ السلام کی محبت جاگزیں ہوگئی تھی۔ میں صرف پنج وقتہ نماز کے لئے گھر سے نکلتا تھا۔ اس طرح گھر بیٹھے بیٹھے میں تنگ آگیا۔ اور بالآخر ایک روز بعد نماز عصر چادر اوڑھ کر اور جوتے پہن کر امام علیہ السلام کے آستانۂ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور جب دروازہ پر پہنچا تو اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی جس پر ایک خادم باہر آیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ شریف کے سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ خادم نے کہا کہ امام مصلے پر تشریف رکھتے ہیں۔ میں دروازہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ خادم باہر آیا اور مجھ سے کہا کہ اندر آؤ خدا تمھیں برکت دے۔ میں اندر داخل ہوا اور سلام عرض کیا۔ امام نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ بیٹھ جا خدا تجھے بخشے۔ میں بیٹھ گیا۔ امام تھوڑی دیر سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سر مبارک اٹھایا۔ اور مجھ سے پوچھا کہ تیری کنیت کیا ہے۔ میں نے عرض کی ابوعبداللہ امام نے فرمایا خدا تیری کنیت قائم رکھے اور تجھے توفیق نیک عطا کرے کیا پوچھنا چاہتا ہے پوچھ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت کی زیارت سے مشرف ہونا اور سلام کرلینا ہی کافی ہے اب پوچھوں کیا۔ امام نے پھر سر مبارک اٹھایا اور پھر وہی فرمایا کہ کیا پوچھنا چاہتا ہے میں نے عرض کی کہ میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ آپ کے قلب کو میرے لئے نرم فرمادے اور آپ کے علم سے مجھے کچھ علم عطا فرمائے میں سمجھتا ہوں میری دعا قبول ہوئی۔ پس امامؑ

علیہ السلام نے فرمایا سن اے اباعبداللہ علم سیکھنے سے نہیں حاصل ہوتا۔ بلکہ وہ نور ہے خدا تبارک وتعالیٰ جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے تاکہ اس کی ہدایت کرے۔ اگر تو علم چاہتا ہے تو پہلے اپنے نفس میں حقیقت عبودیت کی پہچان پیدا کر اور علم کو اس کے صحیح استعمال سے بڑھا۔ اور خدا سے طلب فہم کر کہ وہ تجھے فہم دے گا۔ پھر میں نے کہا کہ یا شریف امامؑ نے مجھے روکا اور فرمایا کہ مجھے شریف نہ کہہ بلکہ اباعبداللہ کہہ۔ میں نے عرض کی یا اباعبداللہ، حقیقت عبودیت، کیا ہے؟ فرمایا تین چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو خدا نے عطا کیا ہے اس میں سے کسی چیز کو بھی بندہ اپنی ملک نہ سمجھے۔ کیونکہ بندوں کی ملک نہیں ہوتی وہ مال کو مال خدا سمجھتے ہیں اور اس کے احکام کے بموجب انکو صرف کر دیتے ہیں دوسرے یہ کہ بندہ اپنی ذات اور اپنے امور کے لئے کوئی تدبیر نہ کرے۔ تیسرے یہ کہ بندہ ہر وقت اوامر الٰہی کے بجالانے اور نواہی سے خود کو محفوظ رکھنے میں مشغول رہے۔ جب خدا کی دی ہوئی چیزوں کو بندہ اپنی ملک نہ سمجھے گا تو اس کا بموجب احکام خدا خرچ کرنا اس پر گراں نہ ہوگا اور جب بندہ اپنے معاملات کو خدا پر چھوڑے گا۔ اور اس مدبر الامور کے سپرد کرے گا تو مصائب دنیا اس پر آسان ہوجائیں گی اور جب بندہ اوامر الٰہی کی تعمیل کرے گا اور نواہی سے پرہیز تو نہ وہ کسی سے ڈرے گا اور نہ فخر ومباہات کرے گا۔ جب خدا کسی بندہ کو یہ تین چیزیں عطا کر دیتا ہے تو اس پر دنیا۔ ابلیس اور خلق خدا آسان ہوجاتے ہیں۔ اے اباعبداللہ بندہ دنیا کو اس لئے طلب نہ کرے کہ اس کے ذریعہ تفاخر اور تکاثر کرے۔ اور لوگوں کے پاس جو چیزیں ہیں۔ انھیں اس لئے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے کہ ان کے ذریعہ شان وشوکت دکھائے اور امور باطل میں اپنے دن گذارے اور یہ تقویٰ کا پہلا درجہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ دار آخرت ہم ان لوگوں کو عطا کرتے ہیں جو دنیا میں غرور نہیں کرتے اور

نہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ اور عاقبت متقین کے لئے ہے۔" پھر میں نے عرض کی کہ یا اباعبد اللہ اور کچھ فرمائیے۔ امام نے فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں تجھے نو چیزوں کے متعلق اور یہ وصیت ہے میری ان لوگوں کے لئے جو خدا کا راستہ طلب کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے ان وصیتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ ان نو میں سے تین کا تعلق ریاضت نفس سے تین کا حلم سے اور تین کا علم سے ہے پس ان کو یاد رکھ اور خبردار کہیں تو ان پر عمل کرنے سے کوتاہی کرے۔ عنوان کہتے ہیں کہ میں ہمہ تن گوش ہو گیا اور امام کا کلام سننے لگا۔ امام نے فرمایا کہ وہ تین چیزیں جن کا تعلق ریاضت نفس سے ہے یہ ہیں ایک یہ کہ خبردار جس چیز کی تجھ کو اشتہا نہ ہو وہ ہرگز مت کھا اس لئے کہ اس سے حماقت اور بیوقوفی پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جبتک بالکل بھوکا نہ ہو مت کھا اور کھا تو لقمہ حلال کھا اور بسم اللہ کہہ لیا کر۔ کیا تجھے یہ حدیث رسول یاد نہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ انسان نے پیٹ سے بدتر اور کوئی برتن نہیں بھرا اور اگر بھرنا ہی ہے تو اس کو ایک ثلث کھانے۔ ایک ثلث پانی اور ایک ثلث سانس سے بھرے۔ وہ تین چیزیں جن کا تعلق حلم سے ہے یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص تجھ سے کہے تو ایک کہے گا تو دس سنے گا۔ تو اس کو کہہ کہ اگر تو دس کہے گا تو میں ایک بھی نہ کہوں گا۔ اگر کوئی تجھے سب وشتم کرے تو اس کو کہہ کہ اگر تو سچا ہے تو میں تیرے اور میرے لئے خدا سے طلب مغفرت کرتا ہوں اگر تو جھوٹا ہے تو میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے بخش دے۔ اور اگر کوئی شخص تجھ کو برا کہے تو تو اس کو نصیحت کر۔ وہ تین چیزیں جو علم سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں۔ جو باتیں تجھے معلوم نہیں ان کے متعلق علماء سے سوال کر لیکن خبردار تیرا سوال کرنا علماء کی آزمائش یا تذلیل کی غرض سے نہ ہو دوسرے یہ کہ ہمیشہ اپنی ہی رائے پر اعتماد نہ کر اور جو کام بھی کر احتیاط کو پیش نظر رکھ۔

تیسرے یہ کہ فتویٰ دینے سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ اور اپنی گردن کو لوگوں کے لئے پل نہ بنا دے۔ اب جا اے اباعبد اللہ جو کچھ نصیحت کرنی تھی کر چکا۔ اب میرے ورد اور وظیفہ میں مخل نہ ہو کیونکہ میں اس معاملہ میں بخیل ہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

شرح ۔ فاذا اکرم اللہ العبد بھذہ الثلثۃ ھان علیہ الدنیا وابلیس والخلق۔ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب خدا کسی بندہ کو وہ تین چیزیں جس کا ذکر حدیث میں ہے عطا کرتا ہے تو پھر اس کو دنیا اور اہل دنیا کسی قسم کی تکلیف نہیں پہونچا سکتے اور نہ ابلیس اس کو بہکا سکتا یا اس پر تسلط پا سکتا ہے۔

امام علیہ السلام کا ارشاد کہ لایدبر العبد لنفسہ تدبیراً۔ کتنا صحیح ارشاد ہے۔ دنیا کا تجربہ بتاتا ہے کہ ایک امر میں ہم ممکنہ کوشش کرتے ہیں لیکن کامیابی حاصل نہیں ہوتی اور ایک معاملہ میں بغیر سعی و کوشش مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ امام علیہ السلام کے اس قول کا یہ مطلب نہیں کہ انسان کسی معاملہ میں مطلق سعی و تدبیر نہ کرے کوشش کرے لیکن کامیابی اور نتیجہ کے لئے مدبر الامور یعنی خدا پر بھروسہ رکھے۔ سمجھے کہ السعی منی و الاتمام من اللہ۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

کارساز ما بہ فکر کار ما　　　　فکر ما در کار ما آزار ما

امام علیہ السلام کا ارشاد کہ اگر کوئی تجھے برا کہے تو اس کو نصیحت کر، کتنا بہترین قول ہے اگر انسان اس پر عمل کرے تو اس کی زندگی پر سکون ہو گی اور اس کے مخالفین کی تعداد کم ہو گی۔ علامہ اولاد حیدر فوق بلگرامی اپنی کتاب صحیفۃ العابدین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ اور امام قندوزی نے ینابیع المودہ میں لکھا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت علیہم السلام قیدی بن کر شہر دمشق میں پہنچے تو بازار دمشق

میں تماشائیوں کا ہجوم تھا اور جب یہ لٹا ہوا قافلہ مسجد جامع کے پاس پہونچا تو مشائخین شام سے ایک شائخ ان اسیروں کو دیکھ کر امام زین العابدین علیہ السلام کے قریب آیا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو ہلاک کیا اور شاخ فتنہ وفساد کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالا اور انھیں باتوں کے ساتھ اس نے بہت سے فحش کلام بھی کہے۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نہایت صبر و سکوت کے ساتھ اس کے گستاخانہ کلام کو سنتے رہے جب وہ خاموش ہوگیا تو آپ نے فرمایا اے شیخ تو نے قرآن مجید بھی پڑھا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو نے قرآن مجید میں یہ آیۃ بھی پڑھی ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا یہ آیت بھی پڑھی ہے۔ وآتِ ذی القربیٰ حقہ۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا یہ آیت بھی پڑھی ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا بھائی یہ سب آیتیں ہماری ہی شان میں نازل ہوئی ہیں ہمیں وہ ذو القربیٰ ہیں اور ہمیں وہ اہل بیت ہیں جن کو حق سبحانہ نے دنیا کی تمام آلائشوں سے پاک و پاکیزہ فرمایا۔ یہ سن کر اس شیخ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور درگاہ رب میں عرض کی کہ پروردگارا میں توبہ کرتا ہوں اور برأت چاہتا ہوں دشمنان آل محمد اور ان لوگوں سے جنہوں نے اہل بیت علیہم السلام کو قتل کیا۔

یہ واقعہ محض اس لئے درج کیا گیا کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ برا کہنے والے پر نصیحت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس واقعہ میں نصیحت کی وجہ ایک دشمن اہل بیت دوست اہل بیت ہوگیا

باب ۱۲

ثواب الهدایه والتعلیم وفضلهما وفضل العلماء وذمّ اضلال الناس۔ (ہدایت کرنے اور تعلیم دینے کا ثواب اور فضیلت اور علماء کی فضیلت اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی مذمت ہے)

(۱) بالاسناد الی ابی محمد العسکری ع قال قال علی ابن ابی طالب ع من کان من شیعتنا عالما بشریعتنا فاخرج ضعفاء شیعتنا من ظلم جهلهم الی نور العلم الذی حبوناه به جاء یوم القیمة وعلی راسه تاج من نور یضیئ لاهل جمیع العرصات وعلیه حلة لایقوم لاقل سلک منها الدنیا بحذافیرها ثم ینادی منادیا یا عباد الله هذا عالم من تلامذه بعض علماء آل محمد۔

(۱) جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ ہمارے شیعوں میں جو شخص ہماری شریعت کا عالم ہو اور اپنے علم کے ذریعہ ہمارے کمزور شیعوں کو ان کی جہل کی تاریکی سے نکال کر ایسے علم کے نور کی طرف لے جائے جو کہ انھیں ہم نے دیا ہے تو وہ روز قیامت اس شان سے آئے گا۔ کہ اس کے سر پہ ایک نورانی تاج ہوگا جس سے میدان قیامت چمک اٹھے گا۔ اور بدن میں ایسا لباس ہوگا کہ جس کی قیمت لیے موتی کے ہار سے کہیں بڑھ کر ہوگی جس کی نظیر دنیا وما فیہا میں نہیں ایک منادی ندا دے گا کہ اے خدا کے بندو یہ ایک عالم ہے جو شاگرد تھا بعض علماء آل محمد کا۔

(۲) بالاسناد الی محمد العسکری ع قال قال جعفر بن محمد الصادق ۲ ق

علماء شیعتنا مرابطون بالثغر الذی یلی ابلیس وعفاریته یمنعونهم عن الخروج علیٰ ضعفاء شیعتنا وعن ان یتسلط علیهم ابلیس وشیعته النواصب الا فمن انتصب لذالک من شیعتنا کان افضل ممن جاهد الروم والترک والخزر الف الف مرة لانهٗ یدفع عن ادیان محبینا وذالک یدفع ابدانهم۔

(۲) جناب امام حسن عسکری سے مروی ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعہ علماء ابلیس اور اس کے لشکر کی سرحد پر متعین ہیں کہ وہ ابلیس کو ہمارے کمزور شیعوں پر حملہ نہیں کرنے دیتے اور ان پر ابلیس اور اسکے نواصب دوستوں کا تسلط حاصل نہیں ہونے دیتے۔ ہمارے شیعوں میں سے جس نے ایسا کیا وہ افضل ہوگا اس سے جس نے جہاد کیا اہل روم و ترک و خزر سے ہزار مرتبہ اسلئے کہ یہ دینوں کی حفاظت کرتا ہے اور وہ بدنوں کی

شرح۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ علماء شیعہ ان شیعوں کو جو ازروے علم و فضل کمزور ہیں راہ راست سے بھٹکنے نہیں دیتے۔ (مترجم)

(۳) بالاسناد الی محمد العسکریؑ قال قال موسیٰ بن جعفرؑ فقیه واحد ینقذ یتیمًا من ایتامنا المنقطعین عنا وعن مشاهدتنا بتعلیم ما هو محتاج الیه اشد علیٰ ابلیس من الف عابد لان العابد همه ذات نفسه فقط وهذا همه مع ذات نفسه ذات عباد الله وامائه لینقذهم ید ابلیس ومردته فذالک هو افضل عند الله من الف الف عابد والف الف عابدة۔

(۳) جناب امام حسن العسکریؑ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے کہ وہ ایک فقیہ جو بچائے ایک یتیم کو ہمارے یتیموں سے جو دور ہو گیا ہو ہم سے ایسی تعلیم کے ذریعہ

جس کا وہ محتاج ہے تو وہ فقیہ ابلیس پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے اس لئے کہ عابد تو اپنی ایک ذات کی فکر میں رہتا ہے لیکن یہ فقیہ اپنی ذات کے ساتھ خدا کے بندوں کو بھی ابلیس کے شر سے بچانے کی فکر کرتا ہے پس اس لئے وہ خدا کے پاس ہزاروں عابدوں اور ہزاروں عابدات سے افضل ہے۔

(۴) جعفر بن محمد ابن مسرور عن ابن عامر عن المعلیٰ بن محمد البصری عن احمد بن محمد بن عبد الله عن عمر بن زیاد عن مدرک بن عبد الرحمن عن ابی عبد الله الصادق جعفر بن محمدؑ قال اذا کان یوم القیمة جمع الله عز وجلّ الناس فی صعید واحد ووضعت الموازین فتوزن دماء الشهداء مع مداد العلماء فیرجح مداد العلماء علیٰ دماء الشهداء

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ روز قیامت جمع کرے گا اللہ عز و جل لوگوں کو ایک بلند مقام پر اور ترازوئیں لگا دی جائیں گی اور تولے جائیں گے شہداء کے خون علماء کی سیاہیوں کے ساتھ اور بڑھ جائیں گی علماء کی سیاہیاں شہداء کے خون سے

۵۔ حدثنا ابو القاسم عن محمد بن عباس عن عبد الله بن موسیٰ عن عبد العظیم الحسنی عن عمر بن رشید عن داؤد بن کثیر عن ابی عبد الله فی قول الله عز وجل قل للذین اٰمنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام الله۔ قال قل للذین مننا علیهم بمعرفتنا ان یعرفوا الذین لا یعلمون فاذا عرفوهم غفروا لهم۔

۵۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس قول خدا کہ کہدو ان لوگوں کو جو ایمان لائے

معاف کردے ان لوگوں کو جو خدا کے دنوں کی امید نہیں رکھتے تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کہدو ان لوگوں سے جنھیں ہماری معرفت حاصل ہے کہ جنکو ہماری معرفت نہیں ہے انکو اسکی تعلیم دو اور جب وہ معرفت حاصل کرلیں تو انکے لئے طلب مغفرت کرو۔

(۶) ھارون عن ابن صدقہ عن الصادق عن ابیہ عن آبائہ ان رسول اللہ صلعم قال ثلثہ یشفعون الی اللہ یوم القیمۃ فیشفعہم الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء۔

(۶) فرمایا جناب رسول خدا نے کہ تین قسم کے لوگوں کی روز قیامت شفاعت قبول ہوگی انبیاء علماء۔ اور شہداء۔

۷۔ ابی عن علی عن ابیہ عن ابن مرار عن یونس یرفعہ الی ابیعبد اللہ۔ قال کان فیما اوصی بہ رسول اللہ علیاً یا علی ثلث من حقائق الایمان الانفاق من الاقتار و انصاف الناس من نفسک و بذل العلم للمتعلم۔

۷۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا کہ یا علی تین چیزیں حقائق ایمان سے ہیں۔ ۱۔ باوجود تنگی کے خرچ کرنا۔ ۲۔ اپنے نفس اور دوسروں کے مقابل میں انصاف کرنا۔ ۳۔ اور طالب علم کو دل کھول کر تعلیم دینا۔

شرح۔ انصاف الناس من نفسک۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب معاملہ اپنا اور دوسروں کا ہو تو بے لوثی اور انصاف کے ساتھ تصفیہ کیا جائے۔

۸۔ ابن مسرور عن ابن عامر عن عمہ عبد اللہ عن ابن محبوب عن ابن صہیب قال سمعت ابا عبد اللہ یقول لا یجمع اللہ المنافق ولا فاسق حسن السمت والفقہ وحسن الخلق ابداً۔

۸۔ ابن صہیب کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خداوند متعال منافق اور فاسق کو نیک راستہ۔ تفقہ اور حسن اخلاق کبھی عطا نہیں فرماتا۔

۹۔ المفید عن ابن قولویہ عن ابیہ عن سعد عن ابن عیسیٰ عن عثمان بن عیسیٰ عن سماعۃ قال قلت لابی عبد اللہ انزل اللہ عزوجل مَنْ قَتَلَ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا۔ قال من اخرجھا من ضلال الی ھدی فقد احیاھا ومن اخرجھا من ھدی الی ضلال فقد واللہ اماتھا۔

۹۔ سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا کہ۔

"جس نے ایک شخص کو قتل کیا گویا سب انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک کو زندہ کیا تو سب کو زندہ کیا"

امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ جس نے کسی کو گمراہی سے نکالا طرف ہدایت کے تو اس کو زندہ کیا اور اگر کسی کو ہدایت سے نکال کر گمراہی میں مبتلا کر دیا تو قسم خدا کی اسے مار ڈالا۔

۱۰۔ العطار عن ابیہ عن عیسیٰ عن یونس عمن ذکرہ عن ابیعبد اللہ قال اذا کان یوم القیمۃ بعث اللہ عزوجل العالم والعابد فاذا وقفا بین یدی اللہ عزوجل قیل للعابد انطلق الی الجنۃ وقیل للعالم قف تشفع للناس بحسن تادیبک لھم۔

۱۰۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ روز قیامت طلب کرے گا

خدا عابد اور عالم کو اور جب دونوں کھڑے ہوں گے خدا کے سامنے تو عابد کو حکم دے گا
کہ جنت میں جا اور عالم سے فرمائے گا۔ کہ ٹھیر اور ان لوگوں کی شفاعت کر جن کو تو نے
دنیا میں اچھی تعلیم دی تھی۔

۱۱۔ باسناد اخی دعبل عن الرضاؑ عن آبائہ عن امیر المومنینؑ
قال فقیہ واحد اشد علی ابلیس من الف عابد۔

۱۱۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ ایک عالم بھاری ہے ابلیس پر ہزار
عابدوں سے۔

۱۲۔ قال امیر المومنینؑ علموا صبیانکم ما ینفعھم اللہ بہ
لا یغلب علیھم المرجئۃ برائھا۔

۱۲۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ بچوں کو ایسی تعلیم دو کہ جو ان کے لئے نفع
بخش ہو اور وہ گمراہ کرنے والے کے دام میں نہ پھنسنے پائیں۔

۱۳۔ احمد بن محمد عن ابن ابی نجران و محمد بن الحسین
عن عمرو بن العاصم عن المفضل بن سالم عن جابر عن ابی جعفرؑ
قال قال رسول اللہ ان معلم الخیر یستغفر لہ دواب الارض
وحیتان البحر وکل ذی روح فی الھواء وجمیع اھل السماء
والارض وان العالم والمتعلم فی الاجر سواء یاتیان یوم القیمۃ
کفرسی رھان یزدحمان۔

(۱۳) امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اس معلم کیلئے
جو نیک امور کی تعلیم دے زمین کے چوپائے۔ سمندروں کی مچھلیاں اور ہوا میں جتنے

ذی روح ہیں اور اہل آسمان و زمین سب طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اور یہ کہ عالم و متعلم ثواب
میں برابر ہیں۔ یہ دونوں آئیں گے روز قیامت مثل شرط کے گھوڑوں کے جو ایک دوسرے
پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۴۔ عبد اللہ بن محمد بن الحسین عن ابن اسباط عن بعض
اصحابہ عن ابی عبد اللہؑ قال قال امیر المومنینؑ المومن العالم اعظم
اجرا من الصائم القائم الغازی فی سبیل اللہ واذا مات ثلم فی
الاسلام ثلمۃ لا یسدھا شئ الی یوم القیمۃ۔

۱۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام
نے کہ ایک مومن عالم کو ایک نمازیں پڑھنے والے۔ روزہ رکھنے والے مجاہد فی سبیل اللہ سے
کہیں زیادہ اجر ملتا ہے اور جب یہ مومن عالم مرجاتا ہے تو اسلام میں ایسا رخنہ پڑجاتا
ہے کہ قیامت تک اس کی درستی نہیں ہو سکتی۔

۱۵۔ ابن عیسیٰ عن البزنطی عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہؑ قال
رکعت یصلیھا الفقیہ افضل من سبعین الف رکعۃ یصلیھا العابد

۱۵۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ عالم کی ایک رکعت افضل
ہے۔ عابد کے ستر ہزار رکعتوں سے۔

۱۶۔ من کتاب المشیخۃ عن ابن ابی محمد عن الحرث بن المغیرۃ
قال لقینی ابو عبد اللہؑ فی بعض طرق المدینۃ لیلا فقال لی یا حارث
قلت نعم فقال اما لتحملن ذنوب سفھائکم علی علمائکم ثم مضی قال
ثم اتیتہ فاستاذنت علیہ فقلت جعلت فداک لم قلت لتحملن

ذنوب سفهائكم على علمائكم فقد دخلني من ذالك امر عظيم فقال نعم ما يمنعكم اذا بلغكم عن الرجل منكم ما تكرهونه مما يدخل به علينا الاذیٰ والعيب عند الناس ان تاتوه فتؤنبوه وتعظوه وتقولوا له قولا بليغا فقلت له اذا لا يقبل منا ولا يطيعنا قال فقال فاذا فاهجروه عند ذالك واجتنبوا مجالسته۔

۱۶۔ کتاب المشیخہ میں حرث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ ایک رات مدینہ کے ایک راستہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کی ملاقات ہوی اور امام علیہ السلام نے انھیں یا حارث کہکر پکارا اور انہوں نے لبیک کہا اور امام نے فرمایا کہ اے حارث تمہارے بیوقوفوں اور جاہلوں کے گناہوں کا بار تمہارے علماء پر ضرور ڈالا جائیگا۔ اتنا فرمایا اور تشریف لے گئے۔ حارث کہتے ہیں کہ میں دوسرے روز امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا ہو۔ آپ نے گذشتہ شب یہ کیوں فرمایا کہ جاہلوں اور بے وقوفوں کے گناہوں کا بار علماء پر ڈالا جائیگا۔ مجھے آپ کے اس ارشاد سے تشویش عظیم لاحق ہو گئی ہے۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا جب تم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی شخص کے اعمال اور افعال ایسے ہیں کہ جن کو تم مکروہ سمجھتے ہو۔ اور جب تم جانتے ہو کہ وہ ہماری اذیت اور عیب جوئی کا عادی ہے تو پھر کون چیز مانع ہوتی ہے تم اس کو سرزنش نہ کرو۔ میں نے عرض کی اگر وہ ہماری نصیحت قبول نہ کرے اور ہماری اس معاملہ میں اعانت نہ کرے تو پھر کیا کیا جائے۔ امام نے ارشاد فرمایا کہ تب اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس کی صحبت سے پرہیز کرو۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد میں کئی امور کی طرف اشارہ ہے منجملہ ان کے

ایک یہ ہے کہ ہر عالم کا فرض ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے لیکن احسن طریقہ سے۔ دوسرے یہ کہ ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کیا جائے جو مکروہات میں مبتلا رہتے نواہی خدا کا ارتکاب کرتے رہتے اور آل محمد سے بغض رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ برے لوگوں کی صحبت کا اثر بتدریج نیکوں کو بھی برا کر دیتا ہے۔ (مترجم)

۱۷۔ قال النبی اذا مات المومن انقطع عمله الا من ثلث صدقة جاریه او علم ینتفع به او ولد صالح یدعوله وقال یا علی نوم العالم افضل من الف رکعة یصلیها العابد۔ یا علی لا فقر اشد من الجهل ولا عبادة مثل التفکر وقال علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

۱۷۔ فرمایا آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے کہ یا علی جب مرد مومن مرجاتا ہے تو دنیا سے اس کا تعلق قطع ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے یعنی اس کا صدقہ جاریہ۔ وہ علم جو اسنے چھوڑا اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ ولد صالح جو اس کے لئے دعا مغفرت کرتا ہو۔ اور یا علی عالم کا سونا بہتر ہے عابد کے ہزار رکعت نماز پڑھنے سے۔ اور یا علی کوئی مفلسی جہالت کی مفلسی سے بدتر نہیں اور کوئی عبادت تفکر سے بہتر نہیں اور یا علی میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔

شرح۔ اس حدیث میں تفکر سے مراد یہ ہے کہ انسان خدا کی قدرت۔ اس کی نشانیوں پر غور و فکر کرے اور ان کے سمجھنے کی کوشش کرے۔ آنحضرت کے اس ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ جاہلوں کا بلا سمجھے بوجھے نمازیں پڑھنا۔ روزہ رکھنا اور دیگر مذہبی اعمال بجا لانا۔ سال میں کئی کئی دور قرآن کے کرلینا محض بے کار ہے۔ جب تک اعمال سمجھکر نہ بجا لائے جائیں۔ کوئی ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ (مترجم)

۱۸۔ قال الامامؑ قال علیؑ بن الحسینؑ فی قوله تعالی ولکم فی القصاص حیٰوة یا اولی الالباب لعلکم تتقون. عباد الله هذا قصاص قتلکم لمن تقتلونهٗ فی الدنیا وتفنون روحه اولا انبئکم باعظم من هذا القتل وما یوجب الله علیٰ قاتله ما هو اعظم من هذا القصاص قالوا بلیٰ یا ابن رسول الله قال اعظم من هذا القتل ان تقتله قتلة لا ینجبر ولا یحییٰ بعدهٗ ابداً قالوا ما هو ان یضله عن نبوة محمد وعن ولایة علی ابن ابی طالب ویسلک به غیر سبیل الله ویغویه باتباع طریق اعداء علیؑ والقول بامامتهم ودفع علیؑ عن حقهٗ وجحد فضله فهذا هو القتل الذی یخلد هذا المقتول فی نار جهنم فجزاء هذا القتل مثل ذلک الخلود فی نار جهنم۔

۱۸۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک محفل میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی کہ "تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو شاید کہ تم خدا سے ڈرو" تفسیر فرماتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! کہ یہ دنیا میں اس قتل کا قصاص ہے جب تم کسی کو قتل کرتے اور اس کی جان لیتے ہو۔ کیا میں تمہیں اس سے عظیم تر قتل کی خبر نہ دوں کہ جس کی وجہ اللہ تعالیٰ قاتل پر اس قصاص سے سخت تر قصاص عائد فرماتا ہے؟ حاضرین محفل نے کہا کہ ضرور، بتائیے یا ابن رسول اللہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معمولی قتل سے جو آئے دن دنیا میں واقع ہوتے رہتے وہ قتل عظیم تر ہے کہ اس کے بعد مقتول نہ پھر نجات پا سکتا ہے اور نہ زندہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ کسی کو نبوت محمد اور ولایت علی سے گمراہ کر دیا جائے اور اس کو خدا کے راستہ سے ہٹا اغوا دیا جائے کہ وہ دشمنان علی کے راستہ کو اختیار کرے اور علی کی امامت میں شک کرے

اور علی کو ان کے حق سے دفع کرے اور علی کی فضیلت کا انکار کرے ایسا مقتول جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ اور اس کے قاتل کی سزا بھی جہنم ہوگی۔

۱۹ قال النبی ان الله لا ینتزع العلم انتزاعاً ولکن ینتزعه بموت العلماء حتیٰ اذا لم یبق منهم احداً اتخذ الناس رؤساء جهالا فافتوا الناس بغیر علم فضلوا واضلوا۔

۱۹۔ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ خدا علم کو کسی قوم سے دفعتاً اٹھا نہیں لیتا بلکہ علماء کی موت سے علم اٹھ جاتا ہے اور جب کوئی عالم کسی قوم میں باقی نہیں رہتا تو قوم جہلاء کو اپنے سردار اور قائد بنانے لگتی ہے۔ اور یہ جاہل قائد اور لیڈر بغیر علم کے لوگوں کو فتوی دینے لگتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی گمراہ ہوتے اور قوم کو گمراہ کرتے ہیں۔

شرح۔ آنحضرت کی یہ حدیث زمانہ حال کے خوب مطابق ہے (مترجم)۔

۲۰۔ عن النبی قال اربع تلزم کل ذی حجی من امتی قیل وما هن یا رسول الله فقال استماع العلم وحفظه والعمل به ونشره۔

۲۰۔ فرمایا آنحضرت نے کہ میری امت میں ہر شخص پر چار چیزیں لازم ہیں۔ علم کا سننا اس کا یاد رکھنا۔ اس پر عمل کرنا۔ اور اس کی نشر و اشاعت کرنا۔

۲۱۔ عن النبیؐ قال من الصدقة ان یتعلم الرجل العلم ویعلمه الناس وقال زکوٰة العلم تعلیمه من لا یعلمه۔

۲۱۔ فرمایا آنحضرت نے کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے کہ انسان علم حاصل کرے اور دوسروں کو تعلیم دے اور فرمایا کہ علم کی زکوٰة یہ ہے کہ دوسروں کو تعلیم دی جائے۔

۲۲۔ عن الصادقؑ لکل شیءٍ زکوٰة وزکوٰة العلم ان یعلمه اهله

۲۲۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور علم کی زکوٰۃ یہ کہ اس کے اہل کو تعلیم دیجائے۔

باب ۱۳

استعمال العلم والاخلاص فی طلبه وتشدید الامر علی العالم

(علم کا استعمال اور طلب علم میں خلوص اور عالم پر دوسروں کو تعلیم دینے کا تشدد)

۱۔ ابن ادریس عن ابیه عن ابن یزید عن محمد بن سنان عن المفضل قال قلت لابی عبد الله صادقؑ بم یعرف الناجی فقال من کان فعله لقوله موافقاً فهو ناج ومن لم یکن فعله لقوله موافقاً فانما مستودع۔

مفضل کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق سے پوچھا کہ ناجی کس علامت سے پہچانا جاتا ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ ناجی وہی ہے جس کا فعل اس کے قول کے مطابق ہو اور جس کا فعل اس کے قول کے موافق نہ ہو وہ مستودع ہے۔

بیان۔ صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ "مستودع" فتح دال کے ساتھ ہے اور اس شخص کو کہتے ہیں جو ایک زمانہ تک علم یا ایمان پر قائم رہے اور پھر ایک معمولی سی آزمائش یا وسوسہ کی وجہ سے اس کو چھوڑ دے یعنی بے ایمان ہو جائے۔

۲۔ ابی عن الاصفهانی عن المنقری عن حفص قال قال ابو عبد اللهؑ یا حفص ما انزلت الدنیا من نفسی الا بمنزلة المیتة اذا اضطررت الیها اکلت منها یا حفص ان الله تبارک وتعالی علم ما العباد عاملون والی ما هم صائرون فحلم عنهم عند اعمالهم السیئة لعلمه السابق فیهم فلا یغرنک حسن الطلب ممن لا یخاف الفوت ثم تلا قوله تلک الدار الآخرة الآیة وجعل یبکی ویقول ذهبت والله الامانی عند هذه الآیة ثم قال فاز والله الابرار اتدری من هم الذین لا یؤذون الذر کفی بخشیة الله علما وکفی بالاغترار بالله جهلا یا حفص انه یغفر للجاهل سبعون ذنباً قبل ان یغفر للعالم ذنب واحد ومن تعلم وعمل وعلم لله دعی فی ملکوت السموات عظیما فقال تعلم لله واعمل لله واعلم لله۔ قلت جعلت فداک فما حد الزهد فی الدنیا فقال حد الله فی کتابه فقال عز وجل لکیلا تأسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم۔ ان اعلم الناس بالله اخوفهم له اعلمهم به ازهدهم فیها۔

۲۔ حفص کہتے ہیں کہ ان سے جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اے حفص میرے نزدیک دنیا ایک مردار چیز ہے جب میں مجبور ہوتا ہوں تو اس سے تھوڑا کھا لیتا ہوں اے حفص بندوں کے اعمال سے خدا واقف ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ کس طریقہ پر چل رہے ہیں جب بندے بُرے اعمال کرتے ہیں تو حلم سے کام لیتا ہے اس لئے کہ وہ پہلے ہی سے واقف ہوتا ہے پس حسن طلب تجھے دھوکے میں نہ ڈالے اس ذات

پاک ہے جسے کسی چیز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "وہ دار آخرت لاخرہ" اور رونے لگے اور فرمایا کہ بخدا اس آیت کے بعد امیدیں منقطع ہو گئیں پھر فرمایا کہ نیک بندے خدا کے پاس فائز ہوئے کیا تو جانتا ہے کہ وہ کون ہیں؟ وہ لوگ ایسے ہیں کہ ایک چیونٹی کو بھی ایذا نہیں دیتے۔ خدا کا خوف انسان کے لئے کافی علم ہے جس طرح اس سے بے باکی کافی جہل ہے۔ اے حفص خدا قبل اس کے کہ عالم کے ایک گناہ کو بخشے جاہل کے ستر گناہ بخش دیتا ہے۔ اے حفص جس نے علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا اور اسے دوسروں کو سکھایا خدا کی راہ میں تو اس کو ملکوت السموات بزرگ سمجھتے ہیں پس سیکھ خدا کے لئے عمل کر خدا کے لئے اور تعلیم دے خدا کے لئے۔ پھر حفص نے کہا کہ آپ پر فدا ہوں زہد کی کیا تعریف ہے فرمائیے۔ امام نے فرمایا اس کی تعریف اور اس کی حد قرآن کریم میں بتادی گئی خدا عزوجل فرماتا ہے کہ "جو چیز تم سے لے لی جائے تو اس پر افسوس نہ کرو۔ اور جو چیز تمہیں مل جائے تم اس پر خوش نہ ہو" اے حفص تحقیق کہ تم میں جو سب سے زیادہ عالم ہوگا وہی خدا کا سب سے زیادہ خوف کرے گا۔ اور جو سب سے زیادہ اس کا خوف کرے گا۔ وہی سب سے زیادہ عالم ہوگا۔ اور جو زیادہ علم رکھے گا وہی سب سے زیادہ زاہد ہوگا۔

بیان۔ ذہبت اللہ وامانی۔ صاحب بحار تحریر فرماتے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بلا عمل خیر لوگ جو خدا سے امیدیں رکھتے ہیں۔ اور بخشش وغیرہ کی تمنا میں کرتے ہیں۔ وہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ آیت کہ "دار آخرت نہیں ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لئے جو دنیا میں غرور نہیں کرتے اور فساد نہیں پھیلاتے" اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ بندہ دنیا میں جب تک اعمال نیک نہ بجالائے تو آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہو سکتا۔

۲۔ ابن الولید عن الصفار بن جعفر بن محمد بن عبید اللہ عن القداح عن جعفر بن محمد عن ابیہؑ قال جاء رجل الی النبیؐ فقال یا رسول اللہ ما حق العلم قال الانصات لہ قال ثم مہ قال الاستماع قال ثم مہ قال ثم الحفظ لہ قال ثم مہ قال ثم العمل بہ قال ثم مہ قال نشرہ۔

۳۔ ایک دفعہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ علم کا حق کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ تعلیم جب دی جارہی ہو تو خاموش بیٹھنا اور جو کچھ پڑھایا جارہا ہو اس کو غور سے سننا پھر اس کو یاد رکھنا پھر اس پر عمل کرنا اور پھر اس کو دوسروں کو سکھانا۔

شرح۔ یہ حدیث اس قدر جامع ہے کہ اس پر ایک مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ آج کل کے معلمین اور متعلمین اگر اس پر عمل کریں تو تعلیم گاہوں اور مدرسوں میں ضبط و نسق کا مسئلہ آسان ہو جائے۔ (مترجم)۔

۴۔ ابن عبدوس عن ابن قتیبہ عن حمدان بن سلیمان عن الھروی قال سمعت ابا الحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ یقول رحم اللہ عبدا احیٰ امرنا فقلت لہ و کیف یحیی امرکم قال یتعلم علومنا و تعلیمھا الناس فان الناس لو علموا محاسن کلامنا لاتبعونا قال قلت یا ابن رسول اللہؐ فقد روی الناس عن ابی عبداللہؑ انہ قال من تعلم علما لیماری بہ السفہاء و یباھی بہ العلماء او یقبل بوجوہ الناس الیہ فھو فی النار فقال علیہ السلام صدق جدیؑ افتدری

من السفهاء فقلت لا یا ابن رسول الله قال هم قصاص مخالفینا وتدری من العلماء فقلت لا یا ابن رسول الله فقال هم علماء آل محمد الذین فرض الله طاعتهم واوجب مودتهم ثم قال وتدری ما معنی قوله او یقبل بوجوه الناس الیه قلت لا قال یعنی والله بذالك ادعاء الامامة بغیر حقها ومن فعل ذالك فهو فی النار۔

۴۔ ہروی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا اس بندے پر رحم کرے گا جو ہمارے معاملہ کو زندہ رکھے گا۔ پس میں نے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ آپ کا معاملہ کس طرح زندہ رکھا جا سکتا ہے؟ فرمایا کہ ہمارے علوم حاصل کئے جائیں اور پھر لوگوں کو سکھائے جائیں کیونکہ جب لوگ ہمارے علوم حاصل کریں گے تو ہمارے محاسن کلام سے واقف ہوں گے۔ اور ہماری پیروی کریں گے پس میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث ہم تک پہونچی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص علم اس غرض سے حاصل کرے گا کہ بیوقوفوں سے جھگڑے یا علماء سے ہمسری کرے یا لوگوں کا اس کی طرف زیادہ میلان ہو تو وہ جہنم میں جائیگا حضرت نے فرمایا کہ میرے جد نے سچ فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ سفہاء کون ہیں۔ میں نے کہا نہیں فرمایا وہ ہمارے مخالفین کے پیرو ہیں۔ کیا تو جانتا ہے کہ علماء کون ہیں؟ میں نے کہا نہیں یا ابن رسول اللہ حضرت نے فرمایا وہ علماء آل محمد ہیں جن کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے اور ان کی محبت واجب ہے۔ پھر فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ "تاکہ لوگوں کا میلان اس کی طرف ہو" اس کے کیا معنے ہیں؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا قسم خدا کی یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر حق کے امامت کا دعوی کرتے ہیں۔ اور جو ایسا کرے گا وہ جہنم میں جائیگا۔

۵۔ فی خطبة الامیر المومنین قال ایها الناس تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله شدید العقاب۔ ایها الناس انی ابن عم نبیکم واولاکم بالله ورسوله فاسئلونی ثم اسئلونی بالعلم قد نفذ وانه لا یهلك عالم الا بعض علمه وانما العلماء فی الناس کالبدر فی السماء یضیئی نوره علی سائر الکواکب خذوا من العلم ما بدا لکم وایاکم ان تطلبوه لخصال اربع لتباهوا به العلماء او تماروا به السفهاء او تراؤا فی المجالس او تصرفوا وجوه الناس الیکم ~~للتراوس~~ لا یستوی عند الله فی العقوبة الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ نفعنا الله وایاکم بما علمنا وجعله لوجهه خالصاً انه سمیع مجیب۔

۵۔ جناب امیر علیہ السلام ایک دفعہ خطبہ فرما رہے تھے اور اثنا خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو نیکی اور تقوی اختیار کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور دشمنی اور عداوت پھیلانے میں ایک دوسری کی مدد نہ کرو اور خدا سے ڈرو کہ وہ بڑا عذاب دینے والا ہے اے لوگو میں تمہارے نبی کے چچا کا بیٹا ہوں اور خدا اور رسول کے بعد میں تم سب سے اولی اور بہتر ہوں پس جو چاہو مجھ سے پوچھو میں دیکھ رہا ہوں کہ علم ختم ہوتا جا رہا ہے اور کوئی عالم ہلاک نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ علم کا کچھ حصہ بھی ضائع ہو جاتا ہے تحقیق کہ عوام میں علماء کی مثال ایسی ہے جیسی کہ چاند آسمان پر کہ اس کی روشنی سب ستاروں کی روشنی پر غالب آجاتی ہے لوگو جتنا ممکن ہو علم حاصل کرو۔ اور خبردار علم اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعہ علماء کی ہمسری کر دیا جاہلوں سے جھگڑو یا مجلسوں میں صدر نشین بیٹھو یا لوگ تمہاری طرف زیادہ

مائل ہوں۔ عالم اور جاہل دونوں کا انجام خدا کے پاس ایک ہی نہیں۔ خدا تم کو اور ہم کو ان علوم سے نفع بخشے اور ہمکو خلوص کی توفیق عطا کرے وہ دعا کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

۶۔ من کتاب المشیخة لابن محبوب عن الهیثم بن واقد عن ابی عبد اللہؑ قال من زهد فی الدنیا اثبت اللہ الحکمة فی قلبه وانطق بها لسانه وبصرہ عیوب الدنیا داءها ودواءها واخرجه اللہ من الدنیا سالمًا الی دار السلام۔

۶۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت ڈال دیتا ہے اور اس کی زبان اس کے (یعنی حکمت کے) مطابق گفتگو کرتی ہے اور اس کو دنیا کے عیوب اور دنیا کی بیماریاں اور ان کے علاج سب کچھ دکھا دیتا ہے۔ اور اس کو دنیا سے سلامتی کے ساتھ نکال کر دار السلام کو پہنچا دیتا ہے۔

۷۔ عن النبی قال ان العلم یهتف بالعمل فان اجابه والا ارتحل عنه

۷۔ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ علم عالم سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس پر عمل کرے اگر عالم نے ایسا نہ کیا تو وہ اس کے پاس سے چلا جاتا ہے۔

شرح مطلب اس قول کا یہ ہے علم بغیر عمل کے بیکار ہے۔ نہ خود عالم کو علم بلا عمل سے فائدہ پہنچتا ہے اور نہ ایسا عالم دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

۸۔ روی عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہؐ من طلب العلم للہ لم یصب منه بابا الا ازداد فی نفسه ذلا وفی الناس تواضعا وللہ خوفا وفی الدنیا اجتهادا وذالک العلم فلینتفعه ومن طلب العلم

للدنیا والمنزلة عند الناس والحظوة عند السلطان لم یصب منه بابا الا ازداد فی نفسه عظمة وعلی الناس استطالة وباللہ اغترارا ومن الدنیا جفاء فذالک الذی لاینتفع بالعلم

۸۔ جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو حبة للہ علم حاصل کرے گا تو جیسا جیسا علم سیکھتا جائیگا ویسا ویسا اس کے دل میں انکساری اور لوگوں سے تواضع اور خدا کا خوف اور دین داری پیدا ہوتی جائے گی اور ایسا علم اس کو فائدہ پہنچائے گا۔ اور جو علم حاصل کرے گا دنیا حاصل کرنے اور لوگوں میں منزلت اور بادشاہ کے پاس اثر پیدا کرنے کے لئے تو ایسا علم اس کے نفس میں سرکشی لوگوں سے رعونت خدا سے بے باکی اور بے دینی اس کے دل میں پیدا کریگا اور ایسے علم سے اس کو کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔

۹۔ باسناده عن موسیٰ بن جعفرؑ عن ابائهٖؑ قال قال رسول اللہؐ الفقهاء امناء الرسل مالم یدخلوا فی الدنیا قیل یا رسول اللہ ما دخولهم فی الدنیا قال اتباع السلطان فاذا فعلوا ذالک فاحذروهم علی ادیانکم۔

۹۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فقہا جب تک دنیا کو اختیار نہ کریں رسولوں کے امنا ہیں۔ پوچھا گیا کہ دنیا کو اختیار کرنے سے کیا مطلب ہے فرمایا کہ بادشاہوں کی اتباع کرنا جب فقہاء ایسا کرنے لگیں تو سمجھو لو کہ ان کا دین اور ایمان گیا اور ان سے ڈرو اور بچو۔

شرح۔ اسلام کی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں متعدد ایسے فقہاء گذرے

جنہوں نے سلاطین کو خوش کرنے کے لئے اپنے دین اور ایمان کو ان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ قاضی شریح جنہوں نے یزید کو خوش کرنے قتل حسین کا فتویٰ دیا ان کے لیڈر اور سرغنہ تھے۔

۱۰۔ قال النبی العلم ودیعۃ اللہ فی ارضہ والعلماء امناؤہ علیہ فمن عمل بعلمہ ادی امانتہ ومن لم یعمل بعلمہ کتب فی دیوان الخائنین۔

۱۰۔ فرمایا رسالت مآبؐ نے کہ علم اللہ کی ایک امانت ہے زمین پر اور علماء اس کے امناء ہیں پس جس نے علم کے ساتھ عمل کیا تو اس نے امانت کو پورا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کا نام خائنوں کے دفتر میں لکھا گیا۔

۱۱۔ قال امیر المومنین لا تجعلوا علمکم جہلا و یقینکم شکا اذا علمتم فاعلموا و اذا تیقنتم فاقدموا۔

۱۱۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ تم اپنے علم کو جہل سے اور یقین کو شک سے نہ بدلو اور جب تم کو علم حاصل ہو تو اس پر عمل کرو اور جب یقین حاصل ہو تو آگے بڑھو۔

۱۲۔ قال امیر المومنین فی بعض الخطب واقتدوا بہدی نبیکم فانہ افضل الہدی واستنوا بسنتہ فانہا اہدی السنن وتعلموا القرآن فانہ احسن الحدیث وتفقہوا فیہ فانہ ربیع القلوب واستشفوا بنورہ فانہ شفاء الصدور واحسنوا تلاوتہ فانہ انفع القصص۔

وقال لو ان حملۃ العلم حملوہ بحقہ لاحبہم اللہ وملائکتہ واہل طاعتہ من خلقہ ولکنہم حملوہ لطلب الدنیا فمقتہم اللہ

وہانوا علی الناس۔

۱۲۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ لوگو تم اپنے نبی کی ہدایت پر چلو اس لئے کہ وہ بہترین ہدایت ہے اور انھیں کی سنت پر عمل کرو۔ کہ وہ بہترین سنت ہے اور قرآن سیکھو کہ وہ بہترین حدیث ہے اور اس کو سمجھ کر پڑھو کہ اس سے دل شاداب ہوتے ہیں۔ (جس طرح زمین موسم بہار سے) اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ وہ سینوں کے لئے نور ہے اور اس کی ہمیشہ تلاوت کرتے رہو کہ اس میں ایسے قصص ہیں جو تمکو بیحد فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر حاملان علم (یعنی علماء) علم کو اس کی خاطر حاصل کرتے تو خدا کے اس کے ملائکہ اور مخلوق کے محبوب ہوتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ طلب دنیا کے لئے علم حاصل کرنا چاہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے انھیں ہلاک کیا اور لوگوں میں ذلیل کیا۔

۱۳۔ روی ہشام بن سعید قال سمعت ابا عبد اللہ یقول العلم الذی لا یعمل بہ کالکنز الذی لا ینفق منہ اتعب صاحبہ نفسہ فی جمعہ ولم یصل الی نفعہ۔

۱۳۔ ہشام بن سعید راوی ہیں کہ انہوں نے جناب امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس علم کی جس پر عمل نہیں کیا جاتا مثل ایک ایسے خزانہ کی ہے کہ جس میں سے کچھ صرف نہیں کیا جاتا ایسے خزانہ کا جمع کرنے والا اپنی جان پر تو مصیبت جھیلتا ہے لیکن اس سے خود فائدہ نہیں اٹھاتا۔

۱۴۔ عن ابی عن الصادقؑ قال ان العالم اذا لم یعمل بعلمہ زلت موعظتہ عن القلوب کما یزل المطر عن الصفا۔

۱۴۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو اگر دوسروں کو پند و نصیحت کرے گا تو ان کے قلوب پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا جیسا کہ بارش کا اثر پتھریلی زمین پر نہیں ہوتا۔

باب ۱۴

حق العالم

عالم کا حق

۱۔ ابی عن سعد عن احمد بن محمد عن ابیہ عن محمد بن یحییٰ الازدی عن ابان وغیرہ عن ابی عبداللہؑ قال انی لارحم ثلثۃ وحق لھم ان یرحموا عزیزا اصابتہ مذلۃ بعد العز و غنی اصابتہ حاجۃ بعد الغناء و عالم یستخف بہ اھلہ والجھلۃ۔

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تین شخصوں پر رحم کرتا ہوں اور وہ مستحق رحم ہیں۔ ایک وہ عزت والا جو عزو جاہ رکھنے کے بعد ذلیل ہو جائے۔ دوسرے وہ غنی جو دولت اور ثروت کے بعد محتاج ہو جائے تیسرے وہ عالم جس کی اس کے اہل اور جہلا قدر نہ کریں۔

۲۔ ابی الولید عن الصفار عن ابن ھاشم عن النوفلی عن السکونی عن جعفر بن محمدؑ عن ابیہ عن ابائہ عن علیؑ قال قال رسول اللہ ان

فاحملوھا کلمۃ حکمۃ من سفیہ فاقبلوھا و کلمۃ سفہ من حکیم فاغفروھا۔

۲۔ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ دو غیر معمولی باتوں کو برداشت کرلو۔ اگر بے وقوف کبھی کوئی معقول بات کہے تو اس کو مان لو اور اگر سمجھدار کوئی مہمل بات کہدے تو اس کو معاف کردو۔

۳۔ ابی عن سلیمان الجعفری عن رجل عن ابی عبداللہؑ قال کان علیؑ یقول ان من حق العالم ان لاتکثر علیہ السؤال ولا تجر بثوبہ واذا دخلت علیہ وعندہٗ قوم فسلم علیھم جمیعا وخصہ بالتحیۃ دونھم واجلس بین یدیہ ولا تجلس خلفہ ولا تغمز بعینک ولا تشر بیدک ولا تکثر من قول قال فلان و قال فلان خلافا لقولہ ولا تضجر بطول صحبتہ فانما مثل العالم مثل النخلۃ ینتظر بھا متی یسقط علیک منھا شیٔ والعالم اعظم اجرا من الصائم القائم الغازی فی سبیل اللہ واذا مات العالم ثلم فی الاسلام ثلمۃ لایسدھا شیٔ الی یوم القیامۃ۔

۳۔ امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ تم پر عالم کا حق یہ ہے کہ تم اس سے زیادہ سوالات نہ کرو اور اس کے کپڑے نہ کھینچو اور جب اس کے پاس جاؤ تو اس کو خاص طور پر اور دوسرے حاضرین مجلس کو عام طور پر سلام کرلو اور اس کے سامنے بیٹھو پیچھے نہ بیٹھو اور آنکھ سے اس کی طرف اشارہ نہ کرو۔ اور آنکھ نہ مارو اور اسکی طرف ہاتھ سے زیادہ اشارہ کرو اور اسکے قول کی تردید یہ کہکر نہ کرو کہ فلاں کا یہ قول ہے اور فلاں نے ایسا کہا ہے اور اس کی صحبت

سے بیزار نہ ہو کیونکہ عالم کی مثال کھجور کے درخت کی ہے کہ اس کے نیچے دیر تک انتظار کیا جائے کہ نہ معلوم کب کھجور گرے اور ملے ہیں اور عالم کا اجر خدا کے پاس نماز پڑھنے والوں، روزہ رکھنے والوں اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے اجر سے زیادہ ہے۔ جب عالم مرجاتا ہے تو اسلام میں ایسا رخنہ پڑجاتا ہے کہ قیامت تک اس کی تلافی نہیں ہوسکتی

شرح۔ ولا تجر بثوبہ یعنی کپڑے نہ کھینچو اس زمانہ میں اہل عرب بوجہ جہالت جب کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے تھے تو اس کی ردا یا کپڑے پکڑ کر کھینچتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام نے منع فرمایا ہے کہ عالم کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرو (مترجم)

۴۔ قال الصادق ؑ من اکرم فقیہا مسلماً لقی اللہ یوم القیمۃ وھو عنہ راضٍ ومن اھان فقیہا مسلما لقی اللہ یوم القیمۃ وھو علیہ غضبان۔

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمان فقیہ کی عزت کریگا تو روز قیامت خدا اس سے راضی رہے گا۔ اور جو اس کی توہین کرے گا خدا اس سے ناراض ہوگا۔

۵۔ قال امیر المومنین ولا تجعلن ذرب لسانك علیٰ من انطقك وبلاغة قولك علیٰ من سدّدك۔

۵۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ جس معلم نے تجھے بات کرنا سکھایا اس کے ساتھ چرب زبانی سے ہرگز نہ پیش آ اور جس مرشد نے تجھے سیدھے راستہ پر لگایا اس کی مخالفت میں ہرگز اپنے کلام کی بلاغت نہ صرف کر۔

۶۔ قال النبی ؐ لیس من اخلاق المومن الملق الا فی طلب العلم۔

۶۔ ارشاد فرمایا آنحضرت ؐ نے کہ مومن کے اخلاق یہ ہیں کہ سوائے طلب علم کے اور کسی امر میں کسی کی خوشامد نہ کرے۔

شرح۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے عالم کی خوشامد بھی کی جائے تو مضائقہ نہیں باقی سب حالات میں تملق اور خوشامد بری چیز ہے۔ (مترجم)

باب ۱۵

صفات العلماء واصنافھم

علماء کے صفات اور ان کی قسمیں

۱۔ ھارون عن ابن صدقة عن الصادق ؑ عن ابیہ ان النبی ؐ قال نعم وزیر العلم الحلم ونعم وزیر الحلم الرفق ونعم وزیر الرفق اللین۔

۱۔ امام محمد باقر ؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ ایمان کا کیا ہی اچھا وزیر علم ہے اور علم کا کیا ہی اچھا وزیر حلم ہے اور حلم کا کیا ہی اچھا وزیر رفق ہے اور رفق کا کیا ہی اچھا وزیر نرمی ہے۔

(بیان) صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ بظاہر حلم۔ رفق اور لین کے معنی ایک ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں تھوڑا فرق ہے۔ برائی کا بدلہ نہ لینا اور کوئی یاوہ گوئی کرے یا برا بھلا کہے تو برافروختہ نہ ہونا یہ سب حلم میں داخل ہیں۔

رفق ۔ یہ ہے کہ لوگوں پر لطف وشفقت اور احسان کیا جائے۔

لین ۔ یہ ہے کہ گفتار اور کردار میں تندخوئی ۔ درشت کلامی اور بداخلاقی کو ترک کرکے نرمی اختیار کرنا۔

۲ ۔ ابن الولید عن الصفار عن ابراھیم بن ھاشم عن المنارسی عن الجعفری عن ابیہ عن الصادقؑ عن آبائہ عن علیؑ قال قال رسول اللہؐ ما جمع شئ الی شئ افضل من حلم الی علم۔

۲ ۔ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی دو چیزوں کا اجتماع اتنا بہتر نہیں جتنا حلم کا اجتماع علم سے۔

شرح ۔ کسی شخص کا عالم ہونا اچھی چیز ہے اب اگر وہ حلیم الطبع ہو تو سونے پر سہاگہ ہوا۔

۳ ۔ ابن مسرور عن محمد الحمیری عن ابیہ عن محمد بن عبدالجبار عن محمد بن زیاد الازدی عن ابان بن عثمان عن ابن ثعلب عن عکرمہ عن ابن عباس قال سمعت امیرالمومنین علی بن ابی طالب یقول الطلبۃ ھذا العلم علی ثلثۃ اصناف الا فاعرفوھم بصفاتھم واعیانھم صنف منھم یتعلمون العلم للمراء والجدل وصنف منھم یتعلمون لاستطالۃ والختل وصنف منھم یتعلّمون للفقہ والعقل فاما صاحب المراء والجھل والجدل تراہ موذیا ممار یا للرجال فی اندیۃ المقال قد تسربل بالتخشع وتخلی من الورع فدق اللہ من ھذا خیر وقطع منہ خیشومۃ۔

۳ ۔ ابن عباس راوی ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ علم کے طلبگار تین قسم کے

ہوتے ہیں پس اے لوگو جان لو تم ان کو ان کے صفات سے ۔ ایک وہ ہیں جو اس غرض سے علم حاصل کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ لوگوں سے شیخی اور لفظی جنگ وجدل کریں دوسرے وہ ہیں جو لوگوں پر غلبہ حاصل کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے علم حاصل کرتے ہیں. تیسرے وہ ہیں جن کا مقصد علم حاصل کرنے سے یہ ہوتا ہے کہ ان کی قابلیت بڑھے ۔عمل اچھا اور عقل روشن ہو. پس وہ جو جھگڑا کرنے اور لوگوں سے مجادلہ کرنے کے لئے علم سکھتا ہے تو وہ لوگوں کے لئے باعث ایذا ہوتا ہے. وہ بظاہر تو مرد خاشع نظر آتا ہے لیکن اس کا دل ورع یعنے پرہیزگاری سے خالی رہتا ہے ۔اور اللہ نیکی کو اس سے سلب کرلیتا اور اسکی ناک نیچی کرتا ہے۔

۴ ۔ ابی عن الکمیدانی عن ابن عیسیٰ عن البیزنطی قال قال ابوالحسنؑ عن علامات الفقہ الحلم والعلم والصمت ان الصمت باب من ابواب الحکمۃ ان الصمت یکسب المحبۃ انہ دلیل علی کل خیر

۴ ۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے فقیہہ کے علامات تین ہیں علم حلم اور خاموشی اور فرمایا کہ خاموشی ایک دروازہ حکمت کے دروازوں میں سے ہے ۔ خاموشی کے ذریعہ محبت حاصل ہوتی ہے اور خاموشی باعث خیر وعافیت ہے ۔

۵ ۔ المفید عن ابی حفص عمر بن محمد عن علی بن مہرویہ عن داؤد بن سلیمان الغازی عن الرضاؑ عن آبائہ عن الحسینؑ قال سمعت امیرالمومنینؑ یقول الملوک حکام الناس والعلم حاکم علیھم وحسبک من الجھل من تعجب بعلمک ۔

۵ ۔ امام حسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا کہ بادشاہ لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور علم ان پر حکومت کرتا ہے اور

فرمایا کہ اگر تیرا علم تجھے خدا سے ڈرنے والا بنا دے تو کافی ہے اور اگر یہ علم تجھ میں عجب اور تکبر پیدا کرے تو اس سے جاہل رہنا بہتر ہے۔

۶۔ ابی عن محمد بن ابی القاسم عن ابن سمیہ عن محمد خالد عن بعض رجالہ عن داؤد الرقی عن الثمالی عن ابی جعفرؑ قال قال امیرالمومنینؑ الا اخبرکم بالفقیہ حقا قالوا بلی یا امیرالمومنین قال من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یومنھم من عذاب اللہ ولم یرخص لھم فی معاصی اللہ ولم یترک القرآن رغبۃ عنہ الا لاخیر فی قراۃ لیس فیھا تدبر الا لاخیر فی عبادۃ لیس فیھا تفقہ

۶۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ کیا تم کو فقیہہ کی تعریف بتاؤں؟ حاضرین نے جواب دیا کہ ہاں مولا بتائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس نہ کرے اور عذاب خدا کو کم نہ بتائے اور گناہوں میں مبتلا رہنے کی اجازت نہ دے اور قرآن کو چھوڑ کر دوسری کسی چیز کی طرف رغبت نہ کرے۔ لوگو خبردار ہو جاؤ کہ ایسا علم جو تم میں غور و فکر کا مادہ پیدا نہ کرے بیکار ہے۔ اور بلا تدبر قرآن پڑھنے میں کوئی نیکی نہیں اور بغیر تفقہ عبادت لاحاصل ہے۔

۷۔ العطار عن ابیہ عن محمد ابن احمد عن ابن معروف عن ابن غزوان عن السکونی عن جعفرؑ بن محمدؑ عن ابیہ قال قال رسول اللہؐ صنفان من امتی اذا صلحا صلحت امتی واذا فسدا فسدت امتی۔ قیل یا رسول اللہ ومن ھما قال الفقہاء والامراء۔

۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ جب یہ اچھے ہوں تو میری امت اچھی رہے گی اور جب یہ خراب ہو جائیں تو امت میں خرابی پیدا ہوگی۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ دو گروہ کون ہیں فرمایا گروہ فقہاء اور امراء۔

۸۔ ابی عن محمد العطار عن محمد بن احمد عن علی بن السندی عن محمد عمرو بن سعید عن موسیٰ بن اکیل قال سمعت ابا عبد اللہ یقول لایکون الرجل فقیہا حتی لایبالی ای ثوبیہ ابتذل وبما سد فورۃ الجوع۔

۸۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ وہی شخص فقیہہ ہے جو پروا نہیں کرتا کہ کون لباس اچھا ہے یا بھوک کی شدت کونسے کھانے سے رفع ہو سکتی ہے۔

بیان۔ صاحب بحار تحریر فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ فقیہہ وہ ہے جو لباس پہننے میں تکلف نہیں کرتا کہ کپڑا اچھا ہے یا برا۔ نیا ہے یا پرانا جو مل جائے پہن لیتا ہے۔ اسی طرح کھانے کے لئے جو ملے اس سے اپنی بھوک دفع کر لیتا ہے۔

۹۔ احمد بن محمد بن عبد الرحمٰن المقری عن محمد بن جعفر المقری عن محمد بن الحسن الموصلی عن محمد بن عاصم الطریفی عن عیاش بن زید بن الحسن عن یزید بن الحسن قال حدثنی موسیٰ بن جعفرؑ عن ابیہ جعفرؑ بن محمد قال الناس علی اربعۃ اصناف جاهل متردی معانق بھواہ وعابد متقوی کلما ازداد عبادۃ ازداد

کبرا وعالم یرید ان یوطأ عقباه ویحب یحمده الناس وعارف علی
طریق الحق یحب القیام به فهو عاجز او مغلوب فهذا امثل زمانك
وارجحهم عقلا۔

۹۔ امام موسیٰ کاظمؑ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے کہ لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ ہلاک ہونے والے جاہل جو ہوا و ہوس کے بندے ہوتے ہیں۔ دوسرے قوی عابد جن کی عبادت کی زیادتی کے ساتھ ان کا تکبر بھی بڑھتا جاتا ہے۔ تیسرے وہ عالم ہیں جو اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی تعریفیں کریں۔ چوتھے وہ عارف ہیں جو طریق حق پر ہیں اور حق پر قائم رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ عاجز اور مغلوب ہیں اور یہی حال تمہارے زمانہ کے لوگوں کا ہے۔ جو زمانہ میں افضل سمجھے جا رہے ہیں۔

شرح۔ امام علیہ السلام نے اپنے زمانے کے لوگوں کی حالت بیان فرمائی ہے۔ لیکن آج بھی دنیا کا یہی رنگ ہے کہ جو نمازی پرہیزگار ہیں تو ان کو اپنی عبادت پر گھمنڈ ہے اور اسپر اتراتے رہتے ہیں۔ جو عالم ہیں ان کو اس وقت تک تشفی اور تسلی نہیں ہوتی جب تک کہ ان کی قابلیت کی داد نہ دی جائے اور جو عارف ہیں یا تو وہ خود کمزور ہیں یا حکومت وقت سے خائف ہیں (مترجم)۔

۱۰۔ العطار عن ابیه وسعد عن البرقی عن ابن ابی عثمان عن موسیٰ
ابی الحسن الاول عن ابیه قال قال امیر المومنین عشرة یفتنون انفسهم
وغیرهم ذو العلم القلیل یتکلف ان یعلم الناس کثیرا۔ والرجل الحلیم

ذو العلم الکثیر لیس بذی فطنة والذی یطلب ما لا یدرك
ولا ینبغی له والکاد غیر المقتصد والمقتصد الذی لیس له مع تودته علم
وعالم غیر مرید للصلاح ومرید للصلاح ولیس بعالم و
العالم یحب الدنیا والرحیم بالناس یبخل بما عنده وطالب
العلم یجادل من هو اعلم فاذا علمه لم یقبل منه۔

۱۰۔ جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دس قسم کے لوگ اپنے آپ کو اور دوسروں کو مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں۔

(۱) وہ جو تھوڑا علم رکھتا ہے اور دوسروں کو بہت کچھ سکھانا چاہتا ہے۔

(۲) وہ مرد حلیم اور صاحب علم کثیر جو عقل و فہم نہیں رکھتا۔

(۳) وہ جو ایسی چیز طلب کرتا ہے جس کو وہ حاصل نہیں کر سکتا اور وہ چیز اس کے لئے مفید ہی نہ ہو۔

(۴) اور ایسا کوشش کرنے والا جو استقلال نہ رکھے۔

(۵) اور ایسا کوشش کرنے والا جو علم نہ رکھتا ہو۔

(۶) وہ عالم جو اپنی اصلاح کا ارادہ نہ رکھے۔

(۷) وہ جو اصلاح کا ارادہ رکھے لیکن عالم نہ ہو۔

(۸) وہ عالم جو دنیا کی محبت رکھتا ہو۔

(۹) وہ جو بظاہر لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کرتا رہے لیکن اپنی جیب سے کچھ نہ دے۔

(۱۰) وہ طالب علم جو ان لوگوں سے جو اس سے زیادہ علم رکھتے ہوں لڑتا جھگڑتا رہے اور جب کوئی چیز اس کو سکھائی جائے تو قبول نہ کرے۔

(۱۱) قال الصادقؑ الخشیة میراث العلم والعلم شعاع المعرفة و قلب الایمان ومن حرم الخشیة لایکون عالما وان شق الشعر فی متشابهات العلم قال الله عزوجل انما یخشی الله من عباده العلماء وآفة العلماء ثمانیة اشیاء الطمع والبخل والریاء والعصبیّة وحب المدح والخوض فیما لم یصلوا الیٰ الحقیقه وَ التکلف فی تزیین الکلام بزواید الالفاظ وقلة الحیاء من الله والافتخار وترك العمل بما علموا۔

(۱۱) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خوف خدا علم کی میراث ہے اور علم معرفت کی روشنی اور ایمان کی جان ہے اور جسے خوف خدا نہیں وہ عالم ہو نہیں سکتا اگرچہ وہ پیچیدہ مسائل کے بال کی کھال بھی نکال سکتا ہو خدا فرماتا ہے کہ بندوں میں خدا سے ڈرنے والے صرف علماء ہیں۔ اور فرمایا علماء کی آفتیں آٹھ ہیں۔ یعنی طمع، بخل، ریا، تعصب رکھنا ایسے امور میں غور و فکر کرنا جن کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے اور گفتگو کے وقت لفظوں کی بھرتی کر کے اپنی تقریر کو لچھے دار بنانا۔ اللہ سے حیا نہ کرنا۔ فخر کرنا اور علم کے بعد اس پر عمل نہ کرنا۔

۱۲۔ ابن الصلت عن ابن عقده عن محمد بن عیسیٰ الضریر عن محمد بن زکریا الملکی عن کثیر بن طارق عن زید عن ابنه علی ابن الحسینؑ قال سئل علیؑ ابن ابی طالب من افصح الناس قال المجیب المسکت عند بدیهته السؤال۔

۱۲۔ امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ یا مولا لوگوں میں افصح کون ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ جو شخص سوال کرتے ہی

فوراً شافی و کافی جواب دے۔

(۱۳) قال امیر المومنین من نصب نفسه للناس اماماً فعلیه ان یبدأ بتعلیم نفسه قبل تعلیم غیره ولیکن تادیبه بسیرته قبل تادیبه بلسانه ومعلم نفسه ومودبها احق بالاجلال من معلم الناس ومودبهم۔

۱۴۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو لوگوں کا پیشوا اور قائد بننا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے نفس کو پہلے تعلیم دے قبل اس کے کہ دوسروں کو تعلیم دینے کا ارادہ کرے تاکہ اس کی تعلیم و تادیب محض قول سے نہ ہو۔ بلکہ اس کے عمل اور سیرت سے ہو اپنے نفس کو تعلیم دینے والا اور ادب سکھانے والا زیادہ قابل عزت ہے بہ نسبت لوگوں کو تعلیم دینے والے اور ادب سکھانے والے کے

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ دوسروں کو پند و نصیحت کرنے سے قبل اپنے نفس کا تزکیہ کرے اور اپنے اعمال کی اس طرح اصلاح اور درستی کرے کہ لوگ اس کی تقلید کریں نہ کہ صرف تقریریں کرتا رہے جیسا کہ آج کل کے سیاسی قائدین اور ہادیان مذہب کیا کرتے ہیں کہ ان کے قول و فعل میں کوئی تعلق نہیں رہتا۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ (مترجم)۔

(۱۵) عن عبد اللهؑ قال کان امیر المومنین یقول ان للعالم ثلاث علامات العلم والحلم والصمت وللمتکلف ثلث علامات ینازع من فوقه بالمعصیة ویظلم من دونه بالغلبة ویظاهر الظلمة۔

(۱۵) امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ عالم کی

تین علامات ہیں علم وحلم اور خاموشی۔ متکلف کے تین علامات ہیں۔ گناہوں کا مرتکب ہو کر وہ خدا سے مقابلہ کرتا ہے اور لوگوں پر غلبہ حاصل کرکے ان پر ظلم کرتا ہے اور ظالموں کی مدد کرتا ہے۔

باب ۱۶

النهى عن كتمان العلم والخيانة وجواز الكتمان عن غير اهله

علم کو چھپانے اور علمی معاملات میں خیانت کرنے کی ممانعت غیر اہل سے اسرار علوم کو پوشیدہ رکھنے کا جواز

(۱) ابن قولویه عن ابیه عن سعد عن البرقی عن سلیمان بن سلمة عن ابن غزوان و عیسیٰ بن ابی منصور عن ابن تغلب عن ابی عبد اللهؑ قال نفس المهموم لظلمنا تسبیح وهمة لنا عبادة وکتمان سرنا جهاد فی سبیل الله ثم قال ابو عبد اللهؑ یجب ان یکتب هذا الحدیث بماء الذهب۔

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہل بیت رسول کے مظالم کا خیال کرکے مغموم اور محزون ہونا تسبیح ہے اور ہمارے لئے ہمت رکھنا عبادت ہے اور ہمارے اسرار کا مخفی رکھنا جہاد ہے اللہ کی راہ میں اور فرمایا کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ اس کو آب زر سے لکھکر رکھا جائے۔

۲۔ ابن الولید عن الصفار عن العبیدی عن الدهقان عن درست عن ابی عبد اللهؑ قال اربعة یذهبن ضیاعاً مودة تمنحها من لا وفاء له ومعروف عند من لا یشکر له وعلم عند من لا استماع له وسر تودعه عند من لا حصانة له

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں بیکار جاتی ہیں۔ ایسے شخص سے دوستی اور محبت کرنا جو بے وفا ہو۔ ایسے شخص سے نیکی کرنا جو اس کا شکر نہ ادا کرے ایسے شخص کو علم سکھانا جس میں اس کے سیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اور ایسے شخص سے راز بیان کرنا جو اس کو پوشیدہ نہ رکھ سکتا ہو۔

۳۔ باسناده عن موسیٰ بن جعفرؑ عن ابائهؑ قال قال رسول اللهؐ من نکث بیعة او رفع لواء ضلالة او کتم علما او اعتقل مالا ظلما او اعان ظالما علی ظلمه وهو یعلم انه ظالم فقد برئ من الاسلام۔

۳۔ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جس نے بیعت توڑی یا گمراہی کا جھنڈا بلند کیا یا علم کو چھپایا یا ظلم و جبر سے مال حاصل کیا یا ظالم کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظلم کر رہا ہے مدد کی تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

۴۔ قال امیر المومنینؑ من کتم علما فکانه جاهل

۴۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم کو چھپایا وہ خود جاہل ہے

۵۔ عن ابی عبد اللهؑ قال قرأت فی کتاب علیؑ ان الله لم یاخذ

على الجهال عهدًا بطلب العلم حتى اخذ على العلماء عهدًا ببذل العلم للجهال لان العلم كان قبل الجهل۔

۵۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام کی کتاب میں پڑھا ہے کہ خداوند متعالی نے جہال سے طلب علم کا عہد اس وقت تک نہیں لیا جب تک کہ علماء سے جہال کو علم سکھانے کا عہد نہیں لیا اس لئے کہ علم جہل سے قبل تھا۔

۶۔ المفيد عن علی بن خالد المراغی عن الحسن بن علی بن عمرو الكوفی عن القاسم بن محمد بن حماد الدلال عن عبيد بن يعيش عن مصعب بن سلام عن ابی سعيد عن عكرمه عن ابن عباس قال قال رسول اللهؐ تناصحوا فی العلم فان خيانة احدكم فی علمه اشد من خيانته فی ماله وان الله سائلكم يوم القيامة۔

۶۔ فرمایا آنحضرتؐ نے علمی معاملات میں ایک دوسرے کو نصیحت کرو کیونکہ علمی مسائل میں خیانت کرنا مال کی خیانت سے بدتر ہے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ اس بارے میں سوال کرے گا۔

۷۔ باسناده قال رسول اللهؐ ايما رجل آتاه الله علماء فكتمه وهو يعلمه لقی الله عز وجل يوم القيمة ملجما بلجام من نار

۷۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خدا نے علم عطا کیا ہو اور وہ اسکو چھپائے تو روز قیامت وہ اس طرح محشور ہوگا۔ کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی۔

۸۔ جبرئیل بن احمد عن اليقطينی عن اسمٰعيل بن مهران

عن ابی جميله عن جابر قال حدثنی ابو جعفرؑ تسعين الف حديثا لم احدث بها احد قط ولا احدث بها احداً ابداً قال جابر فقلت لابی جعفرؑ جعلت فداك انك قد حملتنی وقراً عظيماً بما حدثتنی به من سركم الذی لا احدث به احداً فربما جاش فی صدری حتی يأخذنی منه شبه الجنون قال يا جابر فاذا كان ذالك فاخرج الی الجبال فاحفر حفيرة ودل راسك فيها ثم قل حدثنی محمدؐ بن علی بكذا وكذا۔

۸۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے نود ہزار حدیثیں بیان فرمائیں لیکن ان میں سے ایک بھی میں کسی سے بیان نہ کرسکا اور نہ بیان کروں گا۔ ایک دن حضرت سے میں نے عرض کی کہ یا مولیٰ میں آپ پر سے فدا ہوں آپ نے مجھ سے حدیثیں اور اسرار بیان فرما کر مجھ پر ایک بار عظیم ڈالدیا جبکہ میں انھیں کسی سے بیان نہیں کرسکتا اس لئے میرے سینہ میں بعض وقت ایسی تنگی محسوس ہوتی ہے کہ مجھے دیوانہ ہو جانے کا شبہ ہوتا ہے۔ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے جابر جب تجھپر یہ حالت طاری ہو تو پہاڑوں کی طرف چلا جا اور ایک گڑھا کھود کر اپنا سر اس میں ڈالدے اور پھر کہنا شروع کر کہ محمد بن علی نے مجھ سے فلاں اور فلاں حدیث بیان کی۔

شرح۔ صاحبان بصیرت کے لئے یہ حدیث ایک مرثیہ ہے اس سے ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ آل محمد سے کسقدر خلاف ہوگیا تھا۔ اور مسلمان حکومت وقت کے اثر کی وجہ سے اہل بیت کی تعلیم سے کس قدر دور کر دیئے گئے تھے کہ ان کے

سامنے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے حدیثیں تک بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ اس کا مسلمانوں پر جو برا اثر پڑا وہ آج تک جاری ہے۔ اس وقت بھی ایسے مسلمان موجود ہیں جنہیں اہل بیت کا ذکر اور ان کے فضائل سننا ناگوار خاطر ہوتا ہے۔

۹۔ قال رسول اللہؐ انا امرنا معاشر الانبیاء ان نکلم الناس بقدر عقولھم۔ فقال علیہ السلام امرنی ربی بمداراۃ الناس کما امرنا باقامۃ الفرائض۔

۹۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق گفتگو کریں اور ہمیں لوگوں سے مدارات کرنے کا اسی طرح حکم دیا گیا جیسا کہ فرائض کی ادائی کا۔

۱۰۔ سلمہ بن الخطاب عن القاسم بن یحیی عن جدہ عن ابی بصیر و محمد بن مسلم عن ابی عبد اللہؑ قال خالطوا الناس بما یعرفون ودعوھم مما ینکرون ولا تحملوا علی انفسکم وعلینا ان امرنا صعب مستصعب لا یحتملہ الا ملک مقرب او نبی مرسل او عبد مومن امتحن اللہ قلبہ للایمان۔

۱۰۔ امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں سے ان امور پر گفتگو کرو جن کو وہ جانتے ہیں اور جن امور کا بوجھ کم فہمی اور لاعلمی انکار کرتے ہیں ان کے بارے میں ان سے حجت نہ کرو۔ ہمارا معاملہ سخت مشکل ہے نہیں برداشت کرسکتا اس کو کوئی سوائے ملک مقرب یا نبی مرسل کے یا اس مرد مومن کے جس کے دل سے خدا نے اس کے ایمان کا امتحان لے لیا۔

شرح۔ اس حدیث کے آخری جز کا مطلب یہ ہے کہ ولایت علی اور آل علی کی معرفت ہر شخص کو نہیں ہوسکتی بلکہ ملک مقرب اور نبی مرسل یا وہ مرد مومن جس کے دل سے ایمان کا امتحان لے لیا گیا ہو ان مقدس و مطہر ہستیوں کے مدارج و مراتب اور ان کے فضائل و مناقب کو سمجھ سکتا ہے اور انہی کو ان کی حقیقی معرفت حاصل ہوسکتی ہے۔ (مترجم)

۱۱۔ ابن یزید عن محمد بن جمہور رفعہ قال قال رسول اللہؐ اذا ظھرت البدعۃ فی امتی فلیظھر العالم علمہ فان لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ۔

۱۱۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب میری امت میں بدعت ظاہر ہو تو اس وقت عالم کا فرض ہے کہ حقیقت کا اظہار کرے اگر ایسا نہ کرے گا تو اس پر خدا کی لعنت ہوگی

۱۲۔ ابن الدیلمی عن داؤد الرقی ومفضل وفضیل قال کنا جماعۃ عند ابی عبد اللہؑ فی منزلہ یحدثنا فی اشیاء فلما انصرفنا وقف علی باب منزلہ قبل ان یدخل ثم اقبل علینا فقال رحمکم اللہ لا تذیعوا امرنا ولا تحدثوا بہ الا اھلہ فان المذیع علینا مؤنۃ من عدونا انصرفوا رحمکم اللہ ولا تذیعوا امرنا

۱۲۔ ابن الدیلمی راوی ہیں کہ ایک دن ایک جماعت مومنین کی امام جعفر صادقؑ کے پاس حاضر تھی اور حضرت حدیثیں بیان فرما رہے تھے جب محفل برخاست ہوئی اور لوگ واپس ہونے لگے تو امام علیہ السلام دروازہ پر کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے خدا

تم پر رحم کرے غیر اہل کے سامنے ہماری حدیثیں اور ہمارے اسرار بیان نکرو کیونکہ جو ہماری باتیں غیر اہل سے بیان کرے گا۔ وہ ہمارے دشمن سے بدتر ہوگا۔ واپس جاؤ گھروں کو اور خبردار ہمارے راز کو فاش نہ کرو۔

۱۳۔ قال علیؑ بن الحسینؑ حدثوا بما یعرفون ولا تحملوا ھم ما لا یطیقون فتغروھم۔

۱۳۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ لوگوں سے وہی باتیں کہو جو وہ سمجھ سکیں اور ان پر ان چیزوں کا بار نہ ڈالو جس کو وہ اٹھا نہ سکیں۔ اور برخاستہ خاطر ہو جائیں

۱۴۔ عن الصادق انہ قال من احتاج الناس الیہ لیفقھم فی دینھم فیطالبھم الاجرۃ کان حقیقاً علی اللہ ان یدخلہ نار جہنم۔

۱۴۔ امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اگر کسی شخص کے دینی علوم کی طرف لوگ محتاج ہوں اور وہ ان علوم کی تعلیم کے لئے ان سے اجرت کا طالب ہو تو خدا اسکو جہنم میں داخل کرے گا۔

شرح۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ دین کی تعلیم بلا اجرت دیجانی چاہئے۔

۱۵۔ ابن عقدہ عن علی بن الحسن بن فضال عن اخویہ احمد ومحمد عن ابیہما عن ثعلبہ عن ابی کھمش عن عمران بن شیم عن مالک بن حمزۃ قال قال امیر المومنین لشیعتہ کونوا فی الناس کالنحل فی الطیر لیس شئ من الطیر الا وھو یستضعفھا ولو یعلم ما فی اجوافھا لم یفعل بھا ما یفعل بھا خالطوا الناس بابدانکم وزائلوھم بقلوبکم واعمالکم فان لکل امرئ

ما اکتسب من الاثم وھو یوم القیامۃ مع من احب اما انکم لن تروا الا ما تحبون۔

۱۵۔ جناب امیر المومنین نے اپنے شیعوں سے فرمایا کہ لوگوں میں ایسے ہو جاؤ جیسے کہ شہد کی مکھی پرندوں میں ہوتی ہے کہ پرندے اس کو ضعیف سمجھتے ہیں حالانکہ اگر وہ جانتے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے تو اس کو ضعیف نہ سمجھتے لوگوں سے ملنے جلنے میں ان کی ظاہری حالت کو دیکھو اور ان کے قلوب اور اعمال کو نظر انداز کرو۔ اس لئے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا آپ ذمہ دار ہے اور قیامت کے دن وہ انھیں کے ساتھ ہوگا جن کو وہ دنیا میں محبوب رکھتا تھا۔ یاد رکھو کہ تم نہ دیکھو گے مگر وہی چیز جو تمکو محبوب ہو

شرح۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس قول کے آخری جز میں تنبیہ ہے ان لوگوں کے لئے جو دل میں تو خفیہ طور پر علی اور آل علی سے بغض رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں کی محبت رکھتے ہیں اور پھر اہل بیت کی محبت کا اظہار کرتے ہیں یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم۔ (مترجم)۔

باب ۱۷

من يجوز اخذ العلم منه ومن لا يجوز وذم التقليد و
النهي عن متابعة غير معصوم۔

(علم کس سے حاصل کرنا اور کس سے حاصل نہ کرنا چاہئے۔ ہرکس وناکس کی تقلید کی
مذمت اور غیر معصوم کی متابعت کی ممانعت)

۱۔ ابن المتوکل ...... ابن زیاد قال قال الصادقؑ کذب من
زعم انه یعرفنا وهو مستمسك بعروة غیرنا۔

۱۔ ابراهیم بن زیاد ناقل ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ جھوٹا ہے وہ جو ہماری معرفت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ہمارے مخالفین سے تمسک
اختیار کرتا ہے۔

شرح۔ اسلام کے قیام سے آج تک ہزاروں مسلمان ایسے گذرے اور اب بھی
موجود ہیں جو محبت اہل بیتؑ کا منہ سے تو اقرار کرتے ہیں لیکن احکام شرعی میں غیروں
کی تقلید کرتے ہیں انھیں لوگوں کے متعلق امام علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے (مترجم)۔

۲۔ قال ابو محمد العسکریؑ حدثنی ابی عن جدی عن ابیه
عن رسول اللهؐ ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من الناس
ولکن یقبضه بقبض العلماء فاذا لم ینزل عالم الی عالم یصرف
طلاب حطام الدنیا وحرامها ویمنعون الحق اهله ویجعلونه لغیر

اهله واتخذ الناس رؤساء جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم
فضلوا واضلوا۔

۲۔ فرمایا امام حسن عسکریؑ نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ علم کو بندوں
سے ایکدم چھین نہیں لیتا بلکہ علماء کو ان میں سے اٹھا کر علم کو اٹھا لیتا ہے جب
دنیا میں عالم پیدا نہیں ہوتے تو دنیا میں دنیاداروں کا تصرف قائم ہو جاتا ہے جو مستحقین
کو ان کے حقوق سے محروم کرکے غیر مستحق کی اعانت کرنے لگتے ہیں۔ اور لوگ جہلا کو اپنے
رئیس اور سردار بنا لیتے اور ان سے مسائل پوچھتے ہیں اور وہ روساء اور پیشوا بغیر علم
کے فتوے دینے لگتے ہیں اور خود گمراہ ہوتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔

۳۔ باسناد ابی محمد العسکریؑ قال قال رسول اللهؐ شرار علماء
امتنا المضلون عنا القاطعون للطرق الینا المسمون اضدادنا
باسمائنا الملقبون اندادنا بالقابنا یصلون علیهم وهم للعن
مستحقون ویلعنونا ونحن بکرامات الله مغمورون وصلوات
الله وصلوة ملائکته المقربین علینا وعن صلواتهم علینا
مستغنون۔

۳۔ فرمایا امام حسن عسکریؑ نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہماری امت کے
شریر علماء وہ ہیں جو لوگوں کو ہماری طرف سے گمراہ کر دیتے اور ہمارے راستے سے
ہٹا دیتے ہیں ہمارے اضداد کو ہمارے القاب دیتے ہیں اور ان پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔
حالانکہ وہ (یعنی مخالفین محمد و آل محمد) لعن کے مستحق ہیں۔ اور وہ ہم پر لعن کرتے ہیں۔ حالانکہ
ہم کرامات الٰہی سے ممتاز ہیں اور ہم پر خدا اور اس کے ملائکہ مقرب صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

اور ہم ان اشرار علماء کی صلوٰۃ سے مستغنی ہیں۔

۴۔ قیل لامیر المومنینؑ من خیر الخلق اللہ بعد ائمۃ الھدیٰ ومصابیح الدجیٰ قال العلماء اذا اصلحوا قیل من شر الخلق اللہ بعد ابلیس وفرعون ونمرود وبعد المتسمین باسمائکم وبعد المتلقبین بالقابکم والآخذین لامکنتکم والمتامرین فی ممالکم قال العلماء اذا فسد وھم المظھرون للاباطیل الکاتمون للحقائق وفیھم قال اللہ عزوجل اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون۔ (الآیۃ)۔

۴۔ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ائمہ ہدیٰ اور اندھیرے کے چراغوں (یعنی وہی ائمہ) کے بعد اللہ کی مخلوق میں کون لوگ اچھے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ علماء جو صالح ہوں پھر آپ سے پوچھا گیا کہ ابلیس۔ فرعون اور نمرود اور ان لوگوں کے بعد جو خود کو آپ حضرات (اہلبیت) کے نام سے موسوم کرتے اور آپ کے القاب خود اختیار کر لیتے اور آپ کے مکانات (یعنی ملک واملاک) پر قبضہ جما لیتے اور آپ حضرات کی مملکت پر حکمرانی کرتے ہیں۔ کون بدترین مخلوق خدا ہیں تو حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ وہ علماء جو فساد برپا کرتے۔ باطل چیزوں کو ظاہر کرتے اور حق باتوں کو چھپاتے ہیں۔ اور انھیں کے بارے میں خدائے عزوجل نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ "وہ ایسے ہیں کہ خدا ان پر لعن کرتا اور لعن کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔

شرح۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس ارشاد میں خود کے اور آل محمدؐ کے حقوق کے غاصبین کے متعلق اشارہ فرمایا ہے (مترجم)۔

۵۔ السندی بن محمد ... عن عبد اللہ بن سلیمان قال سمعت ابا جعفر وعندہ رجل من اھل البصرۃ یقال لہ عثمان الاعمیٰ وھو یقول ان الحسن البصری یزعم ان الذین یکتمون العلم یوذی ریح بطونھم اھل النار فقال ابو جعفرؑ فھلک اذا مومن آل فرعون وما زال العلم مکتوما منذ بعث اللہ نوحا فلیذھب الحسن یمینا وشمالا فواللہ ما یوجد العلم الا ھھنا۔

۵۔ عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بصرہ کا ایک شخص جس کا نام عثمان نابینا تھا جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ حسن بصری کا قول ہے کہ جو لوگ علم کو چھپاتے ہیں وہ جہنم میں جائیں گے۔ اور جہنم میں ان کے پیٹ سے ایسی بدبو خارج ہوگی کہ اہل جہنم اس سے تنگ آجائیں گے۔ امام علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو مومن آل فرعون بھی ہلاک ہو گئے (اس لئے کہ وہ بھی علم کو نااہلوں سے چھپاتے تھے) علم حضرت نوح کے وقت سے مخفی رہا ہے حسن بصری اگر چاہیں تو دنیا چھان ڈالیں لیکن علم حقیقی سوائے ہمارے پاس کے اور کہیں نہ پائیں گے۔

شرح۔ الف۔ فرعون کے زمانہ میں ایک با ایمان اور دیندار شخص تھے جو مومن آل فرعون کے نام سے مشہور ہیں۔

ب۔ علم سے مراد وہ علم نہیں جو مدارس اور مکتبوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ بلکہ علم حقائق مراد ہے۔ (مترجم)۔

۶۔ احمد بن محمد ..... عن ابی مریم قال قال ابو جعفرؑ سلبہ

بن کہیل والحکم بن عتبہ شرّقا وغرّبا لن تجدا علماً صحیحاً الّا شیئاً یخرج منّا اهل البیت۔

۶۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتبہ سے فرمایا کہ تم چاہو ممالک مشرق اور ممالک مغرب کی سیر کرو لیکن کہیں بھی صحیح علم نہ پاؤ گے سوائے ہم اہل بیت کے۔

۷۔ عن جابر الجعفی سمعت اباعبداللہؑ یقول اطلبوا العلم من معدن العلم ایاکم والولایج فیہم الصدّادون عن اللہ ثم قال ذھب العلم وبقی غبرات العلم فی اوعیۃ سوءٍ واحذروا باطنہا فان فی باطنہا الھلاک وعلیکم بظاھرھا فان فی الظاھر النجاۃ۔

۷۔ جابر جعفی ناقل ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علم کو اس کے معدن حقیقی سے حاصل کرو۔ علمار نااہل سے ڈرو جو خدا کے راستے سے روکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ علم حقیقی جاتا رہا اور اس کا تلچھٹ برے برتنوں میں باقی رہ گیا۔ اور پرہیز کرو علم کے باطن سے کہ اس میں تمہاری ہلاکت ہے اور اس کے ظاہر کو اختیار کرلو اس میں تمہاری نجات ہے۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس پورے ارشاد کا بظاہر یہی مطلب ہے کہ علم کو اہل بیت سے حاصل کرنا چاہئے کیونکہ وہی معدن رسالت اور نبوت تھے۔ علم حقائق انھیں کے گھر سے نکلا۔ چونکہ عامۃ المسلمین نے علوم اہل بیت سے کنارہ کشی اس لئے علم جاتا رہا۔ اور اس کا دھویا ہوا پانی گندے برتنوں میں رہ گیا۔ احکام شرعی اور الٰہی کے متعلق ہرکس وناکس کا کام نہیں کہ ان کے بواطن پر غور کرے بلکہ ان کے ظاہر

عمل کرے ورنہ اسی طرح گمراہ اور ہلاک ہوگا۔ جیسا کہ اہل باطن اور صوفی ہلاک ہوئے (مترجم)

۸۔ عن ابی جعفر الثانی قال من اصغی الی ناطق عبدہ فان کان الناطق عن اللہ فقد عبد اللہ وان کان ناطق ینطق عن لسان ابلیس فقد عبد ابلیس۔

۸۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کی باتوں کو سن کر ان پر عمل کرے تو گویا اس کی بندگی کی۔ اب اگر وہ کہنے والا خدا کی باتیں کہے گا اور یہ سن کر اس پر عمل کرے گا تو خدا کی بندگی کی۔ اور اگر کہنے والا ابلیس کی زبان سے گفتگو کرے گا اور سننے والا اس پر عمل کرے گا تو گویا شیطان کی عبادت کی۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں نہ چاہئے کہ ہم بلا سوچے سمجھے کہ متکلم کس قابلیت اور معرفت کا شخص ہے اس کی باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں بلکہ چاہئے کہ علمار اور عارفین کی صحبت اختیار کریں اور ان کی باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں اور ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں جو ہم کو خدا کے راستے سے ہٹا کر اپنی گفتار اور کردار سے ہمکو شیطان کے راستہ پر لگا دیتے ہیں۔ (مترجم)۔

۹۔ احمد بن محمد ...... عن جابر عن ابی جعفرؑ قال نحن اهل البیت من علم اللہ علمنا ومن حکمہ اخذنا ومن قول الصادقؑ سمعنا فان تتبعونا تھتدوا۔

۹۔ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ہم اہلبیت کا علم منجانب اللہ ہے اور اس کے حکم سے ہے اور ہم نے صادق (یعنی رسول اللہ) سے سنا ہے پس

اگر تم لوگ ہماری اتباع کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔

۱۰۔ محمد بن الحسین ..... عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا جعفرؑ یقول اما انہ لیس عند احد علم ولا حق ولا فتیا الا شئی اخذ عن علیؑ ابن ابی طالب وعنا اہل بیت وما من قضاء یقضی بہ بحق وصواب الا بدؤ ذالک ومفتاحہ وسببہ وعلمہ من علیؑ ومنا

۱۰۔ محمد بن مسلم ناقل ہیں کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ کسی کے پاس نہ علم حقیقی ہے اور نہ فتویٰ مگر اس کے پاس جس نے کچھ حاصل کیا ہے علی ابن طالب یا ہم اہل بیت سے کوئی حق کا فیصلہ اور نہ کوئی درست کام انجام پاتا ہے مگر اس کی ابتدا۔ اس کی کنجی اور اس کا سبب یا تو علیؑ ابن ابی طالب ہیں یا ہم اہل بیت۔

۱۱۔ النوفلی عن علی بن سیف رفعہ قال سئل امیر المومنینؑ من اعلم الناس قال من جمع علم الناس الی علمہ۔

۱۱۔ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں اعلم کون ہے تو آپ نے فرمایا وہ جس نے اپنے علم کے ساتھ دوسروں کے علوم کو بھی حاصل اور جمع کر لیا۔

۱۲۔ جماعۃ عن ابی المفضل .... عن حمران قال سمعت علیؑ ابن الحسینؑ یقول لا تحقر اللؤلؤۃ النفیسہ ان تجلبہا من الکباء الخسیسہ فان ابی حدثنی قال سمعت امیر المومنینؑ یقول ان الکلمۃ من الحکمۃ لتتلجلج فی صدر المنافق نزاعا الی

مظانہا حتی یلفظ بہا فیسمعہا المومن فیکون احق بہا و اہلہا فیلقفہا۔

۱۲۔ حمران کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو کہتے سنا کہ اگر کوئی نفیس موتی گھورے پر سے بھی مل جائے تو اس کو حقیر مت سمجھو تحقیق کہ میرے والد حسینؑ ابن علیؑ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے امیر المومنین علیؑ کو فرماتے سنا ہے کہ کلمہ حکمت منافق کے سینہ میں ہیجان پیدا کرتا اور بے تاب رہتا ہے کہ اپنے اصل مرکز پر پہونچ جائے یہاں تک کہ منافق اس کو کہدیتا ہے اور مومن اس کو سن لیتا اور وہ اس کا اہل اور مستحق ہو جاتا اور اس کو یاد رکھ لیتا ہے۔

۱۳۔ فی نہج قال امیر المومنین ان کلام الحکماء اذا کان صوابا کان دواء واذا کان خطاء کان داء وقال خذ الحکمۃ انی کانت فان الحکمۃ تکون فی صدر المنافق فتتلجلج فی صدرہ حتی تخرج فتسکن الی صواحبہا فی صدر المومن وقال فی مثل ذالک الحکمۃ ضالۃ المومن فخذ الحکمۃ من اہل النفاق۔

۱۳۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ اگر حکماء کی باتیں نیک اور باصواب ہوں تو دوا ہیں اور اگر بری اور بر سر خطا ہوں تو بیماری ہیں اور فرمایا کہ جہاں سے بھی ہو سکے حکمت حاصل کرو تحقیق کہ حکمت منافق کے سینہ میں ہیجان پیدا کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سینے سے اس کو خارج کر دیتا ہے اور وہ مومن کے سینہ میں داخل ہوتی اور سکونت اختیار کر لیتی ہے پھر آپ نے حکمت کی مثال دی کہ وہ مومن کی گم شدہ اونٹنی ہے۔ اور فرمایا پس حاصل کرو حکمت کو اگرچہ اہل نفاق سے کیوں نہ ہو

شرح ۔ حضرت علی علیہ السلام کے اس ارشاد کا بظاہر مطلب یہی ہے کہ ہمیں کسی
طریقہ سے بھی علم و حکمت حاصل کرنی چاہیئے اگر وہ اہل نفاق کے پاس ہوں تو ان سے
بھی حاصل کرنا چاہیئے۔

گم شدہ اونٹنی سے مراد عزیز ترین چیز ہے کیونکہ اہل عرب اپنی اونٹنی کو بہت
عزیز رکھتے تھے اور جب وہ گم ہو جاتی تو اس کو تلاش کر کے پھر حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ
باقی نہ رکھتے تھے پس مرد مومن کو چاہیئے کہ علم و حکمت کی تلاش و جستجو میں ویسا ہی مصروف
اور منہمک رہے (مترجم)۔

۱۴۔ عن جابر بن یزید عن ابی جعفرؑ فی قوله تعالیٰ لیس البر
بان تاتوا البیوت من ظهورها ولکن البر من اتقیٰ واتوا البیوت من ابوابها
قال ان یاتی الامر من وجهه من ای الامور کان و قال البیوت
الائمة والابواب ابوابها۔

۱۴۔ جابر بن یزید ناقل ہیں کہ اس آیت کہ "گھروں میں پیچھے سے داخل ہونے میں
نیکی نہیں لیکن نیکی اس میں ہے کہ تم داخل ہو گھروں میں ان کے دروازوں سے" کی تفسیر
میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی معاملہ میں بھی
راست بازی سے کام لینا اور سیدھے اور سچے طریقہ سے اس کا تصفیہ کرنا چاہیئے۔
اور فرمایا کہ گھروں سے مراد ائمہ ہدیٰ ہیں اور دروازوں سے مراد ان کے دروازے۔

شرح ۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ علم و حکمت حقیقی اور صحیح
فیصلے ائمہ اہل بیتؑ سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں اور کہیں سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور
آنحضرت نے بھی یہی فرما دیا ہے کہ انا مدینة العلم و علیؑ بابها یعنی میں

علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے (مترجم)

باب ۱۷

ذمّ علماء السوء و لزوم التحریز عنهم

برے علماء کی مذمت اور ان سے پرہیز کرنے کی تاکید

۱۔ ماجیلویه .... عن ابن سباط قال قال ابو عبداللهؑ
ان من العلماء من یحب ان یخزن علمه ولا یوخذ عنه فذاك
فی الدرك الاول من النار ومن العلماء من اذا وعظ انف
واذا وعظ عنف فذاك فی الدرك الثانی من النار ومن العلماء
من یری ان یضع العلم عند ذوی الثروة والشرف ولا یریٰ فی
المساکین وضعا فذاك فی الدرك الثالث من النار ومن العلماء
من یذهب فی علمه مذهب الجبابرة والسلاطین فان رد علیه
شیء من قوله او قصر فی شیء من امره غضب فذاك فی الدرك
الرابع من النار ومن العلماء من یطلب احادیث الیهود والنصاریٰ
لیغزر به علمه ویکثر به حدیثه فذاك فی الدرك الخامس من
النار ومن العلماء من یضع نفسه للفتیا ویقول سلونی۔

لعلّه لا یُصیب حرفاً واحداً و اللہ لا یحب المتکلفین فذاک فی الدرک السادس من النار ومن العلماء من یتخذ علمه مروۃ وعقلاً فذاک فی الدرک السابع من النار۔

۱۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء سے ایک عالم ایسا ہوتا ہے جو اپنا علم اپنے پاس ہی رکھتا ہے اور اس سے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچاتا تو اس کی جگہ جہنم کے پہلے طبقہ میں ہوگی اور ایک عالم ایسا ہوتا ہے کہ جب اس کو نصیحت کی جاتی ہے تو ناک بھوں چڑھاتا ہے اور جب خود دوسروں کو نصیحت کرتا ہے تو سختی کرتا ہے ایسے عالم کی جگہ جہنم کے دوسرے طبقہ میں ہوگی۔ ایک عالم ایسا ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے کہ علم صرف صاحبان دولت و شرف میں ہی ہو اور مساکین علم حاصل نہ کریں اس عالم کی جگہ تیسرے طبقہ میں ہوگی۔ ایک عالم ایسا ہوتا ہے جو اپنے علم کے بارے میں سلاطین اور جابرین کا طریقہ اختیار کرتا ہے یعنی جب اس کے قول کی تردید کی جاتی ہے یا کسی امر میں اس کی مخالفت کی جاتی ہے تو غضبناک ہو جاتا ہے ایسے عالم کی جگہ جہنم کے چوتھے طبقہ میں ہوگی ایک عالم ایسا ہوتا ہے جو یہود و نصاریٰ کی احادیث کی تلاش میں رہتا ہے تا ان کے ذریعہ اپنے معلومات اور احادیث میں اضافہ کرے ایسے عالم کی جگہ جہنم کے پانچویں طبقہ میں ہوگی۔ ایک عالم ایسا ہوتا ہے کہ جو فتویٰ دینے کا شائق ہوتا اور لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ اس سے سوالات کریں حالانکہ وہ ایک حرف بھی نہیں جانتا اور اللہ متکلفین کو ناپسند فرماتا ہے ایسے عالم کی جگہ جہنم کے چھٹے طبقہ میں ہوگی ایک عالم ایسا ہوتا ہے جو اپنے علم و عقل کا مظاہرہ کرتا اور اس کے ذریعہ لوگوں پر اپنا اثر قائم کرنا چاہتا ہے ایسا عالم جہنم کے ساتویں اور آخری طبقہ میں داخل کیا جائیگا

شرح۔ امام علیہ السلام کا یہ پورا ارشاد اس قابل ہے کہ ہمارے زمانہ کے وہ لوگ جو خود کو علماء میں شمار کرتے ہیں اسکو ایک تختی پر لکھ کر آویزاں کریں اور صبح و شام اس کو پڑھ لیا کریں۔ اس قول میں امام علیہ السلام نے علماء کے متعلق کوئی چیز نہیں چھوڑی سب کچھ بتا دیا۔ خصوصاً آپ کا یہ ارشاد کہ علم صرف صاحبان دولت و ثروت کے لئے ہی نہیں بلکہ مساکین کے لئے بھی ہے قابل غور ہے۔ کیا دنیا آج اس نتیجہ پر نہیں پہنچی ہے کہ علم عام ہونا چاہیئے۔ اور یہ کہ ہر ملک میں امیر اور غریب سب کو تعلیم دینی چاہیئے یعنی تعلیم عام ہو؟ (مترجم)۔

۲۔ ابی عن علی ...... عن الصادقؑ عن آبائهؑ قال قال رسول اللہؐ سیاتی علی امتی زمان لا یبقی من القرآن الا رسمه ولا من الاسلام الا اسمه یسمون به وهم ابعد الناس منه مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدی فقهاء ذالک الزمان شر الفقهاء تحت ظل السماء منهم خرجت الفتنة والیهم تعود۔

۲۔ فرمایا رسول اللہؐ نے میری امت پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب قرآن رسماً اور اسلام برائے نام رہ جائے گا۔ لوگ مسلمان تو کہلائیں گے لیکن اسلام سے ان کو مس تک نہ رہے گا۔ (یعنے نام کے مسلمان رہیں گے) مساجد مسلمانوں سے بھرپور رہیں گی۔ لیکن یہ (نماز پڑھنے والے) مسلمان ہدایت یافتہ نہ ہوں گے۔ اس زمانہ کے فقہاء شریرترین فقہاء ہوں گے جن سے فتنے و فساد برپا ہونگے۔ اور جن کا خمیازہ خود ان کو بھگتنا پڑے گا۔

شرح۔ آنحضرت کے اس ارشاد میں ہدایت یافتہ نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ

مسلمانوں کو محبت اہل بیت رکھنے کی ہدایت نہ ہوگی۔ نمازیں پڑھیں گے لیکن اہل بیت
سے تمسک رکھنے کے بغیر۔ قرآن میں سورہ طٰہٰ میں یہ آیت ہے کہ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ
تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں
بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے اور پھر ہدایت
یافتہ ہو۔ عبداللہ بن حجر عسقلانی نے صواعق محرقہ میں بروایت ثابت البنانی کہتے
ہیں کہ اس آیت میں اهتدٰی سے مراد اهتدٰی الی ولایة اهل بیت رسول
ہے یعنی ولایت اور محبت اہل بیت رسول کی ہدایت اور توفیق پالے (ہونا)۔ (مترجم)

۳۔ عن النبی قال انی لا اتخوف علی امتی مومنا ولا مشرکاً
فاما المومن فیحجزه ایمانه واما المشرك فیقمعه کفره ولکن
اتخوف علیکم منافقاً علیم اللسان یقول ما تعرفون ویعمل ما
تنکرون۔

۳۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے مومنین اور مشرکین کے متعلق مجھے خوف
نہیں اس لئے کہ جو مومن ہوگا اس کو اس کا ایمان روکے اور بچائے رہیگا۔ اور کافر
کفر میں گھرا رہے گا لیکن مجھے خوف ہے منافق سے جو زبانی جمع وخرچ بہت کرے گا۔
اور پسندیدہ باتیں کرے گا لیکن اعمال شنیعہ وقبیحہ کا مرتکب ہوتا رہے گا۔ (یعنی منافقین
کے قول وفعل یکساں نہ ہوں گے)۔

۴۔ قال رسول اللهؐ الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر
خیار العلماء وقال من قال انا عالم فهو جاهل۔

۴۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑھ کر شر اور برائی شریر علماء کا وجود

ہے اور سب سے بڑھ کر نیکی اور بھلائی نیک اور اچھے علماء کا وجود ہے اور فرمایا جو کہتا ہے کہ وہ عالم ہے وہ جاہل ہے

۵۔ قال امیر المومنین علیؑ قصم ظهری عالم متهتك و
جاهل متنسك فالجاهل یغش الناس بتنسکه والعالم یغرهم
بتهتکه۔

۵۔ فرمایا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ توڑ دی میری کمر بے شرم عالم نے
اور اس جاہل نے جو خود کو عابد اور پرہیزگار ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ جاہل اپنے اظہار
پرہیزگاری سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتا ہے اور بے شرم عالم بوجہ
اپنی بے شرمی کے لوگوں کو فریب دیتا ہے۔

باب ۱۸

النهی عن القول بغیر علم والافتاء بالرای وبیان شرائطه

بغیر علم کے گفتگو کرنے اور قیاس اور رائے سے فتوے دینے کی ممانعت

۱۔ ابن مسرور...... عن زرارہ بن اعین قال سألت اباجعفرؑ
ماحق الله علی العباد قال ان یقولوا ما لا یعلمون ویقفوا عند
ما لا یعلمون۔

۱۔ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ بندوں پر حق اللہ

کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جن امور کا انھیں علم ہو ان کے متعلق کلام کریں اور جن باتوں سے لاعلم ہوں ان کے متعلق توقف کریں یعنی خاموش رہیں۔

۲۔ ابوالبختری عن جعفرؑ عن ابیہ انّ علیاًؑ قال لرجل وھو یوصیہ خذ منی خمسًا۔ لایرجو احدکم الاربہ ولا یخاف الا ذنبہ ولا یستحی ان یتعلم ما لم یعلم ولا یستحی اذا سئل عما لا یعلم ان یقول لا اعلم واعلموا ان الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد ولاخیر فی جسد لاراس لہ۔

۲۔ جناب امیر علیہ السلام نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا کہ مجھ سے پانچ باتیں سن لے ایک یہ کہ تم میں سے کوئی بھی سوائے خدا کے اور کسی سے کوئی امید نہ رکھے۔ دوسرے یہ کہ کسی سے نہ ڈرے سوائے اپنے گناہ کے (یعنی گناہ کرنے سے ڈرے) تیسرے یہ کہ جو بات نہ جانتا ہو تو اس کے سیکھنے میں شرم نہ کرے چوتھے یہ کہ اگر کسی چیز کے متعلق سوال کیا جائے اور نہ جانتا ہو تو نہیں جانتا کہنے میں شرم نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ صبر جزء ایمان ہے اور ایمان میں اس کی جگہ وہی ہے جو جسم میں سر کی ہے کہ بلا سر کے جسم بے کار ہے

۳۔ محمد العطار ... عن مفضّل بن یزید قال قال ابو عبد اللہؑ انھاک عن خصلتین فیھما ھلک الرجال ان تدین اللہ بالباطل وتفتی الناس بما لا تعلم۔

۳۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے مفضل بن یزید سے فرمایا کہ میں تم کو منع کرتا ہوں دو چیزوں سے جن کی وجہ اکثر لوگ ہلاک ہوئے۔ ایک یہ کہ تم خدا کے متعلق باطل خیالات دل میں رکھو۔ دوسرے یہ کہ جن امور کے متعلق علم نہیں رکھتے ہو لوگوں کو فتوے دو

۴۔ ابن المتوکل ...... یرفعہ الی زرارہ عن ابی عبد اللہؑ قال ان من حقیقۃ الایمان ان تؤثر الحق ان ضرّک علی الباطل وان نفعک وان لا یجوز منطقک بلا علمک۔

۴۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حقیقت ایمان یہ ہے کہ تو حق پر باطل کو ترجیح نہ دے اگرچہ اس میں تیرا نقصان ہی کیوں نہ ہو اور اگر اس میں فائدہ بھی ہوتا ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیئے اور تیرے لئے جائز نہیں کہ بلا علم کے گفتگو کرے۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ چاہے نقصان ہو یا فائدہ لیکن حق پر باطل کو ترجیح نہ دینی چاہیئے بلکہ ہر حال میں حق کا ساتھ دینا اور حق بات پر اڑے رہنا چاہیئے۔ (مترجم)۔

۵۔ بالاسانید الثلثہ عن الرضاؑ عن اٰبائہ عن امیر المومنینؑ قال قال رسول اللہؐ من افتی الناس بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السمٰوات والارض۔

۵۔ فرمایا رسول اللہؐ نے جو فتوے دیا ہے بغیر علم کے اس پر لعنت کرتے ہیں آسمان اور زمین کے فرشتے۔

۶۔ ابن المتوکل ..... عن جعفر الصادقؑ قال قال علی ابن الحسینؑ لیس ان تقعد مع من شئت لان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول واذا رأیت الذین یخوضون فی اٰیاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ ولیس ان تتکلم بما شئت لان اللہ عزوجل قال ولا تقف ما لیس

لکَ بہ علم ولان رسول اللہؐ قال رحم اللہ عبداً قال خیراً فغنم
اوصمت فسلم ولیس لک ان تسمع ما شئت لان اللہ عزوجل یقول
ان السمع والبصر والفوأد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔

۶۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کو نہ چاہیے کہ جس کی چاہے اس کی صحبت میں بیٹھ جائے اس لئے کہ خدائے تبارک وتعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ "جب تو دیکھے کہ کسی محفل میں خدا کی نشانیوں کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں تو اس محفل سے اس وقت تک علیحدہ ہو جا کہ دوسری باتیں کرنے لگیں اور نہ بھول میں ڈالدے تجھے شیطان پس نصیحت اور ممانعت کے بعد مت بیٹھ گروہ ظالمین کے ساتھ۔" اور سزاوار نہیں کہ انسان جو چاہے کہدے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ "جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے متعلق کچھ مت کہہ" اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ خدا رحم کرے اس بندے پر جس نے کلمۂ خیر کہا او محفوظ رہا یا خاموش رہا اور سلامت رہا۔ اور انسان کو نہ چاہیے کہ جو چاہے سنے اس لئے خدا عزوجل فرماتا ہے کہ "کانوں۔ آنکھوں اور دلوں سے سوال کیا جائے گا۔"

شرح۔ اس ارشاد میں امام علیہ السلام نے کئی چیزوں کی ممانعت فرمائی ہے اور اپنے قول کی تائید میں آیات قرآنی پیش فرمائے ہیں۔

الف۔ اس صحبت سے پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی ہے جہاں خدا ورسول کے خلاف مہمل اور لغو باتیں کی جائیں کیونکہ اس سے وساوس شیطانی قلوب میں پیدا ہوتے اور دین وایمان خراب ہوتا ہے۔

ب۔ ان مسائل پر جنکا ہمیں علم نہیں اور ان امور میں جن میں ہمکو دخل نہیں بحث

اور گفتگو کرنے سے باز رہنے کی ہدایت کی ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا وہ بے وقوف اور احمق کہا جائے گا۔

ج۔ بلا غور و فکر ہر چیز کو سننے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (مثلاً کسی کی غیبت سننا) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق روز حساب کان۔ آنکھ۔ دل وغیرہ۔ گواہی دیں گے پس چاہیے کہ بری باتوں مثلاً غیبت فحش کلام۔ گانا بجانا۔ اور ایسی قسم کے اور لغویات سننے سے پرہیز کیا جائے (مترجم)

۷۔ ابن الولید ۔۔۔۔۔ عن حمزہ بن حمران قال قال ابو عبداللہؑ
ان من اجاب فی کل ما یسأل عنہ المجنون۔

۷۔ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ وہ شخص جو ہر سوال کا جواب دینے تیار ہے دیوانہ ہے۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب ظاہر یہی ہے کہ اگر ہم سے مختلف امور کے متعلق سائل سوال کرے تو ہمکو چاہیے کہ صرف انھیں باتوں کا جواب دیں جن کا ہمکو کافی علم ہو اور ہم جواب باثواب دے سکتے ہوں ورنہ خاموش رہیں (مترجم)

۸۔ ماجیلویہ ۔۔۔۔۔ عن ابن خدیجہ عن ابی عبداللہؑ قال
قال رسول اللہؐ من قال علیّ ما لم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار وقال
الکذب علی اللہ عزوجل وعلی رسولہ وعلی الاوصیاء من الکبائر۔

۸۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے کسی ایسے قول کو جو میں نے کبھی نہ کہا ہو میری طرف منسوب کیا اور کہا کہ قال رسول اللہ تو اس نے اپنی جگہ جہنم میں تیار کرلی اور فرمایا کہ خدا اور رسول اور اوصیاء کے متعلق جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۹) سعد یقطینی .... عن علی ابن اسمٰعیل عن الرضاؑ[۴] قال واللہ ما احد یکذب علینا الا و یذیقہ اللہ حر الحدید۔

۹۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم جو ہماری طرف جھوٹی باتیں (جو ہم نے نہ کہی ہوں) منسوب کرے گا تو اللہ اس کو لوہے کی گرمی کا مزا چکھائے گا (یعنی عذاب دے گا)۔

۱۰۔ ابی عن محمد سنان ..... عن ابی صبیحہ قال سمعت علیاً[۴] علی منبر الکوفۃ یقول ایھا الناس ثلاث لا دین لھم۔ لمن دان بجحود ایۃ من کتاب اللہ ولا دین لمن دان بفریۃ باطل علی اللہ ولا دین لمن دان بطاعۃ من عصی اللہ تبارک وتعالیٰ۔

۱۰۔ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک دفعہ کوفہ میں وعظ فرماتے ہوئے کہا کہ اے لوگو تین قسم کے لوگ بے دین ہیں۔ ایک وہ جو قرآن کی کسی آیت سے انکار کرتے ہیں دوسرے وہ جو اللہ پر جھوٹ کی تہمت باندھتے ہیں تیسرے وہ جو خدا کی نافرمانی کرنے والوں کی اطاعت کرتے ہیں۔

۱۱۔ ابی عن حماد بن عیسیٰ ...... عن محمد بن مسلم عن ابی عبد اللہؑ قال اذا سئل الرجل منکم عما لا یعلم فلیقل لا ادری ولا یقل اللہ اعلم فیوقع فی قلب صاحبہ شکا و اذا قال مسئول لا ادری فلا یتھمہ السائل۔

۱۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی شخص سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا جائے اور وہ نہ جانتا ہو تو وہ واللہ اعلم نہ کہے بلکہ کہے کہ میں نہیں جانتا اس لئے کہ اگر واللہ اعلم کہے گا تو سائل کے دل میں شک پیدا ہوگا اور جب مسئول نہیں جانتا کہے تو

سائل اس کو برا بھلا نہ کہے۔

شرح۔ جب علماء سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو وہ دو صورتوں میں واللہ اعلم کہتے ہیں ایک تو سوال کا جواب دینے کے بعد اور دوسرے سوال کا جواب جانتے ہوں لیکن کسی مصلحت سے جواب دینا نہ چاہتے ہوں اگر جواب سے ناواقف ہو تو لا ادری یا لا اعلم (یعنی نہیں جانتا) کہتے ہیں پس اگر کسی سے سائل کوئی سوال کرے اور وہ واللہ اعلم کہدے تو سائل یہ سمجھے گا کہ مسئول جواب سے واقف ہے لیکن جواب دینا نہیں چاہتا۔ لہذا اگر ہم کسی سوال کے جواب سے لاعلم ہوتے ہوئے واللہ اعلم کہیں تو گویا ہم نے سائل کو دھوکہ دیا کہ ایک چیز سے لاعلم ہوتے ہوئے اپنی علمیت کا اظہار کیا۔ ایسی صورت میں جب ہم واقف نہیں ہیں لا ادری یعنی (نہیں) جانتا کہنا چاہیئے۔

امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا کہ اگر کوئی مسئول نہیں جانتا کہدے تو اس کو برا نہ کہے بظاہر یہ مطلب ہے کہ اگر ہم کسی سے کچھ پوچھیں اور وہ بوجہ لاعلمی میں نہیں جانتا، کہدے تو ہم اس کو نا اہل اور نالائق وغیرہ کہکر مطعون نہ کریں (مترجم)۔

۱۲۔ ابی عن حماد ..... عن محمد بن مسلم قال قال الصادقؑ[۴] للعالم اذا سئل عن شئ وھو لا یعلمہ ان یقول اللہ اعلم ولیس لغیرہ العالم ان یقول کذا۔

۱۲۔ جناب امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب عالم سے کوئی سوال کیا جائے۔ اور وہ اس کا جواب نہ جانتا ہو تو اللہ اعلم کہے لیکن غیر عالم ایسا نہ کرے (یعنی واللہ اعلم نہ کہے بلکہ لا ادری میں نہیں جانتا کہے)۔

۱۳۔ جعفرؑ بن محمدؑ ...... عن ابی عبد اللہ عن ابیہ[۴] قال قال

علیؑ فی کلام لہ لا یستحیی العالم اذا سئل عما لا یعلم ان یقول لا علم لی بہ۔

۱۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے ایک وعظ میں ارشاد فرمایا کہ عالم سے اگر کوئی سوال کیا جائے اور وہ جواب سے واقف نہ ہو تو اپنی لاعلمی ظاہر کرنے میں شرم نہیں کرتا۔

شرح۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس ارشاد کا ظاہر مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی شخص کتنا ہی اعلم زمانہ مشہور کیوں نہ ہو جس چیز کا علم نہیں رکھتا اس سے اپنی لاعلمی کا اقرار کر دینے میں شرم نہ کرے اس میں کوئی عیب نہیں۔ صحیح کہہ دینا کہ "علم نہیں" اس سے کہیں بہتر ہے کہ اپنے نام اور شہرت کی خاطر غلط سلط جواب دے کر لوگوں کو غلط فہمی میں ڈال دیا جائے (مترجم)۔

۱۴۔ ابی عن محمد...... عن زرارہ عن ابی جعفرؑ قال لو ان العباد اذا جہلوا وقفوا لم یجحدوا و لم یکفروا۔

۱۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جاہل لوگ اگر بلا علم کے گفتگو نہ کرتے بلکہ خاموش رہتے تو منکر و کافر نہ ہوتے۔

۱۵۔ قال امیر المومنین علی لقاض ہل تعرف الناسخ من المنسوخ قال لا قال ہل اشرفت علی مراد اللہ عزوجل فی امثال القرآن قال لا قال اذاً ہلکت واہلکت والمفتی یحتاج الی معرفۃ معانی القرآن و حقائق السنن و بواطن الاشارات والآداب والاجماع والاختلاف والاطلاع علی اصول وما اجمعوا علیہ وما اختلفوا فیہ ثم حسن الاختیار

ثم العمل الصالح ثم الحکمۃ ثم التقوی ثم حینئذ الحکم ان قدر۔

۱۵۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک قاضی سے پوچھا کہ کیا تو آیات ناسخ و منسوخ سے واقف ہے تو کہا نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ قرآن میں اللہ عزوجل نے جو امثال دئیے ہیں ان سے کیا مراد ہے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ تو ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ معانی قرآن۔ وحقائق سنن۔ بواطن اشارات اور اصول کے آداب اجماع و اختلاف سے واقف ہو کہ کن امور میں اجماع ہے اور کن میں اختلاف اور پھر اس واقفیت کے بعد وہ صالح۔ حکیم اور متقی بھی ہو اور اس کے بعد حکم لگائے اور فتوی دے اگر اس کو اس بات پر قدرت ہو۔

شرح۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے قاضیوں اور مفتیوں کے لئے جو شرائط عائد فرمائے ہیں۔ وہ اس قابل ہیں کہ آج کل کے علماء۔ قضاۃ اور مفتی ان کو بغور پڑھیں۔ اور اپنا محاسبہ کریں کہ آیا وہ ان شرائط کو پورا کرتے ہوئے درحقیقت اس کام کی انجام دہی کے اہل ہیں یا نہیں۔ (مترجم)

۱۶۔ قال امیر المومنین لا تقل ما لا تعلم بل لا تقل کل ما تعلم فان اللہ سبحانہ قد فرض علی جوارحک کلہا فرائض یحتج بہا علیک یوم القیامۃ۔

۱۶۔ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے نہ چاہئے کہ جن امور کا تجھے علم نہ ہو ان کے متعلق گفتگو کرے بلکہ اگر جانتا بھی ہو تو اپنے کلام میں احتیاط سے کام لے کیونکہ روز قیامت تیرے اعضاء و جوارح تیرے خلاف حجت پیش کریں گے اور

گواہی دیں گے۔

۱۷۔ قال امیر المومنین علیؑ لو سکت من لا یعلم سقط الاختلاف۔

۱۷۔ فرمایا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے اگر وہ شخص جو نہیں جانتا سکوت اختیار کرتا تو دنیا میں اختلاف بھی نہ ہوتا۔

شرح۔ حضرت کا یہ مختصر ارشاد اس قابل ہے تختی طلا پر اس کو کندہ کر کے آویزاں کیا جائے اور اس کو روزانہ دیکھ لیا جائے۔ دنیا میں سارے اختلافات۔ مناظرات۔ جھگڑے فساد اسی لئے ہوتے ہیں کہ لوگ جہالت کی وجہ بلا علم و اطلاع معاملات میں گفتگو کرتے اور مداخلت کرتے ہیں۔ اور ذی علم اور باخبر لوگ ان کو ساکت کرنے کی کوشش میں زبان کھولتے ہیں اور اس کا نتیجہ اختلاف اور مناظرہ و مناقشہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور فتنہ برپا ہو جاتا ہے (مترجم)۔

۱۸۔ عن النبیؐ قال اشد الناس عذابا یوم القیامۃ رجل قتل نبیا او قتلہ نبیٌ او رجل یضل الناس بغیر علم او مصورٌ یصور التماثیل۔

۱۸۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ روز قیامت شدید ترین عذاب اس شخص کو دیا جائے گا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا اس کو جسے نبی نے قتل کیا ہو اور اس کو جو بلا علم کے لوگوں کو بہکاتا اور گمراہ کرتا ہو۔ اور اس مصور کو جو (انسان اور جانوروں) کے تصویریں کھینچتا ہو۔

شرح۔ آنحضرت کے اس ارشاد کے مطابق مصورین کو شدید ترین عذاب دیا جائے گا۔ اسلام میں تصویر کشی اور صورت گری کی ممانعت ہے۔ یہ ایک بیکار اور

لاحاصل مشغلہ ہے اور اس میں سوائے تضیع اوقات اور دولت کے اور کچھ نہیں۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ کل من علیھا فان یعنی ہر شی فنا ہونے والی ہے۔ ہزار تحفظ کیا جائے ایک کے بعد ایک ہر چیز فنا ہو جاتی ہے کوئی جلد اور کوئی دیر میں۔ صاحبان ثروت و دولت ہزارہا روپیے صرف کر کے تصاویر اور مجسمے حاصل کرتے ہیں اگر یہی دولت کارہائے خیر میں صرف کریں تو کس قدر بہتر ہوگا۔

اسلام میں تصویر کشی منع ہے لیکن بعض محقق اور مفکر نصاریٰ نے بھی اس کے خلاف لکھا ہے۔ مثلاً انگلستان کے مشہور ناول نویس ماری کاریلی کی ایک ناول سنہ ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس میں اس کی تصویر بھی تھی۔ کتاب کی ابتدا میں مصنف کا ایک نوٹ ہے جس میں اس نے تصویر دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"وہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری تصویر سے ناظرین کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے اور کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے میرا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ مصنف کی حقیقت اور شخصیت اس کی تصانیف اور تحریر سے ظاہر ہوتی ہے نہ کہ اس کی صورت اور قیافہ سے۔"

باب ۱۹

ماجاء فی تجویز المجادلۃ والمخاصمۃ فی الدین والنہی عن المراء

امور دینی میں بحث اور مخاصمہ کس طرح کیا جانا چاہیے! اور جھگڑا کرنے کی ممانعت

۱۔ بالاسناد عن ابی محمد العسکریؑ قال ذکر عند الصادقؑ الجدال فی الدین وان رسول اللہؐ والائمۃ المعصومین قد نہوا عنہ فقال الصادقؑ لم ینہ لکنہ نہی عن الجدال بغیر التی ھی احسن اما تسمعون اللہ یقول ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن وقولہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن فالجدال بغیر التی ھی احسن قد قرنہ العلما بالدین والجدال بغیر التی ھی احسن محرّم وحرمہ اللہ تعالیٰ۔ علی شیعتنا۔

۱۔ جناب امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے امور دینی میں بحث اور مناظرہ کا ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ اور ائمہ معصومین نے اسکی ممانعت کی ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امور دینی میں مجادلہ اور مناظرہ منع نہیں ہے بلکہ برے طریقہ سے مناظرہ کرنے کی ممانعت کی گئی اور فرمایا کہ کیا تم نے خدائے تعالیٰ کا قول نہیں سنا کہ فرماتا ہے کہ "تم اہل کتاب سے سنجیدگی اور

شائستگی کے ساتھ مجادلہ کرو" اور پھر فرمایا کہ "بلاؤ تم لوگوں کو خدا کے راستہ کے طرف موعظہ حسنہ سے اور مجادلہ کرو ان سے احسن طریقہ کے ساتھ"۔ پس علمار نے دینی امور میں احسن طریقہ کے ساتھ مجادلہ قرین عقل سمجھا۔ اور وہ مناظرہ اور مجادلہ جو احسن طریقہ پر نہ ہو حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے شیعوں کے لئے حرام قرار دیا ہے۔

شرح۔ غور کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ امور دینی اور دنیوی سے متعلق کوئی چیز ایسی نہیں کہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام نے چھوڑی ہو۔ اور ان کے متعلق کچھ نہ کچھ نہ فرما گئے ہوں مثلاً اسی مناظرہ کا مسئلہ لو اور سوچو کہ شیعوں کے لئے کیا زرین نصیحت کی گئی ہے۔ کیا اچھا ہو کہ آجکل شیعہ اس پر عمل کریں اور اس معاملہ میں احسن طریقہ اختیار کریں یہ حدیث بہت طولانی ہے اس کا کچھ حصہ ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ (مترجم)

۲۔ فی روایۃ یونس بن ظبیان عن الصادقؑ عن النبیؐ انہ قال اورع الناس من ترک المرء وان کان محقّا۔

۲۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پرہیزگار وہ ہے جو جھگڑا کرنا ترک کرے اگرچہ وہ حق پر کیوں نہ ہو۔

۳۔ ابی عن سعد ..... عن محمد بن مسلم قال سئل الصادقؑ عن الخمر فقال قال رسول اللہؐ ان اول ما نہانی عنہ عزوجل عن عباد الاوثان وشرب الخمر وملاحاۃ الرجال

۳۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جن چیزوں کی اللہ عزوجل نے مجھے ممانعت کی وہ یہ ہیں۔ (۱) بتوں کی پرستش (۲) شراب پینا۔ (۳) لوگوں سے مجادلہ اور مخاصمہ کرنا۔

شرح۔ صحیفہ رضویہ میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حرّم الخمر قلیلها وکثیرها حرّم کل مسکر قلیله وکثیره المضطر لا یشرب الخمر لانها تقتله۔ یعنی شراب حرام ہے خواہ کم مقدار میں ہو یا زیادہ اور ہر نشہ کی چیز کو حرام ہے خواہ کم ہو یا زیادہ اور مضطر شخص بھی شراب نہ پیئے کیونکہ وہ اس کو مار ڈالے گی۔

بعض لوگ شراب پیتے ہیں اور استدلال پیش کرتے ہیں کہ کم مقدار میں استعمال کی جائے تو مضر نہیں بلکہ مفید ثابت ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ چونکہ لوگ زیادہ استعمال سے نقصان اٹھاتے تھے اس لئے شراب کا استعمال منع کیا گیا لیکن حرام نہیں ہے۔ یہ حضرات امام علیہ السلام کے اس قول پر غور کریں کہ حضرت فرما رہے کہ شراب یا اور دوسری نشہ کی چیزیں تھوڑی یا زیادہ مقدار میں بھی حرام ہیں۔ امام کا قول قرآن کے خلاف کبھی نہیں ہوتا خداتعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله۔ یعنی کہدو اے رسول تحقیق کے میرے رب نے فواحش کو حرام کیا ہے۔ چاہے وہ ظاہر میں ہوں یا باطن میں اور شراب کو اور فتنہ وفساد اور جھگڑنا اور شرک کرنا۔ صاحب تفسیر مجمع البیان لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اثم سے مراد شراب ہے چنانچہ حسن نے یہی معنی کئے ہیں اور اخفش کا ایک مصرع لکھا ہے کہ انہوں نے کہا۔ شربت الاثم حتی ضل عقلی یعنی میں نے شراب اتنی پی کہ میری عقل جاتی رہی۔ بعض لوگ غم غلط کرنے شراب پیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ غم و فکر اور پریشانی کو دور کرتی اور طبیعت میں سرور انبساط پیدا کرتی ہے ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے ایسا اثر پیدا کرتی ہو لیکن جب اثر زائل ہو جائے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنے ارشاد میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مضطر اور پریشان

کے لئے بھی شراب کا استعمال حرام ہے اس لئے کہ بالآخر یہ اس کو ہلاک کرے گی۔ ابتداً غم و فکر دور کرنے کے لئے تھوڑی مقدار میں استعمال شروع کیا جاتا ہے طبیعت عادی ہوتی جاتی اور مقدار بڑھتی جاتی ہے۔ اور آخر نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے۔ دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو اعتدال قائم رکھ سکتے ہیں ہزاروں میں ایک دو۔ بالعموم طبائع کمزور ہوتے نفس اور خواہشات پر قابو نہیں رکھتے نتیجہ بے اعتدالی ہوتا ہے۔ ہر قوم اور مذہب کے حکماء اور ڈاکٹروں نے شراب کے استعمال کو مضر قرار دیا ہے۔ متعدد کتابوں اور رسالوں میں اس کے نقصانات دلائل کے ساتھ بتادئے ہیں اور لکھدیا ہے کہ فائدہ نہایت قلیل اور نقصان کثیر ہے ممالک یورپ اور امریکہ میں ~~توذریعہ قانون~~ انسداد شراب نوشی کے لئے سوسائٹیاں قائم کی گئیں اور امریکہ میں تو ذریعہ قانون انسداد شراب نوشی کی کوشش کی گئی لیکن افسوس کہ شیطانی قوتوں کے مقابلہ میں انسانی کوششیں کامیاب نہیں ہوئیں اور شیطان کے پیرو انسانوں نے رحمٰن کے پیرو انسانوں کو بظاہر شکست دی۔ (مترجم)

۴۔ ابن المتوکل ...... عن الصادقؑ قال ایاکم والخصومة فی الدین فانها تشتغل القلب عن ذکر الله عز وجل وتورث النفاق ویکسب الضغائن وتستجیز الکذب۔

۴۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امور دینی میں بے ضرورت جھگڑا کرنے سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ یہ دل کو ذکر و عبادت الٰہی سے پھیر دیتا ہے اور نفاق کا باعث ہوتا اور دلوں میں کینہ پیدا کرتا اور جھوٹ بولنے کا سبب ہوتا ہے

بیان۔ تستجیز الکذب یعنی جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتا ہے مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں کہ انسان جب کسی سے کسی امر میں مناظرہ اور مباحثہ کرتا ہے تو بسا اوقات مقابل کو قائل کرنے اور اپنی جیت کے لئے جھوٹ کہدیتا اور اس کو دروغ مصلحت سے تعبیر دے لیتا اور بعض اوقات اپنے مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے یونہی غلط بیانی کر دیتا اور باطل دلائل پیش کر دیتا ہے اور اس طرح بتدریج جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا اور مہذب طریقہ سے جھوٹ بولنے لگتا ہے۔

شرح۔ ہمارے خیال میں آج کل کی سیاست اسی قسم کی مہذب جھوٹ ہے اور سیاست دان مہذب جھوٹ بولنے والے ہیں (مترجم)

۵۔ ابن المتوکل......... عن ابی ولاد عن ابی عبد اللہ ؑ قال کان علی ابن الحسین ؑ یقول ان المعرفة بکمال دین المسلم وترکہ الکلام فیما لایعنیه وقلة المراء وحلمه وصبره وحسن خلقهٗ

۵۔ امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ مرد مسلم کے دین میں کامل ہونے کی پہچان یہ ہے کہ وہ بیکار اور فضول باتیں کرنا ترک کرے اور مناظرہ اور مناقشہ سے پرہیز کرے حلم و صبر سے کام لے اور اخلاق حسنہ کا حامل ہو۔

۶۔ فی وصیة امیر المومنین علی ؑ عند وفاته دع المماراة ومجاراة من لاعقل له ولا علم۔

۶۔ امیر المومنین علیہ السلام نے بوقت وفات وصیت فرمائی کہ ان لوگوں سے جو عقل اور علم نہیں رکھتے بحث اور گفتگو نہ کرو۔

۷۔ ابی عن علی...... عن السکونی عن ابی عبد اللہ ؑ عن آبائہ ؑ

قال ان من التواضع ان یرضیٰ الرجال بالمجلس دون المجلس وان یسلم علیٰ من یلقیٰ وان یترک المراء وان کان محقا ولا یحب ان یحمد علی التقوی۔

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تواضع حقیقی یہ ہے کہ انسان جس محفل اور مجلس میں جائے لوگ اس سے راضی اور خوش ہوں اور جس سے بھی ملاقات کرے اس کو سلام کرے اور لوگوں سے لڑنا جھگڑنا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر بھی کیوں نہ ہو اور پسند نہ کرے کہ اس کے زہد اور تقویٰ کی تعریفیں کی جائیں۔

۸۔ محمد بن عیسی......... عن الحسین بن مختار عن ابی عبد اللہ ؑ قال یهلک اصحاب الکلام وینجو المسلمون ان المسلمین هم النجباء یقول هذا ینقاد وهذا لاینقاد اما واللہ لو علموا کیف کان اصل الخلق ما اختلف اثنان۔

۸۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ضدی اور ہٹ دھرمی کرنے والے متکلمین ہلاک ہوئے اور تسلیم کرنے والے نجات پائے اور تحقیق کہ تسلیم کرنے والے نجبار ہیں زمانہ کی حالت یہ ہے کہ ایک کہتا ہے یہ درست ہے دوسرا کہتا ہے یہ درست نہیں خدا کی قسم اگر لوگ مخلوقات کی اصلیت جانتے تو ان میں سے دو آدمی بھی آپس میں اختلاف نہ کرتے۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا کہ "اگر حقیقت سے واقف ہوتے تو اختلاف نہ کرتے"۔ بظاہر یہ مطلب ہے کہ لوگ بوجہ لاعلمی اختلاف کرتے ہیں اور حقیقت سے واقف ہوتے تو ایسا نہ کرتے حافظ نے اس چیز کو خوب بیان کیا ہے ؎

جنگ ہفتاد ودو ملت ہمہ را عذر بنہ　　چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

(مترجم)

۹- روی عن رجلاً قال للحسین ابن علیؑ اجلس حتی نتناظر فی الدین فقال یا ھذا انا بصیر بدینی مکشوف علی ھدای فان کنت جاھلاً بدینک فاذھب واطلبہ مالی وللمھادات وان الشیطان لیوسوس للرجل ویقول ناظر الناس فی الدین کیلا یظنوا بک العجز والجھل۔

۹- روایت ہے کہ ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ آئیے آپ اور میں دین کے متعلق مناظرہ کریں امام علیہ السلام نے اس کو جواب دیا کہ اے شخص میں اپنے دین کی کافی بصیرت رکھتا ہوں اور ہدایت یافتہ ہوں اگر تو اپنے دین سے جاہل ہے تو جا اور بصیرت حاصل کر مجھے بحث اور مناظرے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ (میں جانتا ہوں) شیطان انسان کے دل میں وساوس پیدا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دین کے معاملہ میں لوگوں سے مناظرہ کر (تاکہ تیرا علم وکمال ظاہر ہو) تجھے لوگ عاجز اور جاہل نہ سمجھیں

شرح۔ امام علیہ السلام کے آخر حصہ میں اشارہ ہے کہ لوگ اپنا علم وفضل ظاہر کرنے کے لئے بے موقع جو کلام کرتے اور بحث مباحثہ کرتے ہیں وہ مذموم چیز اور وسوسہ شیطانی ہے۔ (مترجم)۔

۱۰- شمعون ..... عن الحسین بن یزید عن جعفر بن محمدؑ عن ابیہؑ قال من اعاننا بلسانہ علی عدونا انطقہ اللہ بحجتہ یوم موقفہ بین یدیہ عزوجل۔

۱۰- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان کے ذریعہ ہماری مدد کرے گا تو اس کو اللہ عزوجل روز قیامت نطق عطا فرمائیگا کہ وہ خدا کے سامنے اپنی حجتیں اور عذرات پیش کر سکے۔

شرح۔ زبان سے مدد کرنا یہ ہے کہ اگر کوئی مخالف اہلبیت ان کی برائی یا ائمہ کرے یا ان بزرگواروں کے متعلق غلط بیانی کرے تو اس کو احسن طریقہ سے سمجھایا جائے کہ اس سے باز رہے اور غلط بیانی کی صورت میں اس کی تردید اور صحت کر دیجائے (مترجم)۔

۱۱- حمدویہ ومحمد ..... عن ابی جعفر الاحول عن ابی عبد اللہؑ قال ما فعل ابن الطیار فقلت توفی فقال رحمہ اللہ ادخل اللہ علیہ الرحمۃ والنضرۃ فانہ کان یخاصم عنا اھل البیت۔

۱۱- ابی جعفر احول راوی ہیں کہ ایک روز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ ابن طیار کا کیا حال ہے تو میں نے عرض کی وہ وفات پا چکے تو حضرت نے فرمایا کہ خدا ان پر رحم کرے اور ان پر اپنی رحمت اور تازگی نازل فرمائے وہ ہمیشہ ہم اہل بیت کی طرفداری کرتے تھے۔

۱۲- عاصم بن حمید عن ابی عبیدہ الحذاء قال سمعت ابا جعفرؑ یقول ایاکم واصحاب الخصومات والکذابین فانھم ترکوا ما امروا بعلمہ وتکلفوا ما لم یومروا بعلمہ حتی تکلفوا علم السماء خلق الناس باخلاقھم یا ابا عبیدہ انا لا نعد الرجل فینا حتی یعرف لحن القول ثم قرأ علیہ السلام ولتعرفنھم فی لحن القول واللہ یعلم اعمالکم۔

۱۲- ابو عبیدہ راوی ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اپنے آپ کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ یا محمدؐ یا علیؑ

پی ڈی ایف سازی

منجانب

shia books pdf منظر ایلیاء

MANZAR AELIYA HYDERABAD INDIA

ہیں مناظرہ اور مناقشہ کرنے والوں اور جھوٹ بولنے والوں سے دور رہو اس لئے کہ یہ لوگ ان اعمال کو جن کے بجالانے کا انھیں خدا نے حکم دیا ہے جان بوجھ کر ترک کرتے ہیں یہاں تک کہ آسمان کی خبریں لانے لگتے ہیں (یعنی فضول او مہمل باتیں کرنے لگتے ہیں) اے عبیدہ اللہ نے انسان کو اخلاق کے ساتھ پیدا کرتا ہے ہم اس شخص کو عاقل نہیں سمجھتے جو شیریں زبان اور گفتار نہ رکھتا ہو جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "اے رسول تم پہچانو گے انھیں ان کی شیریں کلامی سے اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔"

باب ۲۰

ذم انکار الحق والاعراض عنہ والطعن علیٰ اہلہ

(حق سے انکار کرنا اور اس سے روگردانی کرنا اور اہل حق کو برا کہنے کی مذمت)

۱۔ ابی عن سعد عن عبداللہ بن طلحہ عن ابی عبد اللہؑ قال قال رسول اللہؐ لن یدخل الجنۃ عبد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر ولا یدخل النار عبد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان قلت جعلت فداک ان الرجل لیلبس الثوب او یرکب الدابۃ فیکاد یعرف الکبر قال لیس بذالک انما الکبر انکار الحق والایمان الاقرار الحق۔

۱۔ عبد اللہ بن طلحہ راوی ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا وہ شخص جنت میں جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی کبر و غرور ہو اور نہ داخل ہوگا وہ جہنم میں جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو۔ عبد اللہ نے یہ سن کر کہا کہ میں آپ پہ قربان ہو جاؤں۔ کوئی شخص اچھا لباس پہنتا ہو اور چوپائے پر سوار ہوتا ہو تو کیا یہ بھی تکبر سمجھا جائے تو امام علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ حق سے انکار کرنا کبر ہے اور حق کا اقرار کرنا ایمان ہے۔

۲۔ ابی عن سعد ...... عن عبد الاعلیٰ قال قال ابو عبد اللہ عن ابائہ قال قال رسول اللہؐ ان اعظم الکبر غمص الخلق قال یجہل الحق و یطعن علیٰ اہلہ ومن فعل ذالک فقد نازع اللہ عز وجل فی ردائہ

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ بڑا تکبر یہ ہے کہ لوگوں کو برا سمجھنا اور حق سے منہ پھیرنا اور فرمایا متکبر حق سے روگردانی کرتا اور اہل حق کو مطعون کرتا ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ خدا سے اس کی قدرت میں مقابلہ کرتا اور جھگڑتا ہے۔

۳۔ قال النبیؐ لا یدخل الجنۃ من فی قلبہ مثقال حبۃ من کبر فقال بعض اصحابہ ہلکنا یا رسول اللہ ان احدنا یحب ان یکون نعلہ حسنا وثوبہ حسنا فقال النبی لیس ہذا الکبر انما الکبر بطر الحق وغمص الناس۔

۳۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں وہ شخص جس کے

دل میں دانے برابر بھی تکبر ہو یہ سن کر بعض اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو ہم سب ہلاک ہو گئے اس لئے کہ ہم میں سے بعض تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کے جوتے دوسروں سے اچھے ہوں اور بعض چاہتے ہیں کہ کپڑے اچھے ہوں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں ہے بلکہ حق سے انکار اور لوگوں کو اپنے سے برا سمجھنا اور ان کی برائیاں کرنا تکبر ہے۔

باب ۲۱

فضل کتابۃ الحدیث وروایتہ

(حدیثیں لکھنے اور انکو بیان کرنے کی فضیلت)

۱۔ ابن الولید۔۔۔ عن الفضیل قال قال لی ابو جعفرؑ ان حدیثنا یحیی القلوب۔

۱۔ فضیل راوی ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہل بیت کی حدیثیں (سننا اور بیان کرنا)، قلوب کو زندہ کرتا ہے۔

۲۔ ابی عن علیؑ عن خیثمہ قال قال لی ابو جعفرؑ تزاوروا فی بیوتکم فان ذالک حیوۃ امرنا رحم اللہ عبد احیا امرنا۔

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے خیثمہ سے فرمایا کہ تم لوگ آپس میں میل جول رکھو

کیونکہ اس سے ہمارا ذکر اور یاد زندہ رہتی ہے۔ خدا رحم کرے اس بندہ پر جو ہمارا ذکر زندہ رکھتا اور یاد باقی رکھتا ہے۔

۳۔ احمد بن محمد۔۔۔ عن معاویہ بن عمار قال قلت لابی عبد اللہؑ رجل الراویۃ لحدیثکم یبث ذالک علی الناس و یشددہ فی قلوب شیعتکم و لعل عابدا من شیعتکم لیست لہ ھذہ الروایۃ ایھما افضل قال راویۃ حدیثنا یبث الناس و یشدد فی شیعتنا افضل من عابد۔

۳۔ معاویہ بن عمار ناقل ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کے شیعوں میں سے اگر ایک شخص ایسا ہو جو کثرت سے آپ حضرات کی حدیثیں بیان کرتا ہو اور ان کی لوگوں میں اشاعت کرتا اور شیعوں کے دلوں میں ان حدیثوں کو بٹھاتا ہو (یعنی ذہن نشین کراتا ہو) اور ایک شخص ایسا ہو جو شیعہ ہو اور بڑا عابد بھی ہو لیکن آپ کی حدیثیں بیان نہیں کرتا تو ان دونوں میں کون افضل ہے امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ جو ہماری حدیثوں کا راوی ہے اور لوگوں میں ان کی اشاعت کرتا ہے اور ہمارے شیعوں کے دلوں میں انہیں بٹھاتا ہے ہزار عابدوں سے افضل اور بہتر ہے

۴۔ القسم عن جدہ عن ابن مسلم عن ابی عبد اللہؑ قال قال امیر المومنینؑ ذکرنا اھل البیت شفاء من الوعک والاسقام و وسواس الریب وحبّنا رضی الرب تبارک وتعالیٰ۔

۴۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہل بیت کا ذکر خستگی، بیماریوں کے لئے شفا بخش ہے اور قلوب سے شکوک اور وساوس کو دور کرتا ہے۔ اور ہماری محبت

اور دوستی خداتبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہوتی ہے۔

شرح ۔ شفاء من الوعل والاسقام ۔یعنی خستگی اور بیماریوں کے لئے شفابخش ہے۔یہاں بیماریوں سے مطلب ہے دل کی بیماریاں یا ایسی بیماریاں جو جسم کی بیماریوں سے زیادہ انسان کے لئے مہلک ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ دل وجسم دونوں بیماریوں سے بھی مقصود ہو۔(مترجم)

۵ ۔ ابن قولویہ ..... عن ابن تغلب عن ابی عبداللہ قال نفس المھموم بظلمنا تسبیح وھمہ لنا عبادۃ وکتمان سرنا جھاداً فی سبیل اللہ ثم قال ابو عبداللہ یجب ان یکتب ھذا الحدیث بماء الذھب۔

۵ ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابن تغلب سے فرمایا کہ کسی شخص کا ان مظالم کو جو ہم پر کئے گئے سن کر مغموم اور محزون ہونا تسبیح ہے اور پھر اس کا اس غم اور حزن کو ظاہر کرنا عبادت ہے اور ہمارے اسرار کو نااہلوں سے چھپانا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور اور پھر فرمایا کہ اے تغلب اگر تم چاہو تو اس حدیث کو آب طلا سے لکھ کر رکھ لو۔

شرح ۔ اسرار کو نااہلوں سے مخفی رکھنا اس سے امام علیہ السلام کا بظاہر یہی مطلب ہے کہ ان کو ایسے لوگوں سے بیان نہ کرنا چاہئے جو سمجھنے کی قابلیت اور صلاحیت نہیں رکھتے ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ غلط فہمیاں پیدا کریں گے اور بوجہ جہل اور نافہمی کے مغالطے پیدا کریں گے۔حضرت نے اس زمانہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے جب کہ اہل بیت کی مخالفت سختی سے کی جاتی تھی اور ان بزرگواروں اور ان کے دوستوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچانے میں دریغ نہیں کیا جاتا تھا اس لئے زمانہ تقیہ کا تھا لیکن ہمارے

خیال میں اب اس چیز کی اس قدر ضرورت باقی نہیں رہی (مترجم)۔

۶ ۔ یحییٰ بن محمد ..... عن الحسین بن محمد بن مالک عن اخیہ جعفر یرفعہٗ قال کنت عند الصادق[ؑ] وقد ذکر امیرالمومنین[ؑ] فقال من زار جدی عارفاً بحقہ کتب اللہ بکل خطوۃ حجۃ مقبولۃ و عمرہ مبرورۃ یا ابن مارد واللہ ما یطعم اللہ النار قدماً تغبرت فی زیارۃ امیرالمومنین[ؑ] ماشیاً او راکباً یا ابن مارد اکتب ھذا الحدیث بماء الذھب۔

۶ ۔ ابن مارد راوی ہیں کہ ایک دفعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور اثنار کلام میں جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کا ذکر خیر آیا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابن مارد جو شخص میرے جد علی[ؑ] ابن ابی طالب کے حق کی معرفت کے ساتھ ان کے روضۂ مقدس کی زیارت کرے گا تو ہر قدم پر اللہ اس کے لئے ایک حج مقبول اور عمرہ مبرور کا ثواب لکھیگا اور اے ابن مارد اس قدم کو نار کو کبھی آتش جہنم کا مزہ نہ چکھائے گا۔جو علی ابن ابی طالب کے روضۂ مقدس کی زیارت کے لئے اٹھا ہو اور غبار آلود ہوا ہو چاہے وہ سفر پیادہ کیا ہو یا سواری کے ذریعہ۔ اے ابن مارد اس حدیث کو آب طلا سے لکھ کر رکھ لے۔

۷ ۔ ابن قولویہ ..... عن جابر قال قال الصادق[ؑ] لحدیث واحد تاخذہ عن صادق خیرلک من الدنیا وما فیھا۔

۷ ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جابر[ؓ] سے فرمایا کہ اے جابر اگر تم ایک حدیث کسی صادق سے حاصل کرو۔تو یہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

شرح۔ اس حدیث میں صادق سے مراد امام معصوم اہل بیت سے ہے (مترجم)

۸۔ روی عن النبیؐ انه قال قیدوا العلم قیل وما تقییده قال کتابته۔

۸۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ علم کو مقید کرو۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ علم کو کس طرح مقید کیا جائے تو آپ نے فرمایا کہ کتابت کے ذریعہ (یعنی اس کو لکھ لیا جائے)۔

۹۔ عن ابن بصیر قال سمعت ابا عبد اللہؑ یقول اکتبوا فانکم لا تحفظون حتی تکتبوا۔

۹۔ ابن بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ علوم کو لکھ لو اس لئے کہ بغیر لکھ لینے کے تم ان کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

۱۰۔ قال النبیؐ تذاکروا وتلاقوا وتحدثوا فان الحدیث جلاء القلوب لترین کما یرین السیف وجلاؤه الحدیث۔

۱۰۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ باہم مل کر ذکر کرو اور ایک دوسرے سے ملو اور حدیثیں بیان کرو اس لئے کہ حدیث قلوب کو جلا دیتی ہے اور قلوب ایسا ہی زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسا کہ تلوار ہو جاتی ہے اور ان کی جلا حدیث سے ہوتی ہے۔

باب ۲۲

عَلل اختلاف الاخبار وکیفیته الجمع بینها والعمل بها ووجوه الاستنباط۔

(احادیث اور اخبار میں اختلاف کے وجوہ اور انکے جمع کرنے اور ان پر عمل کرنے کی کیفیت اور ان کو کس طریقہ سے اخذ کرنا چاہیئے)۔

(۱۱۔ عن ابی جعفرؑ الثانی فی مناظرته مع یحیی بن اکثم انه قال قال رسول اللہؐ فی حجة الوداع۔ قد کثرت علیّ الکذابة وا ستکثر من کذب علیّ متعمدا فلیتبوء مقعده من النار فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوه علی کتاب اللہ وسنتی فما وافق کتاب اللہ وسنتی فخذوا به وما خالف کتاب اللہ سنتی فلا تاخذوا به۔

۱۔ یحیی بن اکثم سے مناظرہ کرتے ہوئے امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے حجتہ الوداع میں فرمایا کہ میرے طرف بہت ساری جھوٹی حدیثیں منسوب کی جارہی ہیں اور آئندہ کی جائیں گی۔ جو شخص میرے متعلق عمداً جھوٹ بولیگا (یعنی غلط حدیثیں بیان کرے گا) اس کا مقام جہنم ہوگا۔ جب تم کو کوئی حدیث ملے تو تم دیکھ لیا کرو کہ وہ قرآن اور میری سنت کے موافق ہے یا نہیں۔ اور قرآن اور میری سنت کے

مطابق اور موافق ہے تو اس کو قبول کرو۔ اور اگر قرآن اور میری سنت کے موافق نہ ہو تو اس کو رد کردو۔

شرح۔ رسول اللہ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگ آنحضرت کی زندگی میں بھی من گھڑت اور جھوٹی حدیثیں اپنی مطلب براری اور فائدہ کے لئے موضوع کرنے لگے تھے۔ اور آنحضرت کا یہ ارشاد کہ اس قسم کی جھوٹی حدیثوں کی آئندہ زمانہ میں کثرت ہوگی پیشین گوئی ہے ان واقعات کی جو آپ کے بعد پیش آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بعض حضرات اس کثرت سے موضوع احادیث بیان کرنے لگے کہ انھیں تشدد کے ساتھ روکنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ معاویہ ابن ابوسفیان نے جو جھوٹی حدیثیں موضوع کرائیں اور اس کے بعد بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ میں اس کا جو سلسلہ جاری رہا اس کا کچھ حال ہم نے اس کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ اس حدیث سازی کی وجہ مسلمانوں کے کتب احادیث میں اب بھی مہمل اور لغو ایسی حدیثیں نظر آتی ہیں۔ جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی اور جن سے رسول اللہ کی توہین اور منقصت ہوتی ہے۔ (مترجم)

۱۔ ابن ظریف...... عن جعفر عن ابیہ قال قرأت فی کتاب علیؑ ان رسول اللہؐ قال انہ سیکذب علی کما کذب علی من کان قبلی فما جاءکم عنی من حدیث وافق کتاب اللہ فھو حدیثی واما ما خالف کتاب اللہ فلیس من حدیثی۔

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی ایک کتاب میں پڑھا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ

میرے متعلق ویسے ہی جھوٹی باتیں کہی جائیں گی جیسے انبیاء سابق کے متعلق کہی گئیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر میری حدیث تم کو ملے اور تم اس کو قرآن کے مطابق اور موافق پاؤ تو سمجھ لو کہ وہ میری حدیث ہے اور اگر قرآن کے خلاف ہو تو یقین جان لو کہ وہ میری حدیث (کلام) نہیں ہے۔

۳۔ العدۃ عن احمد بن محمد...... عن محمد بن مسلم قال قلت لابی عبد اللہؑ ما بال اقوام یردون عن فلان وفلان عن رسول اللہؐ لا یتھمون فیجیٔ منکم خلاف قال ان الحدیث ینسخ کما ینسخ القرآن

۳۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ یہ کیا بات ہے کہ لوگ بعض معتبر اشخاص کے جو رسول اللہ پر تہمت لگانے والے نہیں حوالے سے حدیثیں بیان کرتے ہیں لیکن آپ حضرات ان حدیثوں کے خلاف بیان فرماتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ حدیثوں میں بھی ویسے ہی ناسخ و منسوخ حدیثیں ہیں جیسے کہ قرآن میں آیات ناسخ و منسوخ ہیں۔

۴۔ علی عن ابیہ .... عن ابن حازم قال قلت لابی عبد اللہ ما بالی اسئلک عن المسألۃ فتجیبنی فیھا بالجواب ثم یجیئک غیری فتجیبہ فیھا بجواب آخر فقال انا اجیب علی الزیادۃ والنقصان۔ قال فقلت فاخبرنی عن اصحاب رسول اللہؐ صدقوا علی محمد ام کذبوا قال بل صدقوا قلت فما بالھم اختلفوا فقال اما تعلم ان الرجل کان یاتی رسول اللہؐ فیسئلہ عن

المسئلة فيجيبه فيها الجواب ثم يجيبه بعد ذالك ما ينسخ ذالك الجواب فنسخت الاحاديث بعضها بعضها۔

۴۔ ابن حازم راوی ہیں کہ میں نے ایک روز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں آپ سے ایک مسئلہ کے متعلق دریافت کرتا ہوں تو آپ مجھے ایک جواب ارشاد فرماتے ہیں اور پھر اسی مسئلہ کے متعلق دوسرا شخص آپ سے سوال کرتا ہے تو دوسرا ہی جواب دیتے ہیں۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہر شخص کے علم و عقل کی کمی بیشی کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دیا کرتا ہوں پھر میں نے پوچھا کہ یا بن رسول اللہ بتائیے کہ کیا اصحاب رسول آنحضرتؐ کے متعلق سچ کہتے تھے یا جھوٹی باتیں کہا کرتے تھے تو امام نے فرمایا کہ سچ کہا کرتے تھے اس پر میں نے کہا تو پھر ان کی روایتوں میں اختلاف کیوں پایا جاتا ہے؟ امام نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ایک شخص ایک وقت رسول اللہ کے پاس حاضر ہوتا اور کسی مسئلہ کے متعلق دریافت کرتا تو آپ جواب دیتے تھے پھر اس کے بعد اور کوئی آتا اور اسی مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو ایسا جواب اس کو دیتے جو پہلے جواب کا ناسخ ہوتا اور ہر دو شخص اپنے حاصل کردہ جواب کے مطابق حدیث لکھ لیتے اور اس طرح اختلاف کی صورت پیدا ہوتی۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیثیں بھی ناسخ و منسوخ ہوتی ہیں اور ان کا علم سوائے ان کے جو علم لدنی کے مالک ہونے کا دعویٰ کریں اور کسی کو ہو نہیں سکتا۔ ہمارا خیال بلکہ عقیدہ ہے کہ رسول کے احادیث کا کما حقہٗ علم سوائے ائمہ اہل بیت کے اور کسی کو ہو نہیں سکتا اس لئے کہ ان کی تعلیم رسول اللہ سے ہوئی۔ اگر ہم قرآن اور حدیث کا علم اس کے اصل معدن یعنی ائمہ طاہرین سے حاصل کریں

تو پریشانی اور گمراہی میں مبتلا نہ ہونگے لیکن افسوس کہ ان بزرگواروں کو نظر انداز کرکے ہم تو دوسرے امامان تفسیر اور حدیث کے پیچھے پڑے ہیں۔ ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی ٭ ایں راہ کہ تو میروی بترکستان است۔ (مترجم)۔

۵۔ ابی عن علی۔۔۔۔۔۔ عن سلیم بن قیس الهلالی قال قلت لامیر المومنینؑ انی سمعت من سلمان والمقداد وابی ذر شیئا من تفسیر القرآن واحادیث عن نبی اللہؐ غیرما فی ایدی الناس ثم سمعت منک تصدیق ما سمعت منهم ورایت فی ایدی الناس ثم سمعت منک تصدیق ما سمعت منهم ورایت فی ایدی الناس اشیاء کثیرۃ من تفسیر القرآن و من الاحادیث بنی انتم تخالفونهم فیها وتزعمون ان ذالک باطل فتری الناس ویکذبون علی رسول اللہ متعمدین ویفسرون القرآن بارائهم قال فقال علیؑ قد سالت فافهم الجواب ان فی ایدی الناس حقا و باطلا وصدقا وکذبا وناسخا ومنسوخا وعاما وخاصا ومحکما ومتشابها وحفظا و وهما وقد کذب رسول اللہ علی عهده حتی قام خطیبا فقال ایها الناس قد کثر علی الکذابة فمن کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار ثم کذب علیه من بعده۔ انما اتاکم الحدیث من اربعة لیس لهم خامس۔

(۱) رجل منافق یظهر الایمان متصنع بالاسلام لا یتاثم ولا یتحرج ان یکذب علی رسول اللہ متعمدا فلو علم الناس انه منافق کذاب لم یقبلوا منه ولم یصدقوه ولکنهم قالوا هذا قد صحب

رسول اللہ ورآه وسمع منه فاخذوه وهم لايعرفون حاله و وقد اخبر الله عزوجل عن المنافقين بما اخبره ووصفهم بما وصفهم فقال عزوجل۔ واذا رايتهم تعجبك اجسامهم وان يقولوا تسمع قولهم ثم بقوا بعده فتقربوا الى ائمة الضلالة والدعاة الى النار بالزور والكذب والبهتان فولوهم الاعمال وحملوهم على رقاب الناس واكلوا منهم الدنيا وانما الناس مع الملوك والدنيا الا من عصم الله فهذا احد الاربعة۔

(۲) رجل سمع من رسول اللہ شيئا لم يحفظه على وجهه ووهم فيه ولم يتعمد كذبا فهو في يده يقول به ويعمل به ويرويه ويقول انا سمعته من رسول اللہ فلو علم المسلمون انه وهم لم يقبلوا ولو علم هو انه وهم لرفضه۔

۳۔ ورجل ثالث سمع من رسول اللہ شيئا امر به ثم نهى عنه وهو لا يعلم او سمعه ينهى عن شئ ثم امر به وهو لا يعلم فحفظ منسوخه ولم يحفظ الناسخ ولو علم انه منسوخ لرفضه۔

۴۔ وآخر رابع لم يكذب على رسول مبغض لكذب خوفا من الله عزوجل وتعظيما لرسول اللہ لم يسبه بل حفظ ما سمع على وجهه فجاء به كما سمع لم يزد ولم ينقص منه وعلم الناسخ من المنسوخ وخاص وعام ومحكم ومتشابه وقد كان

يكون من رسول اللہ الكلام له وجهان كلام عام وكلام خاص مثل القرآن..... وليس كل اصحاب رسول اللہ يسئله عن الشئ فيفهم كان منهم من يسئله ولا يستفهم حتى ان كانوا ليحبون ان يجئ الاعرابي والطاري فيسئل رسول اللہ حتى يسمعوا وكنت ادخل على رسول اللہ كل يوم دخلة وكل ليلة دخلة فيخليني فيها ادور معه حيث دار وقد علم اصحاب رسول اللہ انه لم يصنع ذالك باحد من الناس غيرى.....

وكنت اذا دخلت عليه ببعض منازله اخلانى واقام عنى نساءه فلا يبقى عنده غيرى واذا اتانى للخلوة معى فى بيتى لم تقم عنه فاطمه ولا احد من بيتي وكنت اذا سالته اجابنى واذا اسكت عنه وفنيت مسائلى ابتدأنى فما نزلت على رسول اللہ آية من القرآن الا اقرأنيها واملاها على فكتبتها بخطى وعلمنى تاويلها وتفسيرها وناسخها ومنسوخها ومحكمها ومتشابها وخاصها وعامها ودعا الله لى ان يعطينى فهما وحفظا فما نسيت آية من كتاب ولا علما املاء على۔

۵۔ سلیم بن قیس الہلالی کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا علی یہ کیا بات ہے کہ میں سلمان رضؓ۔ مقداد رضؓ اور ابوذر غفاری سے ایسی قرآن کی تفسیر اور ایسی حدیثیں سنتا ہوں جو اللہ اور دوسرے لوگ بیان نہیں کرتے اور پھر ان حضرات کے اقوال کی تصدیق بھی آپ کے ارشادات میں پاتا ہوں۔ دوسرے

اکثر لوگ جو قرآن کی تفسیر کرتے اور احادیث بیان کرتے ہیں ان سے آپ اختلاف فرماتے اور ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے افترا کیا ہے اور رسول اللہؐ کے متعلق عمداً جھوٹ کہا اور جھوٹی باتیں آنحضرت سے منسوب کر دیں اور اپنی رائے اور قیاس سے قرآن کی تفسیر کی۔ جناب امیر علیہ السلام یہ سنکر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ معقول سوال تم نے کیا۔ اب جواب بغور سنو اور خوب سمجھ لو۔ اے سلیم لوگوں کے پاس جو معلومات کا ذخیرہ ہے اس میں حق و باطل۔ سچ اور جھوٹ۔ ناسخ و منسوخ۔ عام و خاص محکم و متشابہ یاد رکھی ہوئی باتیں۔ وہم و گمان سب کچھ کھچڑی ہے اور یہ لوگ رسول اللہؐ کی زندگی ہی اس قدر جھوٹی باتیں رسول اللہ کے متعلق کہیں کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ میرے حوالہ سے جو جھوٹی باتیں کہے گا۔ اور جھوٹی حدیثیں بیان کرے گا۔ اس کا مقام جہنم ہوگا۔ لیکن آنحضرت کے اس خطبہ اور ارشاد کے بعد بھی لوگ جھوٹی اور غلط سلط حدیثیں بیان کرتے رہے اے سلیم حدیثیں تم کو چار قسم کے لوگوں سے پہنچتی ہیں ان چار کے سوائے پانچویں قسم نہیں۔

۱۔ ایک تو وہ مرد منافق ہے جو خود کو مومن اور مسلم ظاہر کرتا ہے لیکن رسول اللہؐ کے متعلق عمداً جھوٹ بولنے اور جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کو نہ تو گناہ سمجھتا اور نہ اس میں دریغ اور تامل کرتا ہے۔ پس اگر لوگ جان لیتے کہ وہ منافق اور جھوٹا ہے تو اس کی باتوں کو اور حدیثوں کو قبول نہ کرتے اور اس کی تصدیق نہ کرتے لیکن لوگوں نے ایسا نہ کیا بلکہ یہ سمجھا اور کہا کہ وہ تو رسول اللہؐ کا صحابی ہے اور اس نے رسول اللہؐ کو دیکھا اور انکی باتیں سنا لہذا وہ جو کچھ کہے اس کو صحیح مان لینا چاہیئے۔ یہ لوگ اس جھوٹے منافق کی اصلی حالت سے واقف نہیں ہیں حالانکہ خدائے عزوجل نے منافقین کی خبر قرآن

میں دیدی ہے اور ان کے اوصاف بیان فرما دیئے ہیں فرماتا ہے "وہ جب تم دیکھتے ہو ان (منافقین) کو تو ان کے اجسام سے تم کو تعجب ہوتا ہے اور جب یہ بولتے ہیں تو تم ان کے کلام کو سن لیتے ہو"۔ رسول اللہ کے بعد بہت سارے ایسے لوگ (منافقین) باقی رہے جنہوں نے گمراہ کرنے والے پیشواؤں اور جہنم کے طرف دعوت دینے والوں اور لغو اور مہمل باتیں کرنے والوں۔ جھوٹ بولنے والوں۔ بہتان لگانے والوں کی پیروی کی۔ ان لوگوں نے ان کو حکومتیں دیں اور لوگوں کے گردنوں پر سوار کرایا جس کی وجہ انہوں نے دنیا کا مال کھایا۔ اور عام طور پر لوگ دنیا کو اختیار کرتے اور بادشاہوں کا ساتھ دیتے ہیں سوائے چند نفوس کے جن کو خدائے تعالی عصمت عطا کرتا ہے۔
ایک قسم کے محدث کی تعریف بیان کر دی گئی ہے۔

(۲) اب دوسرے قسم کا محدث وہ ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہؐ کا کلام تو سن لیا مگر بجنسہ اسکو یاد نہ رکھا بلکہ اپنے وہم و گمان سے کام لیا۔ عمداً جھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ جو کچھ یاد رہ گیا وہی بیان کر دیا۔ اور کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو ایسا فرماتے سنا اگر مسلمان واقف ہوتے کہ اس نے رسول اللہؐ کے کلام کو برابر یاد نہیں رکھا بلکہ وہم و گمان سے کام لیکر بیان کیا تو اس کی حدیثیں اور روایتیں قبول نہ کرتے بلکہ اگر وہ خود ذرا غور اور احتیاط سے کام لے کر یہ سمجھ لیتا کہ یہ وہم ہے تو کیا عجب کہ وہ اس حرکت (یعنی حدیثیں بیان کرنے سے باز آجاتا۔

تیسری ۳ قسم محدث کی یہ ہے کہ اس نے رسول اللہؐ سے سن لیا کہ ایک بات کے لئے آپ نے حکم دیا اور اس کو اس نے یاد رکھ لیا اور پھر بعد آپ نے اسی چیز کو منع فرمادیا اور اسکو اس ممانعت کی خبر نہ ہوئی یا یہ کہ رسول اللہؐ کو کسی چیز سے منع کرتے سنا

بعد میں آپ نے جائز قرار دیا اور اس کو کرنے کا حکم دیا اور اس حکم کی اطلاع ہی کو
نہ ہوئی اس لئے اُسنے منسوخ کو یاد رکھ لیا اور ناسخ سے لاعلم رہا اگر اس کو علم ہو جاتا کہ قبل
کا حکم جو اس نے آنحضرت سے سن لیا تھا منسوخ ہو گیا تو اس کو ناسخ نہ بتلاتا اور مسلمان
کو بھی اس کا علم ہوتا تو اختیار نہ کرتے۔

آخر اور چوتھی قسم کا محدث وہ ہے جو جھوٹ کو برا سمجھتے ہوئے اور خوف خدا کی وجہ
اور رسول اللہؐ کی تعظیم کا خیال رکھتے ہوئے آنحضرت کے متعلق کبھی بھی غلط بیانی نہیں کی
جو کچھ سنا اس کو اچھی طرح یاد رکھ لیا اور بلا کم و کاست وہی بیان کر دیا جو کچھ سنا
اور اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی یا زیادتی نہیں کی وہ ناسخ اور منسوخ احکام رسولؐ
سے پورا واقف ہوتا ہے ناسخ پر عمل کرتا اور منسوخ کو ترک کرتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہؐ کے
احکام بھی مثل احکام قرآن کے ناسخ منسوخ۔ خاص و عام۔ محکم و متشابہ ہیں اور رسول اللہؐ
کا کلام دو طرح کا ہوتا تھا ایک عام لوگوں کے لئے اور ایک خاص لوگوں کے لئے (یعنی
آنحضرتؐ ہر شخص سے اس کی عقل اور علم کے مطابق گفتگو فرماتے تھے) اور پھر نہ ہر صحابی
جو آنحضرتؐ سے سوال کرتا تھا یہ صلاحیت رکھتا تھا کہ آپ کے جواب کو کماحقہ سمجھ سکے
بہت سارے صحابہ ایسے ہوتے تھے جو آنحضرت سے سوال کرتے تھے لیکن آپ کا جواب
سمجھ نہیں سکتے تھے اور منتظر رہتے تھے کہ کوئی اعرابی یا طاری (یک بیک آنے والا)
آجائے اور وہی سوال آپ سے کرے اور پھر آپ جواب دیں تا کہ پھر سن کر سمجھنے کی کوشش
کریں۔ اے سلیم میری حالت اس سے بالکل جدا تھی میں روزانہ دن میں ایک دفعہ اور شب
میں ایک دفعہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ سے بالکل تنہائی میں ملتا
اور باتیں کرتا تھا۔ اور آپ جدھر تشریف لے جاتے میں بھی آپ کے ساتھ جاتا تھا

اور سب اصحاب رسول اللہ خوب جانتے تھے کہ آنحضرت نے سوائے میرے کسی کے
ساتھ اس قسم کا برتاؤ اور سلوک نہیں کیا جب میں آپ کے پاس آپ کے کسی گھر میں جاتا
تو آپ مجھ سے ہمیشہ خلوت فرماتے تھے یہاں تک کہ گھر کی عورتوں کو بھی ہٹا دیتے تھے اور
آپ کے ساتھ سوائے میرے اور کوئی نہ رہتا تھا۔ اور جب آپ اس خلوت کی غرض
سے میرے گھر تشریف لاتے تو اس وقت ہمارے ساتھ فاطمۃ الزہراؑ اور حسنینؑ تک نہیں
رہتے تھے اور جب میں سوال کرتا تو آنحضرت جواب دیتے تھے اور جب میں خاموش ہو جاتا
اور سوالات کا سلسلہ ختم کر دیتا تو خود کلام فرماتے پس کوئی آیت قرآن ایسی نہیں جو رسول
اللہؐ پر نازل ہوئی اور آپ نے پڑھ کر مجھے نہیں سنائی اور مجھے نہ بتائی اور میں نے
اس کو اپنے ہاتھ سے نہ لکھ لیا ہو اور پھر آنحضرت نے اس کی تاویل اور تفسیر۔ ناسخ و
منسوخ۔ محکم و متشابہ خاص و عام ہونے کے متعلق بھی تعلیم فرمایا کرتے تھے اور خدا سے دعا
فرماتے تھے کہ خدا مجھے ایسا حافظہ عطا فرمائے کہ میں کتاب خدا کی کسی آیت کو اور ان علوم
کو جو آپ نے مجھے تعلیم دی بھول نہ جاؤں۔

۶۔ ابی عن سعد...... عن علی بن الحسینؑ عن ابی عبد اللہؑ قال
اذا کنتم فی ائمۃ الجور فامضوا فی احکامھم ولا تشھروا انفسکم
فتقتلوا وان تعاملتم باحکامھم کان خیرا لکم۔

۶۔ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام
نے فرمایا کہ جب تم ظالم حکمرانوں کے زیر تسلط رہو تو ان کے احکام کی تعمیل کرو اور اپنے
آپ کو مشہور نہ کرو تا قتل ہونے سے محفوظ رہو اور اگر تم معاملہ کرو تو ان کے احکام کے مطابق
اس میں تمہاری بہتری ہوگی۔

شرح۔ امام زین العابدین کے ارشاد میں تقیہ کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کا زمانہ یزید اور اس کی اولاد بنی امیہ کی حکومت کا تھا۔ اور ان لوگوں کے جور اور استبداد کی جو حالت تھی اور ان کا علیؑ اور آل علی اور بنی ہاشم سے جو سلوک رہا ہے اس سے اسلام کی تاریخ کے مطالعہ کنندگان واقف ہیں۔ ایسے حالات میں امام علیہ السلام اپنے عزیز اور اقربا اور متوسلین کو تقیہ کا حکم نہ دیتے تو کیا کرتے قوت اور اقتدار تو رہا نہیں تھا کہ قوت کا مقابلہ قوت سے کیا جاتا اور پھر خدا کا ارشاد ہے کہ "تم اپنے نفوس کو خواہ مخواہ تہلکہ میں نہ ڈالو" بعض وہ دنیا والے جنہوں نے دنیا میں عیشوں اور بلاؤں کا مزہ نہیں چکھا تقیہ پر اعتراض کرتے اور اس کا مضحکہ کرتے ہیں حالانکہ وہ غور کریں تو پائینگے کہ خود ان کی زندگیاں حالت تقیہ میں گذرتی ہیں۔ کوئی انسان ایسا نہیں جس کو زندگی میں تقیہ سے کام لینا نہ پڑتا ہو بغیر اس کے چین کی زندگی ممکن نہیں۔ (مترجم)۔

۷۔ احمد بن محمد ..... عن موسیٰ بن اشیم قال دخلت علی ابی عبد اللہ فسألته عن مسئلة فاجابنی فبینا انا جالس اذ جاء رجل فسأله عنها بعینها فاجابه بخلاف ما اجابنی ثم جاء آخر فسأله بعینها فاجابه بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی ففزعت من ذالك و عظم علیّ فلما خرج القوم نظر الیّ فقال یا ابن اشیم کانك جزعت قلت جعلنی الله فداك انما جزعت من ثلث اقاویل فی مسئلة واحدة فقال یا ابن اشیم ان الله فوض الی سلیمان و داؤد ملکه فقال هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغیر حساب وفوض الی محمد امر دینه فقال ما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا فان الله تبارك وتعالی فوض امره الی الائمة منا والینا ما فوض الی محمد فلا تجزع۔

۷۔ موسیٰ بن اشیم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مسئلہ کے متعلق سوال کیا اور آپ نے جواب ارشاد فرمایا اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا اور بعینہ اسی مسئلہ کے متعلق سوال کیا اور آپ نے اس کو جواب دیا لیکن وہ جواب اس کے بالکل برخلاف تھا۔ جو مجھے دیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور وہی سوال کیا اور اس کو آپ نے بالکل تیسرا ہی جواب دیا جو میرے سوال کے اور دوسرے شخص کے سوال کے جواب میں جو آپ نے فرمایا تھا اس سے مختلف تھا یہ کیفیت دیکھ کر میں بے حد پریشان ہوا اور گھبرا گیا جب سب لوگ چلے گئے تو امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ اے ابن اشیم تم کچھ پریشان معلوم ہوتے ہو تو میں نے عرض کی خدا مجھے آپ پر فدا کردے ایک ہی قسم کے سوال کے متعلق آپ کے تین مختلف جوابات نے مجھے پریشان کر دیا ہے یہ سنکر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابن اشیم خدا تعالیٰ نے سلیمان اور داؤد کو ملک عظیم عطا کیا اور فرمایا کہ "یہ ہماری تم کو عطا ہے اس میں سے تم جس کو چاہو بخشش کردیا نہ کرو تمہارا اختیار ہے اسی طرح محمد مصطفیٰؐ کو امر دین تفویض فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ "رسول جو حکم دیں اس کو اختیار کرو۔ اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ اور پھر بعد نبی اس امر دین کو ہم آئمہ کے تفویض فرمایا اور جو کچھ آنحضرت کو منجانب اللہ عطا کیا گیا وہ ہمارے پاس ہے پس اے ابن اشیم پریشان مت ہوا اور گھبرا نہ جاؤ۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا بظاہر مطلب یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں میں سے بعض کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اس کا مالک و مختار کر دیتا ہے اور ساتھ ہی اس کو جائز طور پر صرف کرنے کی صلاحیت بھی ان کو عطا کرتا ہے رسول خدا

کو امر دین کا مالک و مختار بنایا کہ آپ اپنے علم سے جس کو جس قدر مناسب سمجھیں عطا فرمائیں چنانچہ رسول اکرمؐ نے ایسا ہی کیا کہ ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق تعلیم دی اور بعد رسولؐ یہ علم اور امر دین ان کے ورثا رحقیقی ائمہ طاہرین کو منتقل ہوا اور ان حضرات نے رسول اللہؐ کی تقلید اور تاسی کی کہ ہر شخص کو اس کے عقل و فہم اور مبلغ علم و ایمان کے مطابق علوم کی تعلیم دی۔ یہ ایک کھلی اور صاف بات ہے کہ ہر شخص سے اس کے عقل و فہم اور علم کے مطابق گفتگو کی جاتی ہے۔ اگر کوئی انپڑھ جاہل شخص جیسے مہتاب خاں یا چندا صاحب کسی مسئلہ کے مطابق ہم سے سوال کریں تو ہم کوشش کریں گے کہ ان کی سمجھ کے مطابق سیدھے سادے الفاظ میں ان کو ایسا جواب دیں جو وہ سمجھ سکیں اور مطمئن ہو جائیں اور اس کے برعکس اگر فصاحت اور بلاغت کو کام میں لا کر اپنے معلومات کا دفتر ان پر کھول دیں تو کچھ نہ سمجھ سکیں گے اور ہماری صورت دیکھ کر چپ چاپ چل دیں گے اور پھر ہمارا رخ نہ کریں گے۔ اگر کوئی پڑھا لکھا سمجھدار شخص ہم سے وہی سوال کرے گا تو ہم اس کو وہ جواب نہ دیں گے جو مہتاب خاں یا چندا صاحب کو دیا بلکہ یہ جانتے ہوئے کہ وہ علم و فہم رکھتا ہے ہمارا جواب قدرے دقیق اور عالمانہ ہو گا۔ رسول اللہؐ اور حضرات ائمہ طاہرینؑ کا زمانہ ایسا تھا کہ عام طور پر اس وقت علوم و فنون کا چرچا نہیں ہوا تھا اور اہل عرب اکثر و بیشتر جاہل تھے لیکن چونکہ اسلام نے مساوات قائم کر دی تھی اور آزادی عطا کی تھی اور پھر ایک حد تک عرب بالطبع آزاد اور بے باک واقع ہوئے تھے اور رسول اللہؐ اور ائمہ معصومینؑ کا دروازہ بلا امتیاز درجہ اور عہدہ۔ رنگ و روغن کالے گورے سب کے لئے کھلا رہتا تھا۔ یہ لوگ ان بزرگواروں کی خدمت میں بلا روک و ٹوک حاضر ہو جاتے اور جو دل میں آیا سوالات کرتے اس لئے یہ حضرات بھی ان کی سمجھ اور مبلغ علم و ایمان کے

مطابق ان کو جوابات دیتے تھے۔ (مترجم)

باب ۲۳

التوقف عند الشبہات والاحتیاط فی الدین

امور دین میں شبہات لاحق ہوں تو توقف کرنا اور احتیاط سے کام لینا

۱۔ ا لوراق .... عن جمیل بن صالح عن الصادقؑ عن آبائہ قال قال رسول اللہؐ الامور ثلثۃ امر تبیّن لک رشدہ فاتبعہ و امر تبیّن لک غیّہ فاجتنبہ و امر اختلف فیہ فردّوہ الی اللہ عزّ و جل

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا امور اور مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو صاف اور صریح اور عقل کے مطابق ہوتے ہیں ان کو مان لینا چاہیئے اور ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ دوسرے وہ جو ٹیڑھے ہوتے اور عقل ان کو مانتی نہیں تو ان سے پرہیز کرنا چاہیئے تیسرے وہ جن میں اختلاف آراء واقع ہوتا ہے یعنی بعض (علماء) ان کو درست اور صحیح سمجھتے ہیں۔ اور بعض (علماء) ناجائز اور غلط خیال کرتے ہیں تو ان کو خدا پر چھوڑ نا چاہیئے۔

شرح۔ آنحضرت کے اس ارشاد کے آخری جزء کا کہ "خدا پر چھوڑنا" کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کلام خدا یعنی قرآن کی طرف رجوع کیا جائے اگر قرآن سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہو اور

مسئلہ صاف اور حل ہو جائے تو حسبہٗ عمل کرنا اور اس کو اختیار کر لینا چاہئے (مترجم)

۲۔ فی وصیة امیرالمومنینؑ عند وفاته اوصیك یا بنی بالصلوٰة عند وقتها والزکوٰة فی اهلها عند محل والصمت عند الشبه۔

۲۔ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام نے وفات کے وقت جناب امام حسن علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے فرزند نماز وقت پر ادا کیا کرنا اور زکوٰۃ موقع اور محل پر مستحق کو دینا اور جب کسی امر یا مسئلہ میں تم کو شبہ ہو تو سکوت اختیار کرنا۔

۳۔ المفید...... عن داؤد بن القاسم الجعفری عن الرضاؑ ان امیرالمومنینؑ قال لکمیل بن زیاد یا کمیل اخوك دینك فاحتط لدینك بما شئت۔

۳۔ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام نے کمیلؓ سے فرمایا کہ اے کمیل دین تمہارا بھائی ہے اس کی احتیاط و حفاظت کرو جس طریقہ سے بھی ممکن ہو۔

باب ۲۴

البدعة والسنة والفریضة والفرقة وفیه ذکر قلة اهل الحق وکثرة واهل الباطل

(ذکر بدعت و سنت و فرض۔ جماعت اور فرقت اور یہ کہ اہل حق تھوڑے اور اہل باطل زیادہ ہوتے ہیں

۱۔ ابن مخلد .... عن انس بن مالك قال سمعت رسول الله یقول لا یقبل قول الا بعمل ولا یقبل قول وعمل الا بنیة ولا یقبل قول وعمل ونیة الا باصابة السنة۔

۱۔ انس بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قول بلا عمل کے قابل قبول نہیں اور قول اور عمل بلا نیت کے مقبول نہیں ہوتے اور قول عمل اور نیت جب تک کے مطابق سنت نہ ہوں مقبول نہیں۔

۲۔ ابی عن الحسین بن سیف....... عن ابی جعفرؑ قال قال رسول اللهؐ من تمسك بسنتی فی اختلاف امتی کان له اجر مائة شهید۔

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میری امت میں اختلافات پیدا ہو جائیں اس وقت جو شخص میری سنت پر قائم رہے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

۳- ابن یزید .... عن مرازم بن حکیم قال سمعت ابا
عبد اللہؑ یقول من خالف سنة محمدؐ فقد کفر۔

۳- مرازم بن حکیم راوی ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے کہ جو سنت رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے خلاف عمل کیا وہ کافر ہوا۔

۴- ابی عن احمد بن النضر .... عن جابرؓ عن ابی جعفرؑ
فی قول اللہ اتوا البیوت من ابوابها قال یعنی ان یاتی الامر من
وجهه ای الامور کان۔

۴- حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر کہ "داخل ہو تم گھروں میں ان کے دروازوں سے" امام محمد باقر علیہ السلام نے یوں فرمائی ہے کہ معاملہ چاہے وہ دینی ہو یا دنیوی ہو سیدھے طریقے سے تصفیہ کرو (اس میں داؤ پیچ سے کام نہ لو)

۵- عن سعد ...... عن عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد اللہ العلوی
قال قیل لرسول اللہؐ ما جماعة امتك قال من كان على الحق وان
كانوا عشرة۔

۵- عبد اللہ العلوی راوی ہیں کہ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا کہ آپ کی امت کی جماعت (یعنی قوت کا سبب) کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ گروہ جو حق پر ہو چاہے اس کی تعداد دس ہی کیوں نہ ہو۔

۶- ابی عن سعد ...... عن ابن حمید قال جاء رجل الی
امیر المومنینؑ فقال اخبرنی عن السنة والبدعة وعن الجماعة و
الفرقة فقال امیر المومنینؑ السنة ما سن رسول اللہؐ والبدعة ما

احدث من بعده والجماعة اهل الحق وان کان قلیلا والفرقة
اهل الباطل وان کانوا کثیرا۔

۶- ابن حمید راوی ہیں کہ ایک شخص جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا امیر المومنین مجھے بتائیے کہ سنت کیا ہے اور بدعت کس کو کہتے ہیں جماعت اور تفریق سے کیا مراد ہے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ سنت اس طریقہ (نظام عمل) کا نام ہے جو رسول اللہ نے بتایا ہے اور آپ کے بعد اس طریقہ نظام میں جو رد و بدل کی گئی وہ بدعت ہے۔ اس گروہ کو جو راہ حق پر ہو جماعت کہتے ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو اور فرقہ اہل باطل ہیں اگرچہ ان کی تعداد کثیر ہو۔

شرح: جناب امیر علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق ہر وہ فرقہ اسلام کا جو خود کو راہ حق پر سمجھتا ہے اپنے کو اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم کر سکتا ہے۔ مترجم)۔

۷- قال امیر المومنینؑ من کان علی یقین فاصابه شك
فلیمض علی یقینه فان الیقین لا یدفع بالشك۔

۷- جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی امر میں ایقان رکھتا ہو اور اس کو کچھ شک واقع ہو جائے تو ایقان پر عمل کرے اس لئے کہ شک کا واقع ہونا ایقان کو دفع نہیں کر سکتا۔

باب ۲۵

البدع والرائ والمقائسيس

(بدعت کیا ہے اور امور دینی میں رائے اور قیاس سے کام لینا)

۱- فی روایۃ ان الصادقؑ قال لابی حنیفا مفتی اهل العراق لما دخل علیه بما تفتیهم قال بکتاب الله قال وانك العالم بکتاب الله ناسخه ومنسوخه ومحکمه ومتشابه قال نعم قال فاخبرنی عن قول الله عزوجل قدرنا فیها السیر سیروا فیها لیالی وایاما آمنین ای موضع هو قال ابوحنیفه هو ما بین مکة والمدینة فالتفت ابو عبد اللهؑ الی جلسائه وقال انشدتکم بالله هل تسیرون بین مکة والمدینة ولا تامنون علی دمائکم عن القتل وعلی اموالکم فقالوا نعم فقال ابو عبد اللهؑ ویحك یا ابا حنیفه ان الله لا یقول الا حقا اخبرنی عن قول الله تعالیٰ ومن دخله کان امنا ای موضع قال ذالك بیت الله الحرام فالتفت ابو عبد اللهؑ الی جلسائه وقال انشدتکم بالله هل تعلمون ان عبد الله بن الزبیر وسعید بن جبیر دخلاه فلم یامنا القتل قالوا اللهم نعم فقال ابو عبد الله ویحك یا ابا حنیفه ان الله تعالیٰ لا یقول الا حقا فقال ابوحنیفه

لیس لی علم بکتاب الله انما انا صاحب القیاس فقال ابو عبد الله فانظر فی قیاسك ان کنت مقیسا ایما اعظم عند الله القتل والزنا قال بل القتل قال علیه السلام فکیف رضی فی القتل بشاهدین ولم یرض فی الزنا الا باربعة ثم قال له الصلوٰة افضل ام الصیام قال بل الصلوٰة افضل قال فیجب علی قیاس قولك علی الحائض قضاء ما فاتها عن الصلوٰة فی حال حیضها دون الصیام وقد اوجب الله تعالیٰ علیها قضاء الصوم دون الصلوٰة ثم قال له البول اقذر ام المنی قال البول قال علیه السلام یجب علی قیاسك ان یجب الغسل من البول دون المنی وقد اوجب الله تعالیٰ الغسل من المنی دون البول قال انما انا صاحب الرای قال علیه السلام فما تری فی رجل کان له عبد فتزوج وزوج عبده فی لیلة واحدة قد خلا بامراتهما فی لیلة واحدة ثم سافرا وجعلا امراتهما فی بیت واحد فولدتا غلامین فسقط البیت علیهم فقتل المرئتین وبقی الغلامان ایهما فی رایك المالك وایهما المملوك وایهما الوارث وایهما الموروث قال انما انا صاحب حدود قال علیه السلام فما تری فی رجل اعمیٰ فقا عین صحیح واقطع قطع ید رجل کیف یقام علیهما الحد قال انما انا رجل عالم بمباحث الانبیاء قال فاخبرنی عن قول الله تعالیٰ لموسیٰ وهارون حین بعثهما الی فرعون لعله یتذکر او یخشیٰ - ولعل منك شك قال نعم فکذالك من الله شك اذ قال

لعله قال ابو حنیفه لاعلم لی قال علیه السلام تزعم انک تفتی بکتاب
الله و لست ممن ورثه وتزعم انک صاحب قیاس واول من قاس
ابلیس ولم یبن دین الاسلام علی القیاس وتزعم انک صاحب
رای وکان رای من رسول الله صوابا ومن دونه خطاء لان الله
تعالیٰ قال احکم بینهم بما اراک الله ولم یقل ذالک لغیره وتزعم
انک صاحب حدود ومن انزلت علیه اولی بعلمها منک وتزعم
انک عالم بمباحث الانبیاء والخاتم الانبیاء اعلم بمباحثهم لو لا ان یقال دخل
ابن رسول الله فلم یسأ له عن شیٔ ما سألتک عن شیٔ قال ابو
حنیفه لاتکلمت بالرای والقیاس فی دین الله بعد هذا المجلس
قال کلا ان حب الریاسة غیر تارکک کما لم یترک من کان قبلک۔

ا۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو حنیفہؒ امام جعفر صادق علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس وقت یہ عراق کے مفتی اعظم تھے۔ امام علیہ السلام
نے ان سے پوچھا کہ اے ابو حنیفہ تم کس چیز سے فتوے دیتے ہو تو انہوں نے جواب دیا
کتاب خدا (قرآن) سے۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم قرآن سے اور
اس کے ناسخ و منسوخ۔ محکم و متشابہ سے بخوبی واقف ہو تو کہا ہاں یا ابن رسول اللہ
واقف ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو بتاؤ کہ اس آیت میں کہ
"مقدر کیا ہم نے اس میں سیر کرنا پس چلو پھرو اس میں دن رات اور حالت امن
میں رہو" وہ کونسا مقام ہے کہ جہاں لوگ حالت امن میں رہتے اور چلتے پھرتے ہیں
حضرت ابو حنیفہ نے کہا وہ حصہ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ یہ جواب سنکر امام علیہ السلام

حاضرین مجلس کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ مکہ اور مدینہ کے درمیان آتے
جاتے رہتے ہو تم کیا کہہ سکتے ہو کہ اس حصہ میں تمہاری جان و مال بالکل محفوظ ہیں تو حاضرین
نے جواب دیا نہیں یا ابن رسول اللہ۔ امام علیہ السلام حضرت ابو حنیفہؓ کی طرف متوجہ
ہوئے اور فرمایا کہ تم نے سن لیا کہ یہ حصہ زمین مامون اور محفوظ نہیں۔ افسوس ہے
تمہاری لاعلمی پر اور اللہ کا کلام حق اور درست ہے پھر فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ خدائے تعالےٰ
کے اس کلام میں کہ "جو داخل ہوا اس میں وہ امن پانے والا ہے" وہ کونسا موضع اور
مقام ہے جہاں داخل ہونے پر لوگ یا کوئی شخص امن پاتا ہے۔ حضرت ابو حنیفہؓ نے
جواب دیا کہ وہ مقام بیت اللہ الحرام ہے۔ یہ سنکر امام علیہ السلام پھر حاضرین مجلس سے
مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ عبد اللہ بن زبیر
اور سعید بن جبیر بیت اللہ الحرام میں داخل ہوئے اور پناہ لئے لیکن باوجود اس کے
قتل ہو جانے سے نہ بچے۔ حاضرین نے کہا کہ ہاں یا ابن رسول اللہ ایسا ہی ہوا یہ واقعہ ہے
یہ سنکر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو حنیفہؓ افسوس ہے تمہاری لاعلمی پر اور خدا کا
کلام حق ہے۔ اب حضرت ابو حنیفہ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ مجھے کتاب کا علم نہیں لیکن میں
صاحب قیاس ہوں اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر صاحب قیاس ہو تو بتاؤ کہ
تمہارا قیاس کیا کہتا ہے کونسی چیز عظیم تر ہے قتل یا زنا؟ حضرت ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ
بیشک قتل عظیم تر ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو پھر کیوں قتل کے جرم کے ثبوت
کے لئے دو گواہوں کی شرط رکھی گئی اور زنا کے لئے چار گواہوں کی ضرورت ہے۔ پھر امام
علیہ السلام نے فرمایا کہ۔ اچھا بتاؤ تمہارے قیاس میں نماز افضل ہے یا روزہ؟ حضرت
ابو حنیفہ نے کہا کہ نماز افضل ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا اگر نماز افضل ہے تو پھر حائضہ

کے لئے قضا نماز کی ادائی کیوں واجب نہیں کی گئی اور ایام حیض میں جو روزہ ناغہ ہوتے ہیں ان کی ادائی واجب قرار دی گئی۔ پھر فرمایا کہ پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ تو حضرت ابو حنیفہ نے کہا کہ پیشاب نجس تر ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے قیاس کے مطابق پیشاب کرنے کے بعد تو غسل واجب ہونا چاہیے۔ تھا لیکن ایسا نہیں بلکہ منی کے خارج ہونے پر غسل واجب ہوتا ہے نہ کہ پیشاب کرنے پر یہ سنکر حضرت ابو حنیفہ نے کہا کہ میں صاحب رائے ہوں تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں تمہاری کیا رائے ہے کہ ایک شخص جس کا ایک غلام بھی تھا ایک روز شام میں خود نکاح کیا اور غلام کا بھی نکاح کروایا اور دونوں نے شب میں اپنے بیبیوں سے ہم بستری کی اور عورتیں حاملہ ہوگئیں چند روز بعد ایک طولانی سفر کے لئے دونوں عورتوں کو گھر میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اس اثنا میں دونوں عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے اور چند روز بعد ان پر گھر گر پڑا مائیں ہلاک ہوگئیں اور لیکن لڑکے بچ گئے اور کوئی بتانے والا نہ رہا کہ آقا کا بچہ کونسا ہے اور غلام کا کونسا تو اب بتاؤ کہ مالک کون قرار پائے گا اور مملوک کون۔ وارث کون اور مورث کون؟ حضرت ابو حنیفہ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے اور کہنے کہ میں صاحب حدود ہوں یہ سنکر امام علیہ السلام نے فرمایا بتاؤ اس مسئلہ میں تمہارا کیا فیصلہ ہوگا۔ کہ ایک اندھے نے دوسرے صحیح شخص کی آنکھ ضائع کردی اور ایک ہاتھ کٹے ہوئے آدمی نے دوسرے صحیح آدمی کا ہاتھ ضائع کر دیا اس کا بھی حضرت ابو حنیفہ نے کچھ جواب نہیں دیا اور کہا کہ میں مباحث انبیاء سے واقف ہوں تو امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر ایسا ہے تو بتاؤ کہ جب خدا تعالی نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا کہ لعلہ یتذکر او یخشیٰ۔ (شاید کہ وہ یاد کرے یا ڈرے) اور لعل حالت شک میں کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو حنیفہ نے کہا بیشک ایسا ہی ہے۔ تو امام

نے فرمایا کہ اللہ کو کیونکر شک واقع ہوسکتا ہے؟ حضرت ابو حنیفہ نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں یہ سنکر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم قرآن سے فتوے دیتے ہو حالانکہ تم علم قرآن کے وارث نہیں۔ اور سمجھتے ہو کہ تم صاحب قیاس ہو حالانکہ پہلا وہ جس نے قیاس سے کام لیا وہ ابلیس ہے اور دین اسلام قیاس پر مبنی نہیں ہے۔ تم خود کو صاحب رائے کہتے ہو حالانکہ امور دین میں صرف رسول اللہ کی رائے صائب ہے اور باقی سب برسر خطا ہیں اس لئے کہ خدائے تعالیٰ کا آنحضرت کو ارشاد ہوا۔ "حکم دو ان کو ان چیزوں کے بارے میں جو خدا نے تم کو بتائی ہیں" اور کسی کو ایسا حکم نہیں دیا۔ تم گمان کرتے ہو کہ تم صاحب حدود ہو۔ حالانکہ جس (خدا) نے انھیں نازل فرمایا ہے وہ تم سے زیادہ ان کو جانتا ہے اور تمہارا خیال ہے کہ تم مباحث انبیاء سے واقف ہو حالانکہ خاتم الانبیاء (رسول اللہ) تم سے کہیں زیادہ مباحث انبیاء سے واقف تھے۔ اے ابو حنیفہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ ابو حنیفہ کی فرزند رسول اللہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ان سے کچھ نہیں پوچھا تو میں تم سے کچھ نہ پوچھتا اور سوالات نہ کرتا۔ حضرت ابو حنیفہ نے یہ سنکر کہا کہ آئندہ میں امور دین میں رائے اور قیاس سے کام نہ لونگا۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ تم اپنے قول پر پابند نہ رہوگے اس لئے کہ ریاست اور حکومت دنیا تم کو نہ چھوڑے گی۔ جیسا کہ تمہارے قبل کے لوگوں کو نہ چھوڑا۔

۲۔ ھارون عن ابن صدقہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان علیاً قال من نصب نفسہ علی القیاس لم یزل دھرہٗ فی الالتباس ومن دان اللہ بالرای لم یزل دھرہٗ فی ارتماس۔

۲۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب علی علیہ السلام

نے فرمایا کہ جو شخص امور دین میں قیاس سے کام لینے کا عادی ہو وہ ہمیشہ شک اور پریشانی میں مبتلا رہا اور جو اپنی رائے سے اللہ کے دین کے معاملات میں تصفیہ کیا وہ ہمیشہ گمراہی میں رہے گا۔

۳۔ الطالقانی ...... عن عکرمہ قال قال الحسینؑ ابن علیؑ من وضع دینہ علی القیاس لم یزل الدھر فی الارتماس قائلا عن المنہاج طاعنا فی الاعوجاج ضالا عن السبیل قائلا غیر الجمیل۔

۳۔ عکرمہ راوی ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اپنے دین کی بنیاد قیاس پر رکھے گا سیدھے راستہ سے ہٹ جائے گا۔ اور ٹیڑھا راستہ اختیار کرے گا اور راہ حق سے بھٹک جائے گا اور بیہودہ اور ناپسندیدہ باتیں کرنے لگے گا۔

۴۔ ابن عیسیٰ عن المعلیٰ بن خنیس عن ابی عبد اللہؑ فی قول عز و جل و من اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ یعنی یتخذ دینہ بغیر امام ھدی من ائمۃ الھدیٰ۔

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیۃ کی کہ "جس نے اپنی خواہش نفس کی اتباع کی بغیر اللہ کی ہدایت کے اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے" تفسیر میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو امور دین میں اپنی رائے اور قیاس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام سے ہدایت نہیں حاصل کرتا اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔

شرح۔ اس ارشاد میں ائمہ ہدیٰ سے ائمہ اہل بیت طاہرین معصومین علیہم السلام مراد ہیں۔ (مترجم)۔

۵۔ ابن عصام ...... عن الثمالیؒ قال قال علی ابن الحسینؑ ان دین اللہ لا یصاب بالعقول الناقصۃ والآراء الباطلۃ والمقاییس الفاسدۃ ولا یصاب بالتسلیم فمن سلم لنا سلم ومن اھتدیٰ بنا ھدیٰ ومن دان بالقیاس والرای ھلک ومن وجد فی نفسہ شیئاً مما نقولہ او نقضی بہ حرجا کفر بالذی انزل السبع المثانی والقرآن العظیم وھو لا یعلم۔

۵۔ حضرت ثمالیؒ راوی ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ دین خدا کو ناقص عقلیں۔ باطل رائے اور فاسد خیالات اور قیاسات رکھنے والوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ اگر یہ (دین) حاصل ہوتا تو رضا و تسلیم سے پس جو شخص ہمارے سامنے سر تسلیم خم کیا (یعنی ہماری باتوں اور ہماری تعلیم کو مان لیا) وہ سلامت رہا اور جس نے ہم سے ہدایت پائی وہ حقیقی ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے دین میں رائے اور قیاس کو دخل دیا ہلاک ہوا اور جس نے ہمارے اقوال کے متعلق شک کیا اور ان پر اعتراضات بیجا کیا اور ان میں نقص نکالنے کی کوشش کی وہ منکر ہوا اس سے جو کچھ کہ نازل کیا خدا نے سورۃ الحمد اور قرآن میں (یعنی قرآن سے انکار کیا) اور وہ جاہل مطلق ہے۔

(شرح) ابتدائے اسلام سے آج تک ہر زمانہ اور ہر دور میں کثیر تعداد مسلمانوں کی ایسی رہی اور اب بھی دنیا ایسے مسلمانوں سے خالی نہیں کہ جو یہ سمجھے کہ دین کے معاملہ میں بالکل آزادی حاصل ہے ہر کس و ناکس اپنی رائے۔ خواہش اور قیاس کے مطابق عمل کر سکتا ہے کسی ریاضت و تحصیل کسی ہادی یا کسی معلم کی ضرورت نہیں۔ اس کج فہمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض تو دین و ایمان کیا ہے کچھ سمجھ ہی نہ سکے اور گمراہ اور پریشان

ہو کر زندگی بسر کی اور حالت دہریت۔ الحاد و کفر میں زندگیاں بسر کیں اور جہل سے اور بعض نے بلا ایمان و الیقان حقیقی کے شک و شبہ کی حالت میں عمریں بسر کیں اور حالت لیت و لعل میں دنیا سے کوچ کر گئے خسر الدنیا والآخرہ۔ فکر اور غور کرنے کی بات ہے کہ جب معمولی دنیوی علوم و فنون پر عبور حاصل کرنے کے لئے برسوں تعلیم حاصل کرنی اور ریاضت کرنی پڑتی اور معلمین کی ضرورت ہوتی ہے تو امور دینی اور اسرار الٰہی بلا معلم بلا ہادی۔ بلا تعلیم اور بلا ریاضت کیونکر حاصل ہو سکتے ہیں! یاد رہے بات ہے کہ مسلمان دین و ایمان کو کچھ چیز ہی نہ سمجھیں اور زندگی کے معنی صرف یہی سمجھ لیں جو آج کل کا تمدن تعلیم دے رہا ہے۔ کھانا۔ پینا۔ سامان لطف و تعیش فراہم کرنا۔ آپس میں لڑنا جھگڑنا اور ایک دوسرے کی ہلاکت۔ بربادی اور تباہی کے اسباب و سامان مہیا کرنا۔ ایک دوسرے پر ظلم و تعدی کرنا۔ دوسرے اور سیدھے سادے الفاظ میں مثل جانوروں اور درندوں کے زندگی بسر کرنا جیسا کہ ان دنوں دنیا کا رنگ ہے اور ہم اس کو اور اس کے نتائج کو دیکھ رہے ہیں۔ (مترجم)۔

۶۔ ابی عن سعد ...... عن حفص بن عمر عن ابی عبد اللہ ع قال من مشیٰ الی صاحب البدعة فوقرہ فقد مشیٰ فی ھدم الاسلام

۶۔ حفص بن اسلام راوی ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے صاحب بدعت (یعنی بدعتیں کرنے والے) سے ملتا جلتا رہا اور اس کی عزت اور توقیر کی تو اس نے اسلام کے مٹانے کا بیڑا اٹھایا۔

۷۔ احمد بن محمد ...... عن سعید الاعرج قال قلت لابی عبد اللہ ع ان من عندنا ممن یتفقہ یقولون یرد علینا ما لا نعرفہ فی کتاب اللہ

ولا فی السنة نقول فیه برأینا فقال ابو عبد اللہ کذبوا لیس الاجاء فی الکتاب و جاءت فی السنة۔

۷۔ سعید کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے درمیان کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر کسی معاملہ یا مسئلہ کے متعلق تم کو قرآن اور سنت سے معلومات حاصل نہ ہو سکیں تو ہم سے پوچھ لو تاہم اپنی رائے سے تم کو بتا دیں امام علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا کہ جو ایسا کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن میں نہیں اور اسی کے مطابق سنت نہ قائم کر دی ہو۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بعض مسائل اور معاملات کا حل قرآن اور سنت سے نہیں ہو سکتا ہے اور ایسی حالت میں رائے اور قیاس سے کام لینا پڑتا ہے جھوٹے ہیں اور بوجہ قرآن اور سنت کی لاعلمی اور جہل کے ایسا کہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ سب آفتیں اس لئے نازل ہوئیں اور نازل ہو رہی ہیں کہ ہر ذی علم نے گمان کر لیا کہ وہ قرآن کو سمجھ سکتا ہے حالانکہ محض علم کے زور سے معنی قرآن سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ قرآن کے معنی اور مفہوم صرف وہی سمجھا سکتے ہیں جن کو خود قرآن میں راسخون فی العلم اور اہل الذکر کا خطاب دیا گیا۔ مسلمان۔ راسخون فی العلم اور اہل الذکر میں جس کو چاہیں شامل کر لیں لیکن ہمارا عقیدہ اور ہماری تھوڑی تحقیق تو ہم کو بتاتی ہے کہ سوائے محمد و آل محمد اور کوئی فی الحقیقت ان خطابات کے مستحق نظر نہیں آتے (مترجم)۔

۸۔ الصدوق ...... عن ابن عمیر عن ابی عبد اللہ ع قال لعن اللہ اصحاب القیاس فانهم غیروا کلام اللہ و سنة رسوله و اتهموا الصادقین فی دین اللہ عز و جل

۸- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے اصحاب قیاس پر کہ انہوں نے کلام خدا اور اس کے رسول کی سنت کو بدل دیا اور دین خدا کے معاملہ میں صادقین (سچ کہنے والوں) پر تہمتیں لگائیں۔

۹- من کتاب ابی القاسم بن قولویہ عن ابی عبد اللہؑ عن ابیہؑ قال من دعا الی ضلال لم یزل فی سخط اللہ حتی یرجع منہ و من مات بغیر امام مات میتۃ جاہلیۃ۔

۹- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگوں کو گمراہ کرے گا وہ اس وقت تک کہ اس سے باز نہ آئے عذاب اور ناراضی خدا میں مبتلا رہے گا۔ اور جو بغیر امام کی معرفت حاصل کرنے اور پیروی کرنے کے مر جائے گا وہ جاہلیت کی موت مریگا (یعنی جاہل مریگا)۔

شرح۔ امام علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق ہر مرد مومن کے لئے واجب ہے کہ وہ ائمۂ معصومین علیہم السلام کی معرفت اور ان کے احکام کی تعمیل کرے ورنہ دنیا میں جاہل رہے گا۔ اور اسی حالت جہل میں مرے گا۔ خدا تعالی اپنی کتاب یعنی قرآن میں فرماتا ہے کہ روز قیامت ہم ہر شخص کو بلائیں گے اس کے امام اور پیشوا کے ساتھ، خدا کے اس ارشاد کا ظاہری یہی مطلب ہے کہ جو شخص دنیا میں جس کو اپنا پیشوا اور امام قرار دے گا اور جس کی محبت دل میں رکھ کر مرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ محشور ہوگا۔ پس مومنین کو چاہئے باری تعالی کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنا ایسا پیشوا اور امام قرار دیں جو ان کی اچھی شفاعت کرسکے اور انھیں جنت میں لے جاسکے اور ایسے امام کو اختیار نہ کرے جو انھیں نار میں لے جائے (مترجم)۔

تمت بالخیر